مکتوباتِ اکابرِ تبلیغ
ناشر
ربانی بک ڈپو، کٹرہ شیخ چاند لال کنواں دہلی ۶

بلّغوا عنّی ولو آیۃ (الحدیث)

مکتوباتِ اکابرِ تبلیغ

حصۂ اوّل

حضرت مولانا فخر الاماثل، مجددِ زمانہ، امام الوقت الحافظ الحاج حضرت شاہ

محمد الیاس صاحب نور اللہ مرقدہٗ

حصۂ دوم

حضرت مولانا قطبِ زمانہ امیر تبلیغ، عاشقِ سنّتِ رسولؐ الحاج الحافظ

محمد یوسف صاحب نور اللہ مرقدہٗ

حصۂ سوم

حضرت غوثِ زمانہ، مرجع خلائق، سردارِ اولیاء الحافظ الحاج الشیخ المحدث

مولانا محمد زکریا صاحب رحمۃ اللہ علیہ

تالیف: حضرت الحاج میانجی محمد عیسیٰ صاحب فیروزپوری۔

اہتمام: حکیم مصباح الدین جامعی مردانی

ناشر

ربانی بک ڈپو کٹرہ شیخ چاند لال کنواں دہلی ۶

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

① تنبیہ:	جملہ حقوق بحق ناشر و مؤلف محفوظ ہیں۔
② نام کتاب:	"مکتوباتِ اکابرِ تبلیغ"
③ تالیف:	الحاج میانجی منشی محمد عیسےٰ صاحب فیروزپوری
④ کتابت:	محبوبُ الرحمٰن قاسمی بجنوری
⑤ مصحح:	مولانا حسینُ الدین قاسمی بجنوری
⑥ اہتمام:	حکیم قاری مصباح الدین جامعی مردانی
⑦ مطبع:	روبی پرنٹنگ پریس دہلی
⑧ تعداد:	بار اول: دو ہزار
⑨ قیمت:	Rs. 30/=

ناشر

ربانی بک ڈپو کٹرہ شیخ چاند لال کنواں دہلی ۶

فہرست مضامین

صفحہ	عنوان	نمبر شمار

صفحہ	عُنوان	نمبر شُمار
۱۱۵	خط بنام خواص اہل میوات، دینی دعوت اور رمضان	۴۰
۱۱۷	دین کی سرسبزی کے لئے قربانیاں	۴۱
۱۲۰	احوال سے متاثر ہونے کا علاج	۴۲
۱۲۲	ہر قسم کے خطرات کا جامع علاج	۴۳
۱۲۴	بنام محمد عیسیٰ فیروزپوری اور تمام پرانے مبلغین	۴۴
۱۲۷	ایک اہم خط جو کہ بندہ کو پرانے کاغذات میں ملا ہے	۴۵
۱۳۱	سوچ سمجھ کر قدم اُٹھانا چاہیئے	۴۶
۱۳۲	حجاز کے معلمین کے نام	۴۷
۱۳۷	تبلیغ پر سب سے مفصل مکتوب دل کو گرمانے والا	۴۸
۱۴۷	وصایا حضرت مولانا محمد یوسف صاحب رحمۃ اللہ علیہ	۴۹
۱۵۲	ملفوظات یوسفی	۵۰
۱۵۹	حضرت مولانا محمد یوسفؒ کا دورۂ پاکستان، آخری ایام اور وصال	۵۱
۱۷۲	حصّہ سوم	۵۲
۱۷۳	خطوط حضرت شیخ الحدیث رحمۃ اللہ علیہ	۵۳
۱۷۳	اصلاح کا جامع مختصر اور پُرتاثیر طریقہ	۵۴
۱۷۵	کشف و کرامات کے بارے میں	۵۵
۱۷۶	عجب اور ریا کا علاج	۵۶
۱۷۷	وصول الی اللہ اور مکاشفات کے بارے میں	۵۷
۱۷۹	وصلِ مولیٰ، نعمتِ ذکر اور موت کے شوق کے بارے میں	۵۸
۱۸۰	بیخودی	۵۹

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

عرضِ مؤلف

سب سے پہلے اس اللہ وحدہٗ لاشریک لہٗ کا شکر ادا کرتا ہوں کہ جس کے ارادے اور منشار کے بغیر ایک چھوٹے سے چھوٹا پتہ بھی حرکت نہیں کرسکتا اور ساری کائنات کو وہ تنِ تنہا چلا رہے ہیں۔ دوسری مخلوق صرف استعمال ہونے کے لئے ہے۔ مخلوق میں چاہے جاندار ہوں چاہے بے جان۔ اپنی اپنی ذاتوں میں وہ اسقدر محتاج اور معذور ہیں کہ نہ خود بن سکتے ہیں نہ اپنے اندر صفت پیدا کرسکتے ہیں نہ اپنی ذات یا صفت کو اللہ رب العزت کے ارادے کے بغیر استعمال کرسکتے ہیں۔ یہ اس ذات وحدہٗ لاشریک لہٗ کا احسان ہے کہ کسی سے کوئی اچھا اور نیک کام لیں، ورنہ ذات کے اعتبار سے انسان تو اسقدر گندا ہے کہ اسکی ابتدا ایک ایسے گندے مادے سے ہے کہ بدن کے ایک چھوٹے سے سوراخ سے نکلتا ہے لیکن اسقدر گندا کہ اسکے نکلنے سے پورا بدن گندا ہوجاتا ہے جبتک کہ بدن کو پاک نہ کرلیا جاوے۔ نہ نماز پڑھ سکتا ہے نہ قرآن۔ بلکہ قرآن کو زبان سے بھی نہیں پڑھ سکتا۔ گویا اندر کی زبان بھی گندی ہوگئی۔ اللہ کے قربان جائیے کہ اس نے ایسے گندے مادّے سے انسان بناکر اسے اشرف المخلوقات کا اعلیٰ مرتبہ عنایت فرمایا۔ بس اللہ رب العزت جو چاہتے ہیں کرتے ہیں، کوئی مخلوق انکے کام اور ارادے میں دخیل نہیں۔

اس کے بعد آقائے نامدار فخرِ کائنات امام الانبیاء، محبوب رب العالمین محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر درود بھیجتا ہوں کہ آپ کے ہی طفیل میں ہم کو ایمان و اسلام کی دولت نصیب ہوئی، اور آپ کے ہی طفیل میں ہمیں خیر الامم کا اعلیٰ درجہ

نصیب ہوا۔ اللہ رب العزت آپ پر اتنا درود بھیجے جتنا خود اللہ تعالیٰ کو مطلوب ہو صلی اللہ علیہ وسلم۔

اس کے بعد عرض کرتا ہوں کہ یہ مکاتیب کا ذخیرہ میرے پاس کافی مقدار میں جمع تھا۔ لیکن ان میں سے صرف ان خطوط کو چھانٹ کر جو دعوت و تبلیغ کیلئے یا اصلاحِ نفس کیلئے زیادہ مناسب سمجھے گئے اس رسالہ میں جمع کیا گیا ہے۔ اللہ رب العزت ان کو ساری امت کے لئے نافع اور ذریعۂ اصلاح فرماوے اور اس گندے بندے کے لئے دارین کی فلاح و صلاح کا ذریعہ فرماوے۔

اکابر کے خطوط کے جمع کرنے اور چھپوانے کا سلسلہ امت میں ہمیشہ سے رائج ہے۔ کیونکہ یہ وہ دولت ہوتی ہے جو انسان کے دل کے اندر کا پتہ دیتی ہے۔ اور انکے کام کی روح ان کے اندر آجاتی ہے۔ قلبی جذبات، قلبی ذوق و شوق، اندرونی درد، کو یہ حضرات اپنے خطوط میں نکال کر رکھ دیتے ہیں۔ لیکن ہائے افسوس آج امت عمومی طور سے ان سے غافل ہے، صرف خواص ہی ان کی قدر کرتے ہیں۔

چنانچہ حضرت مولانا محمد الیاس صاحب نور اللہ مرقدہٗ کے خطوط مکاتیب کے نام سے حضرت مولانا سید ابوالحسن علی عرف علی میاں زید مجدہم نے اور آپ کے ملفوظات حضرت مولانا مولوی منظور احمد صاحب نعمانی نے چھپوا کر امت پر بڑا احسان فرمایا ہے اور حضرت شیخ الحدیث حضرت اقدس مولانا محمد زکریا رحمۃ اللہ علیہ نے بارہا زبانی اور تحریری تاکید بھی فرمائی ہے کہ یہ دونوں ہر مبلغ کے لئے اپنے مطالعہ میں ہر وقت رکھنی ضروری ہیں۔ لیکن آج ان سے اتنی بے اعتنائی ظاہر ہو رہی ہے کہ اللہ ہی رحم فرماوے اس سے زیادہ کیا عرض کروں۔

اس ذخیرہ میں جو اب آپ کے سامنے آرہا ہے پہلے حصہ میں حضرت مولانا شاہ محمد الیاس صاحب نور اللہ مرقدہٗ کے وہ خطوط ہیں جن کے بارے میں حضرت مولانا

سید ابوالحسن علی صاحب عرف علی میاں نے تحریر فرمایا ہے کہ دعوت کے سلسلہ میں یہ خطوط بہت اونچے اور سب سے اعلیٰ ہیں۔

دوسرے حصہ میں حضرت مولانا محمد یوسف نور اللہ مرقدہٗ کے اکثر وہ خطوط لئے گئے ہیں جو آپؒ نے اپنے قلم سے لکھے تھے۔ اور یہ خطوط نہایت قیمتی ہیں اور حضرت کے دلی جذبات کی ترجمانی کرتے ہیں۔

تیسرے حصہ میں میرے آقا محسن و مشفق شیخ زمانہ حضرت مولانا محمد زکریاؒ کے خطوط ہیں۔ جو خط آپ کے اپنے قلم سے لکھے گئے ہیں انکی تاریخ وماہ اور سن بھی لکھدیا گیا ہے۔

اللہ تعالیٰ بندے کی اس کوشش وجانفشانی کو قبول فرماوے اور رائیں ایسی قبولیت پیدا فرماوے کہ ہر کس وناکس ان سے مستفید و مستفیض ہوسکے اور بندے کی نجات کا ذریعہ اور دارین کی عافیت وفلاح وصلاح کا ذریعہ فرماوے اور ناشر کی محنت کو بھی بے انتہا قبول فرماوے۔ دارین کی کامیابی کا ذریعہ فرماوے۔ آمین ثم آمین، والحمد للہ رب العلمین

آخر میں یہ بھی لکھنا ضروری سمجھتا ہوں کہ اسمیں شک نہیں کہ اس وقت کام کا بوجھ اور کام کی ذمہ داری حضرت الحاج الحافظ حضرت مولانا انعام الحسن زید مجدہم کے کے کاندھے پر ہے۔ اور آپ کی ہی ہمت اور حوصلہ ہے کہ ایسے اونچے اور عظیم کام کو لیکر چل رہے ہیں۔ آپ حضرت مولانا شاہ محمد الیاس نوّر اللہ مرقدہٗ کے اَجَلِّ خلفاء میں سے ہیں اور حضرت مرحوم کے شاگرد خاص اور اعزہ میں سے ہیں۔ بہت ذہین اور عارف باللہ ہیں۔ انابت الی اللہ کی صفت آپ میں خاص طور سے بہت اعلیٰ درجہ کی ہے۔ اہل فہم اور صاحب فراست ہیں۔ اللہ تعالیٰ آپ کے سایہ کو امت پر تادیر قائم رکھے۔ اور آپ کے فیض سے ہم سب خدام اور پوری امت کو مستفیض فرماوے۔ آمین

بندہ محمد عیسیٰ عُفِیَ عنہٗ

مکتوباتِ اکابرِ تبلیغ

حصّہ اوّل

حضرت مولانا فخر الاماثل مجددِ زمانہ امام الوقت الحافظ الحاج حضرت شاہ محمد الیاس صاحب نوّر اللہ مرقدہٗ

حضرت مولانا محمد الیاس صاحب نور اللہ مرقدہ کے خطوط

خط (۱) طریقت کا نسخہ اور چند اہم مسائل

۷۸۶

از نظام الدین۔

عنایت فرمایم میاں محمد عیسیٰ صاحب نورکم اللہ بنور الاعمال و ثبتکم علی الاسلام السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔

آپ کے یکے بعد دیگرے دو گرامی نامے پہنچے۔ مجھے بہت افسوس ہوا اور تعجب ہے کہ آپ کے پہلے گرامی نامے کا جواب نہیں گیا۔ میں اپنے دھیان میں کبھی کا جواب لکھ چکا تھا۔ شاید فیروز پور تک وہ جواب پہنچا ہوگا اور میاں الیاس نے روانہ نہیں کیا ہے۔ بہر حال آپ کے مجموعۂ احوال سے آنکھوں کو فی الجملہ ٹھنڈک اور قلب کو راحت اور سرور ہوا۔ میرے پیارے عزیز! نہ کرنا ایک عیب اور کرنا سو عیب رکھتا ہے کار آخرت پر کھڑے ہونے والے کیلئے شیطان کے حملے اور رکاوٹ بقدر مایہ کی قیمت اور گرانی کے ہوتی ہے، لیکن اللہ کا فضل اور اس کی دستگیری شاملِ حال رہے تو "اِنَّ کَیْدَ الشَّیْطٰنِ کَانَ ضَعِیْفًا" حق تعالیٰ آپ کو اس کے مکائد سے محفوظ رکھیں۔ اور رشد و ہدایت اور اپنی رضا کے راستہ پر استقامت بخشیں۔ تمہاری آنکھیں اپنے بیوی بچوں اور والدین کی طرف سے دینی سرسبزیاں دیکھ کر خوش و خرم رکھیں۔ ذکر کے بارے میں زیادتی کے متعلق اصل یہ ہے کہ بغیر صحبت کے بتلا دینا خطرہ سے خالی نہیں ہے۔ یہ

یہ طریقت تین چیزوں کے مجموعہ کا ایک نسخہ ہے۔ سب اقتصار کے ساتھ ہموزن رہیں تو مفید پڑتا ہے ورنہ نقصان دہ ہوتا ہے۔ وہ تین چیزیں یہ ہیں :-

ایک صحبت جبکہ معہ اپنے آداب اور عظمت وغیرہ کے ہو۔

دوسرے اپنے نفس کے حقوق جبکہ حظوظ سے محفوظ ہوں اور اللہ کے حکم کے ماتحت نگہداشت ہو۔

تیسرے ذکر کے سب معمولات جبکہ استقلال اور بیدار دلی اور خالص اللہ کی رضا کیلئے نفس کو مشقت میں ڈالنے کی نیت سے ہوں۔

نفس قدم بقدم اپنے حظ اور حصہ کی راہ نکالتا رہتا ہے اللہ اس سے محفوظ رکھے۔ اگر آپ سے ذکر کے بعد ہو سکے میرے سے ملنے تک قیامت کے حالات کا جسقدر استقلال سے ہو سکے اس کو حق اور اپنے اوپر آنے والا سمجھتے ہوئے دھیان کیا کرو۔ اور پھر جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی دل سے تصدیق کیا کرو کہ جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بتلا گئے ہیں وہی آخرت میں کام آنے والا ہے۔

(۱) وتروں میں کانوں تک ہاتھ اٹھا لینے چاہئیں۔ جیسے تکبیر تحریمہ میں (۲) بھولے سے دونوں رکعتوں میں ایک سورۃ پڑھنے سے استغفار کرے۔ آئندہ بچے اور نماز ہو جائیگی۔
(۳) قل اعوذ برب الناس پہلی رکعت میں پڑھے تو اس بارے میں یہ ہے کہ عالمگیر رحمۃ اللہ علیہ اماموں کا انتخاب کیا کرتے تھے۔ ایک دفعہ ایک امام نے پہلی رکعت میں قل اعوذ برب الناس پڑھی اور اس کے بعد الٓمٓ پڑھی تو عالمگیرؒ نے اس کا عہدہ بڑھا دیا۔ بس میرے یہی یاد ہے۔

فقط والسلام

بندہ محمد الیاس بقلم حبیب الرحمن

خط (۲) طریقت اور فقہ کے چند نازک مسائل

۷۸۶

عزیزی محمد عیسیٰ صاحب۔ اذاقنا اللہ وایاکم حلاوۃ الایمان وذوق الایقان۔

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ،

خدائے پاک کا بہت بڑا شکر ہے اور ہزار ہزار شکر ہے کہ حق جل وعلا شانہ، نے ذکر کی ابتدار پر قبولیت کے آثار مرتب فرمائے۔ بارگاہِ قدس سے دھکے دینے پر ابتدار نہ فرمائی۔ اس کا جس قدر بھی شکر کیا جاوے وہ کم تر از کم ہے۔ اللہ تعالیٰ آپ کے لئے مبارک فرماویں۔ اور ثبات سے روز افزوں ترقیات نیز موت کے وقت نہایت سرگرمی سے اپنے میں مشغول ہوتے ہوئے موت مقدر فرماویں۔ اصل مدار موت کے وقت سرگرمی کا ہے۔ میرے عزیز! چند باتیں ہمیشہ دھیان رکھنے کو واسطے ذرا سُن لیں۔

اوّل یہ کہ دین کے جتنے کام ہیں وہ مزہ آنے کے واسطے نہیں بلکہ اللہ تعالیٰ کے حکم کی عظمت کے موافق امتثال امر اور اس کی رضا کا یقین ہونے کے واسطے ہیں۔ جس کے اندر جی کا لگنا اور گھبرانا دونوں برابر ہو کر نگاہ صرف اس بات پر جمتی چلی آوے کہ اللہ کے حکم (جبکہ اس کے حکم کے موافق بھی ہو) کی تعمیل کہ اللہ کے حکم کی تعمیل (جو کہ اس کے حکم کے موافق بھی ہو مناسب حال بھی ہو سرگرمی کے بقدر) حق تعالیٰ کی رضار اور رحمت اور مغفرت سے بھری ہوتی ہے۔ اس کا یقین ہو تو آدمی کی نظر اپنے احوال اور اس کے آثار پر نہ ہونی چاہیئے بلکہ حکم کی موافقت اور حق تعالیٰ کی رضار کے حصول کے یقین پر رہنی چاہیئے۔ خوب سمجھ لو اس راہ میں سر پر آرہ کا چلنا اور تختِ سلیمانی کا ملنا دونوں ایک درجہ میں ہو کر نظر انداز ہو جانے ضروری ہیں۔

دوسری بات یہ ہے کہ عمل بلا صحبت اور صحبت بلا عمل خطرہ سے خالی نہیں۔

میرے عزیز! جو کچھ کر رہے ہو بہت غنیمت ہے مگر نہایت عظمت کے ساتھ

پاس آکر رہنے کی بھی ضرورت ہے۔ آنے سے پہلے آداب صحبت سے واقف ہونا بہت ضروری ہے۔ کوئی چیز بلا آداب کے مفید نہیں ہو سکتی۔ آداب کے معنی اصول کے ہیں۔ یہ کبھی جی کا لگنا نہ لگنا صوفیاء کے ہاں قبض و بسط کہلاتا ہے۔ ہر چیز اپنی اپنی لائن میں اتنی ہے کہ جس کا کوئی حد و حساب نہیں۔ قبض کی لائن کے مصائب ہیں۔ اور مکروہات اور خلاف طبع واقعات ہیں۔ اور بسط کی لائن میں مخلوقات خدا وندیہ کی تسخیر اور کثرت ہے۔ اور یہ دونوں حالتیں امتحان کے لئے ہیں۔ ہر ایک دونوں رخ رکھتی ہے۔ حق تعالیٰ کی رضا کا بھی اور لعنت کا بھی۔ جو شروع ہی سے قبض و بسط دونوں کی لائینوں کو نظر انداز کرنے کا عادی نہ ہو گیا ہو وہ کبھی نہ کبھی پھسلے بغیر نہ رہے گا جبتک آدمی عالم امکان میں ہے یہ دونوں چیزیں ضرور پیش ہوں گی۔

دنیا کا مفہوم نگاہ میں بہت غلط ہے۔ معیشتِ دنیا کے اسباب میں مشغول ہونے کا نام دنیا نہیں ہے۔ دنیا پر لعنت ہے۔ اور لعنت کی چیز کا خود خدائے پاک کی طرف سے حکم نہیں ہو سکتا۔ لہذا جس چیز کا حکم ہے اس کا حکم سمجھ کر اس کے ماتحت اس کا حلال و حرام کا دھیان کرنا اس کا نام دین ہے۔ اور حکم سے قطع نظر کر کے خود اپنی ضرورتوں کو محسوس کرنا اور حکم کے علاوہ اور وجہ سے اس کے ضروری ہونے کو قرار دینا اس کا نام دنیا ہے۔ حتیٰ کہ دین کا کام جی لگنے کی وجہ سے کرے گا تو یہی دنیا ہے۔ کام میں مشغول ہونے کی وجہ کو دھیان میں رکھے کہ وہ کیا ہے۔ اگر وہ جی لگنے کی وجہ سے ہو تو دنیا ہے گو وہ عبادات ہوں۔ اور ہر حکم کو معلوم کر کے اس کی تحقیق میں لگے رہ کر اس کے موافق کرتے رہنا اس کا نام دین ہے۔ خوب یاد رکھو۔

میں دعا گو ہوں اور سب سے دعا کراؤں گا۔ آپ بھی میرے لئے اور میرے تمام علائق کے لئے دعا فرماتے رہیں۔ (۱) روزہ میں مسواک کرنا سنت ہے۔ کچھ حرج نہیں (۲) ختم میں شریک ہونا مستحسن اور آپ کے بزرگوں کا معمول ہے۔ لیکن مبتدعین کے

کے ساتھ تشبہ کا خطرہ ہو تو احتیاط مناسب ہے۔ (۳) الصلوٰۃ والسلام علیک کے اندر بھی یہی بات ہے کہ اگر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو حاضر ناظر جان کر ہو یا مبتدعین کے تشبہ کی صورت ہو تو ناجائز ہے۔ اور اگر غلبۂ شوق میں اپنی طرف سے پڑھے تو مضائقہ نہیں۔ یہ ایسی نازک چیزیں ہیں کہ ان کے اندر فساد عقیدہ کا موقع شیطان کو ملنے کا بہت امکان ہے۔ لہٰذا خطرناک ہیں۔ موسیٰ کے متعلق آپ اللہ سے دعا تو زیادہ کرتے رہیں۔ اور اس کے بڑوں کو یہاں بھیجنے کی کوشش کیلئے تقاضہ لکھیں۔ تبلیغی امور میں تحریراً تقریراً اور عملاً ہر پہلو سے کوشش کرتے رہا کریں۔ دین کی تکمیل تبلیغ کے فروغ کے بغیر ناممکن ہے۔ جس جس سے مناسب ہو سلام فرما دیں۔ فقط والسلام

بندہ محمد الیاس عفی عنہٗ۔ از نظام الدین۔
بقلم شوکت علی خادم ۹ ر شوال المکرم۔

خط (۳) نصاب تبلیغ سے متعلق کارکنوں کو اہم ہدایات

۷۸۶

بخدمت عزیزی میاں محمد عیسیٰ صاحب ارشدنا اللہ وایاکم وثبت قلوبنا علیٰ سبیلہ۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ۔

کئی دن ہوئے آپ کا عنایت نامہ پہنچا۔ دین کی ترقی میں سبقت اور اسکے ساتھ لگاؤ کی خبر مبارکبادی کی چیز ہے۔ اللہ تعالیٰ روز افزوں ترقیات نصیب فرمادیں اور اپنی محبت اور یقین کامل کے ساتھ دین کے پھیلانے کی سرگرمیوں کی حالت میں موت مقدر فرمادیں۔ دنیا میں جتنی سرگرمیاں ہیں وہ حقیقت میں موت کے وقت کیلئے ہیں۔ اللہ اپنے فضل سے زندگی نصیب فرمادیں کہ سبقت کرنے والے آدمیوں کے سامنے آنکھ ندامت کی نہ ہو۔ تبلیغ کے سلسلے میں میرا جی چاہ رہا ہے کہ ایک نصاب مقرر

ہو کر وہ ہر ہر شخص کے یہاں رگ و پے میں سما جائے۔ جس کو یوں جی چاہتا ہے کہ اگر ایک شخص پڑھا لکھا ہے۔ اوّل تنہائی میں دیکھا کرے اور پھر سنایا کرے۔ اور اسمیں جو اعمال ہوں اس پر اوّل اپنے آپ کو جمانے کی کوشش کرے اور اسی کو مجمع میں پھیلاوے۔ بالفعل پانچ کتابوں کا اہتمام ہے۔ راہِ نجات۔ جزاء الاعمال۔ چہل حدیث (حضرت شیخ الحدیث والی) فضائل نماز۔ حکایات صحابہ۔ ان پانچوں کے جزوِ زندگی ہونے پر اہتمام کیا جاوے۔ لہذا آپ بھی اس کی پابندی سے مجھے مطلع فرماویں۔

تبلیغی جماعتیں اس وقت سب واپس ہو چکیں اب بیرون ملک میں کوئی جماعت نہیں ہے۔ کاش! ایسا وقت آجاوے کہ قوم کے لاکھوں آدمی باہر گئے ہوں۔ قوم کے لاکھوں آدمیوں کا باہر پھرتے رہنا جزوِ زندگی بنا دیا جاوے تو یہ بہت سہل ہے آپ کوشش فرماتے رہیں گے تو یہ کچھ بعید نہیں ہے۔ البتہ بڑی خوشی کی خبر یہ ہے کہ رائسینہ والی پال نے اپنے تمام بھائیوں میں تبلیغی امور کو پھیلانے کا کچھ ارادہ کیا ہے۔ آپکے والد و چچا چودھری یٰسین خاں صاحب وغیرہ باہمت چودھریوں کو اس معاملہ میں زور دار کوشش سے ہمت کے ساتھ لگا دیں تو موجب اجر جزیل ہوگا۔ آپ بھی فیروزپور نمک میں اپنے دوست احباب کو اس کی تاکید کریں۔ بڑا تعجب ہے کہ گھر سے مشکلوں سے نکلیں اور باہر نکل کر گھر بڑا یاد آتا ہے۔ کاش تبلیغ کی بجائے گھروں پر رہنا اتنا ہی مشکل ہو جتنا آجکل تبلیغ میں رہنا مشکل ہے۔

فقط والسلام

بندہ محمد الیاس عفی عنہ — بقلم حبیب الرحمٰن

خط (۴) قبض و بسط، شریعت طریقت اور تبلیغ کے بارے میں

۷۸۶

عنایت فرمایم جناب منشی میاں جی عیسیٰ صاحب اسأل اللہ و لکم الرشد و السلامۃ۔

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔

شوال سے محرم تک خدا جانے آپ کے کتنے خطوط آچکے لیکن تبلیغ کی سرگرمی اور آپ کے بعض سوال کی نزاکت اور سفروں کی کثرت وغیرہ وغیرہ امور سے میرے دل کو قلق ہے کہ جواب نہ جا سکا اور پھر آپ کی تحریروں کے طویل ہونے کو بھی اس جواب میں بڑا دخل ہے۔ بہرحال اس وقت آپ کے تین خطوط میرے سامنے ہیں ایک ۱۶ سولہ شوال کا، ایک میں آپ کی تاریخ نہیں ملی، ایک ۲ دو فروری کا۔ میں اللہ کے دعا مانگتا ہوں کہ آپ کے خاطر خواہ تینوں خطوں کے متعلق کوئی بات لکھ سکوں۔ قبض وبسط کے لئے اصل تو یہ ہے کہ ابھی ان چیزوں کے فکر میں نہ پڑو۔ دوم یہ ہے کہ اس تحریر کو جسے میں پہلے لکھ چکا ہوں کبھی کبھی دیکھ لیا کرو۔ سوم مختصراً اس کا جواب یہ ہے (گو میری طبیعت متوجہ اور حاضر نہیں ہے مگر تم نے لکھ دیا ہے تو میں مختصراً کہتا ہوں) کہ اللہ نے انسان کی ترقی کا مدار جیسا سانس کے اندر رکھا ہے تم دیکھ رہی ہو کہ ایک اندر جاتا ہے ایک باہر آتا ہے۔ ان دو سانسوں کی طرح کبھی انسان جو چاہ رہا ہے اس کے پورا ہونے اور کبھی اس کے اندر کی روکاوٹوں میں ترقی رکھی ہے۔ جوں جوں اللہ کے حکم میں اللہ کی عظمت پر نظر رکھنے کی عادت کو اتنا بڑھا لیا جاوے کہ اسکی عظمت کا دھیان اپنے مقاصد کے پورے ہونے اور نہ ہونے کے تاثرات پر غالب ہو جائے اسی میں انسان کا کمال ہے۔ جی کا لگنا اور جی کا گھبرانا۔ پہلا بسط ہے اور دوسرا قبض۔ یہ انسان کے لئے سانس کی طرح لازم ہیں۔ درجہ نبوت تک یہ انسان کے لئے لازمی ہیں۔ اور حقیقت یہ ہے کہ دونوں چیزیں مقاصد کے پورا ہونے اور نہ ہونے پر منحصر نہیں ہیں۔ بسا اوقات مقاصد کے پورا نہ ہونے پر طبیعت کھلی رہتی ہے اور بسا اوقات مقاصد کے پورے ہونے پر طبیعت گھبراتی ہے۔ آداب کے واسطے آپ مولوی یوسف اور مولوی عبد الغفور وغیرہ سے ذی بصیرت علماء کی کتابیں دریافت کر کے مطالعہ کرتے

رہیں۔ مختصر یہ ہے کہ ہیبت اور عظمت اور محبت کے ساتھ چھوٹے سے چھوٹے وہاں کے رہنے والے کے ساتھ محبت رکھتے ہوئے اور اعتراضات سے بچتے ہوئے اور صفاتِ حمیدہ پر جو کہ واقعی ہوں، نظر جماتے ہوئے وقت گذارنے کا نام ادب ہے۔ اگر دین میں شبہ ہونے لگے تو جم کر یہ کہہ لیا کریں اٰمَنْتُ بِمَآ اٰمَنَ بِهٖ مُحَمَّدٌ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ۔ پچھلے وقت اُٹھنے کی ایک دعا ہے آپ تشریف لاوینگے تو میں اپنی "حصن حصین" کتاب میں دکھادوں گا۔ اور بہتر ہے کہ آپ "حصن حصین" خرید کر کسی پڑھے لکھے کو سنادیں۔ اور پھر اس کا ایک ورد روزانہ پڑھ لیا کریں۔ وہ پچھلی میری دعا پڑھ لیا کریں انشاء اللہ شک نہیں ہوگا۔ نیز زبان سے یہ کہہ لیا کریں اور سوچ لیا کریں کہ اس کا فرمانا تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ وابستہ ہے۔ بعض حکیموں تک کی باتوں کا ہماری سمجھ پر مدار نہیں۔ نیز گھبرانے کے وقت کسی دینی کام پر جمے رہنا آدمی کو صابرین میں صرف یہ ہی ایک صفت زیادہ تر شامل کرسکتی ہے۔ جن کے متعلق اللہ فرماتے ہیں اِنَّ اللّٰہَ یُحِبُّ الصَّابِرِیْنَ۔ بارہ تسبیح ملاقات پر رکھیں۔ ختم کی جو صورت آپ نے تحریر فرمائی ہے وہ مناسب ہے۔ دوسروں پر اعتراض مت کرو اور خود اس کو تنہائی میں پڑھ لیا کرو اس کا پڑھنا سوتے وقت مسنون ہے۔ لیکن یہ طرز مشروع نہیں ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے اوپر درود بہترین عمل ہے مگر جو طرز آپ نے لکھا ہے یہ بھی سلف میں نہیں ہے۔ لہٰذا آپ خود محترز رہیں جو آپ کے عقیدے پر اعتماد رکھتا ہو اس سے بھی آپ کہدیں۔ اپنے ساس سسر والے گاؤں میں تبلیغ کے لئے جماعتیں بھیجنے کی کوشش کریں۔ خود ان کو براہِ راست خطاب کرنا جبکہ خطاب کی ناقدری شروع کردی ہے ٹھیک نہیں۔ اسکے پاس کے دو چار کوس جو گاؤں ہیں۔ نئی ہے۔ سنگار ہے۔ بچھوا ہے۔ ان سب جگہوں کے میانجیوں اور ٹھونڈوں کے حالات تحقیق کرکے ان کو جماعت لیجانے کی تاکید کریں اس عمومی کوشش سے انداز دیکھتے رہو اور بات تاکتے رہو۔ اسطرح کرنے

سے ان کے اندر صلاحیت پیدا ہو جائیگی اور پھر خطاب مفید ہوگا. ورنہ پہلے سے زیادہ خطرہ ہے. فیروزپور نمک. اڈبر. چندینی. نگلی اور روپڑا کا وغیرہ کے لوگوں کو بھی تبلیغی جماعتیں نکالنے کی تاکید کرتے ہوئے اس سمت میں جماعتیں نکالنے کی تاکید کرو۔ ہمیشہ آدمی ماحول کا اثر لیا کرتا ہے اس لئے زیادہ تر کوشش عام ہوا کے بدلنے میں رکھنی چاہیئے. موسیٰ خان کے متعلق میں نے بھی کوشش کی اور معلوم ہوا کہ تمہارے والد نے بھی کوشش کی لہذا اس کے متعلق بھی وہی بات ہے جو تمہارے ساس سسر کے متعلق ہے کہ عام ہوا کے بدلنے کی کوشش کرو اور اس کی طبیعت کی پرواز کا اندازہ کرتے رہو اور پھر خطاب کرو انشاء اللہ فائدہ ہوگا. اس وقت وہ الحمد للہ تبلیغ میں گیا ہے. یہ آنے والا جمعہ کرنال پڑھینگے. ان کو شاباشی اور طبیعت بڑھانیوالا مضمون بتوسط نواب ذوالفقار علی خاں صاحب کرنال کے پتہ سے لکھدیں اور اگر ایسے وقت میں خود آسکو تو بہت اچھا ہے. اور اسی جگہ ان کو خرچ بھیجدو تو تبلیغ کے زمانے میں کسی کی اعانت کرنے میں گھر بیٹھے اعانت کرنے سے ستر ہزار گنا ثواب ہوتا ہے. بیماری اور ضعف کی وجہ سے جو اوراد قضا ہوں ان کا اعادہ نہیں اور نہ پڑھنے سے آہستہ پڑھنا بہتر ہے. اللہ تعالےٰ آپ کے صاحبزادہ سعید کو دارین میں سعادت مند کرے. آپ میرے اہل وعیال اور بچوں اور دوستوں سے محبت فرماتے ہیں اللہ تعالیٰ اس کا اجر عطا فرماویں. الحمد للہ اب دونوں خیریت سے ہیں. آپ مطمئن رہیں. آپ کا تینوں تسبیحیں پڑھنا جس تفصیل سے لکھا ہے مناسب ہے اور مبارک ہے. اللہ تعالیٰ شرف قبولیت اور سعادت وطمانیت نصیب فرماویں. آپ کے دوسرے خط میں جو آپ نے ایک ماہ انتظار کے بعد تحریر فرمایا اس کے تاخیر جواب سے تو مجھے بھی ندامت ہے. اللہ تعالیٰ آپ کو اجر دیں اور میری کوتاہیوں کو معاف فرماویں. اس میں تبلیغ کی سرگرمیوں کا ذکر ہے کہ اسّی آدمی یہاں تبلیغ کیلئے آئے اور پچیس آدمیوں

کی جماعت تیار ہے۔ پہلی خبر الحمد للہ ثم الحمد للہ اللہ تعالیٰ کا بڑا فضل اور کرم و احسان ہے اور نعمتِ جلیلہ ہے کہ اس نے اسّی آدمیوں کی مقدار ایسے نازک وقت میں اور زمانے میں کہ جہاں اس عمل کو حقارت سے دیکھا جا رہا ہے اور اس کی ناقدری کی جا رہی ہے۔ ایسے زمانہ میں دین کے فروغ دینے کے لئے گھر سے نکلے۔ مگر میرے عزیز! اللہ کا شکر بجا لانے کے بعد اپنی کوتاہی پر بھی ندامت کے ساتھ ایک گہری نظر ڈالنی چاہیئے کہ پندرہ سالہ کوشش کے بعد تبلیغ کے یہ انوارات یہ برکات اور یہ عزت اور یہ دنیا کے اندر ناموری اور ہر طرح کی نورانیت اور بہبودی کھلی آنکھوں محسوس کرتے ہوئے پھر کل اسّی آدمیوں کی مقدار نکلی۔ تو اتنے لاکھ مقدار میں کتنی قلیل ہے اور پھر نکلنے کے بعد گھر کے واپس جانے کو اتنا بیقرار کہ ان کا تھامنا مشکل تو گھر سے نکلیں تو مشکل سے اور نکلنے کے بعد یہ ختم ہونے والا گھر اپنی طرف کھینچتا رہے تو یہ دین کا گھر کیسے آباد ہوگا۔ جبتک گھروں پر رہنا اتنا دشوار نہ ہونے لگے جیسا اس وقت تبلیغ میں رہنا ہے اور جبتک تبلیغ سے واپس جانا اتنا طبیعتوں پر دشوار نہ ہونے لگے جیسا اس وقت تبلیغ کے لئے نکلنا دشوار ہے۔ اور جبتک تبلیغ کے لئے چار چار ماہ ملک در ملک پھرنے کو جزوِ زندگی بنانے کی کوشش کے لئے پورے اہتمام سے آپ لوگ کھڑے نہ ہونگے اس وقت تک قوم صحیح دینداری کا مزہ نہیں چکھے گی اور حقیقی ایمان کا ذائقہ کبھی نصیب نہ ہوگا۔ اور ابتک جو مقدار ہے عارضی ہے اگر کوشش چھوڑ دوگے تو قوم اس سے زیادہ گرے گی۔ ابتک جہالت اس کی حفاظت کر رہی تھی اور شدتِ جہالت کی وجہ سے دوسری قومیں ان کو ہستی میں شمار نہ کرنے کی وجہ سے توجہ نہیں کرتی تھیں۔ اب تاوقتیکہ دین کی قلعہ بندی سے اپنی حفاظت نہیں کریگی دوسری قوموں کا شکار ہو جاویں گے۔ بہرحال مجھے رنج ہے کہ وہ آدمی بیشک آئے مگر بڑی بڑی تدبیروں سے رکے اور انہی کی وجہ سے تمہارے جواب میں تاخیر ہوئی۔ دنیاوی

معیشت کے اندر کے اسباب کی کوشش اور سعی کو جبتک دین کو درست کرنے والی چیزوں میں دنیا کی کوششوں اور سعی سے مغلوب نہ کیا جاوے گا اس وقت تک غیرت خداوندی دین کی دولت سے مالا مال نہیں کر سکتی۔ مجھے بہت ہی رنج اور افسوس ہے کہ ابتک تمہاری قوم سنتی نہیں ہے دہلی والوں کی طرح کان بند کئے ہوئے اور آنکھیں پھوڑے ہوئے ہیں۔ اس کے اندر یہ مقدار بہت قلیل ہے۔ اسی طرح فیروز پور نمک کے پچیس ۲۵ آدمیوں کا وعدہ اس کم ہمتی کی بدولت پورا نہیں ہو سکا۔ سال بھر میں ڈیڑھ ۱½ یا تین ۳ یا چار مہینے دین سیکھنے کے لئے ملک بہ ملک پھرنے کا رواج اس وقت دین کی بقا کے لئے بہت ضروری ہے۔

دین ایک قلعہ ہے جو اپنے درست ہونے سے دینداروں کی حفاظت کرتا ہے اور دارین کی نعمتوں کے حصول کا ذریعہ بنتا ہے۔ بڑی کوتاہ نظری ہے کہ جو اس کی کوششوں کو دنیاوی کاروبار کا حرج سمجھتے ہیں۔ الیاس کی طبیعت الحمد للہ خیر کی طرف چل رہی ہے۔ لیکن اس کا اپنا شوق جب تک تمہاری تاکیدیں اور طبیعت کا بڑھاتا رہنا شامل نہیں ہوگا کافی نہیں ہے۔ اس وقت میرے کہنے سے کرنال گئے ہیں۔ خود ان کے شوق کو زیادہ دخل نہیں ہے۔ لہٰذا آپ تاکید لکھیں کہ دنیاوی کاروبار میں مصروف رہنے والے بہتیرے ہیں۔ دین کے فروغ کے لئے گھر بار چھوڑنا اس وقت اللہ نے میوؤں کو نصیب کیا ہے۔ لہٰذا واپسی کی جلدی نہ کریں۔ اس قسم کا مضمون کرنال نواب ذوالفقار والے پتہ سے لکھ دیں۔ اپنے ہاں کی تبلیغ کا جو حال لکھا ہے اس سے دل خوش ہوا امید ہے کہ ترقی ہوگئی ہوگی۔ موجودہ حالت سے مطلع فرماویں اور اپنے ملک کی کیفیتوں کی خبر گیری رکھتے ہوئے ان چیزوں کے ذریعہ اپنے مقامی لوگوں کو خبریں دیتے ہوئے پرزور کوششیں کریں۔ اس دوسرے خط میں آپ نے پابندی اور مداومت کا ذکر لکھا ہے اللہ مبارک کرے۔ اشراق اور چاشت کی چار چار رکعتیں کافی ہیں۔

تبلیغی جماعتوں کو سلام کہا تھا۔ مناسب ہے کہ کرنال لکھیں اور ان سے دعا کراویں۔
آپ نے قرض کے متعلق لکھا ہے آپ کے اس رویہ سے اور اللہ کی طرف متوجہ ہونے سے خوشی ہوئی۔ آپ تبلیغ میں کوشش کرتے رہیں اور اللہ سے دعا کرتے رہیں انشاء اللہ سب مشکلات آسان ہوجاویں گی۔ اور بندہ کے پاس روپیہ بالکل نہیں ہے۔ اس کی امید دل سے نکالدیں۔

میرے محترم عزیز! سود کا گناہ ایسا معمولی گناہ نہیں ہے کہ اتنا بڑا گناہ کرنے کے بعد آدمی یوں سوچے کہ گناہ ہوگیا ہوگا۔ اللہ نے اس کو اپنے ساتھ اعلان جنگ قرار دیا ہے۔ سود والے کو کھوتے رہنے اور برباد کرتے رہنے کا عہد کرلیا ہے۔ یہ اللہ جل شانہٗ کی دستگیری اور لطف غیبی ہے کہ توبہ کی توفیق دی اور آئندہ کو بچے رہنے کی توفیق نصیب فرمائی۔ تم خود اپنے آپ کو اور اپنے سب لواحق کو تبلیغ میں سرگرم رہنے اور رکھنے میں اس گناہِ عظیم کے کفارہ اور توبہ کی نیت کرتے رہو۔ مجھے اللہ کی ذات سے امید ہے کہ اللہ کا لطف دستگیری فرماوے اور کسی وقت ادا ہوجاوے۔
حافظ محمد اسحاق[1] صاحب کا تعلق ایسا نہیں تھا کہ اگر قرضہ اتارنے کی کوئی سبیل ہوتی تو یہ بندہ اس سے دریغ کرتا۔ لیکن بندۂ ناچیز کی استطاعت سے یہ بات باہر ہے۔ لیکن میں دعا کرتا ہوں کہ غیب سے اللہ تعالیٰ سبکدوشی کا انتظام فرماویں۔ آپ کے تیسرے خط مورخہ ۲ر فروری میں گھبرانے اور جی نہ لگنے کا تذکرہ ہے۔ یہ وہی قبض کے آثار ہیں جو کئی دفعہ تذکرہ میں آچکے ہیں۔ ایسے وقت کی مداومت میں دوگنا اجر ملتا ہے اور ایسے وقت کی استقامت سے دولتِ استقامت ملتی ہے۔ اور اس استقامت سے عجیب وغریب برکتیں اور عالم قدس کی دولتیں اور فرشتوں کی بشارتیں اور دین کے غیبی اسرار اسی استقامت کے کامل ہونے کے بعد نصیب ہوا کرتی ہیں۔

[1] حافظ محمد اسحاق صاحب رحمۃ اللہ علیہ بندہ کے والد ماجد کا نام ہے۔

اللہ جل شانہٗ آپ کو جی گھبرانے اور دل لگنے دونوں صورتوں میں اپنے کام میں مداومت بخشیں جس سے استقامت نصیب ہوا کرتی ہے۔ اور یہ رونا تو بہت بڑی دولت ہے۔ اس وقت میں آخرت اور اللہ کی عظمت اور وعدوں کو بہت یاد کیا کریں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی کوششوں کو ایسے وقت میں بہت زیادہ دھیان رکھا کرو۔ آپ نے تیسرے خط میں ناراضگی کا احتمال ذکر کیا اس کا بالکل خیال نہ فرماویں اور ہرگز دل میں جگہ نہ دیں۔ تاخیر کی وہی وجہ تھی جو شروع میں ذکر کی۔ آپ کے اور آپ کے سب متعلقین اور آپ کے والد ماجد اور آپ کے سب دوستوں کے لئے دعاگو اور دعا جو ہوں کہ دارین میں سب آفتوں سے محفوظ فرماویں اور دارین کی نعمتوں سے مالامال فرماویں۔ میں آپ سے اپنے لئے اور اپنے اہل وعیال اور سب دوستوں اور متعلقین کے لئے دعا چاہتا ہوں کہ خود بھی دعا کریں اور سب دوستوں سے دعا کراویں۔

فقط والسلام

بندہ محمد الیاس عفی عنہٗ بقلم حبیب الرحمٰن

یکم ذی الحجہ ۱۳۵۸ھ

خط (۵) ادائیگی قرض اور فتنوں سے حفاظت کا عمل

۷۸۶

عنایت فرمایم منشی میاں محمد عیسیٰ سلمکم اللہ تعالیٰ۔

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ

کثرتِ اسفار مہمانوں کی آمد و دیگر مشاغل کی بنا پر جواب میں تاخیر سے دوستوں کی کلفت کے تصور سے ندامت اور افسوس ہے۔ اللہ تعالیٰ اپنے فضل سے اس کا

بہترین علاج فرماویں۔

میرے دوست! آدمی کا جاہل ہونا اور غافل ہونا اور حق کی کوشش میں سست ہونا یہ ہر فتنہ کی کنجی ہے۔ اور طبائع کے اور جذبات کے ان نامبارک اور گندہ صفتوں پر رہنے سے خدا جانے کتنے کتنے فتنے اُٹھتے ہوئے تم دیکھو گے اور تم کچھ نہ کر سکو گے اُٹھتے ہوئے فتنوں کو مٹنے اور آئندہ کے فتنوں کو روکنے کے لئے تمہارے ملک میں آئی ہوئی اسکیم کو مشق کرنے کے لئے یوپی کے لئے نکلنے پر زور دینے کے سوا اور کوئی علاج نہیں۔ جماعتوں کے یوپی کے خطہ میں نکلنے کی کچھ ایسی تاثیرات ہیں کہ باوجود صرف تھوڑی سی مقدار جو ۲۰۰ سو کو بھی نہیں پہنچی ہوئی اور تھوڑی سی مقدار جو اپنے گھروں کے مقابلہ میں کچھ بھی شمار ہونے کی حیثیت نہیں رکھتی۔ اتنے قلیل زمانے میں اتنا اثر ہوا کہ انقلاب عظیم کا لفظ زبانوں پر آنے لگا اور تمہارے ملک کی ٹھوس اور پوری اور کامل جہالت والے لوگوں کے ناپاک جذبات دین کے پھیلانے کے مبارک جذبات سے بدلنے لگے۔ لیکن یہ سب باتیں کھلی آنکھوں ہو چکنے کے باوجود کرنال کے بعد باوجود فراغت کے یوپی کو کوئی نہیں نکل رہا ہے۔ فیروزپور نمک سے بھی ابتک کوئی جماعت نہیں نکلی۔ جس کا بڑا قلق ہے۔ آپ اگر عملی قدردانی چاہتے ہیں تو صرف اندر کے جوش اور زبان کے بول پر اکتفانہ کریں بلکہ پوراز ور لگاتار تحریر کے ذریعہ اور راتوں کو اللہ کے ساتھ مشغولیت کے پابند ہوتے ہوئے اپنے لوگوں کو یوپی کے لئے نکالنے میں سرگرمی کے ساتھ کوشش کرتے رہیں۔

میرے دوست!

گوالدہ کے چودھری اور رائسینہ کے سربرآوردہ لوگوں نے کچھ ارادے کئے ہیں کہ وہ تبلیغی اسکیم کو اپنی قوم کا جزوِ زندگی بنانے میں کوشش کرینگے۔ "فضائل نماز" جو کتاب ہے اس کو پڑھے لکھے خود پڑھیں اور دوسروں کو

بھی سناویں۔ اور نماز کی اہمیت اور بے نمازی کے لئے خدا کی وعیدیں عام لوگوں کے ذہن نشین کرائی جاویں۔ آپ نے سودی[1] معاملہ جو کیا ہے اللہ کی وعیدوں پر نظر کرتے ہوئے پہلے ندامت کریں اور دل میں پختہ عہد کریں کہ آئندہ پھر سودی معاملہ نہیں کریں گے۔ پھر اس کے بعد توبہ استغفار کریں۔ سودی معاملہ کرنا خدا کی خدائی کے خلاف اقدامِ جرأت کرنا ہے۔ آپ حَسْبُنَا اللّٰہُ وَنِعْمَ الْوَکِیْلُ۔ ہر نماز کے بعد دو سو (۲۰۰) مرتبہ اور یہ دعا ہر نماز کے بعد سات (۷) مرتبہ پڑھکر دعا کرلیا کریں۔

دعا یہ ہے:-

اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُبِکَ مِنَ الْھَمِّ وَحُزْنٍ وَاَعُوْذُبِکَ مِنَ الْعَجْزِ وَالْکَسَلِ وَاَعُوْذُبِکَ مِنْ غَلَبَۃِ الدَّیْنِ وَقَھْرِ الرِّجَالِ۔

ان دعاؤں کا اثر مذکورہ بالا (یعنی ندامت اور نہ کرنے کا پختہ عہد، خدا کی وعیدوں پر نظر اور پھر توبہ) باتوں پر عمل کئے بغیر ہرگز نہیں ہوگا۔ اگر تم تبلیغ کی کوشش کے ساتھ ساتھ ذکر پر بھی مداومت رکھو گے تو انشاء اللہ عجیب وغریب برکات دیکھو گے۔ تہجد کی نماز شروع کر دینا یہ قابلِ مبارکباد ہے۔

فقط والسلام

بندہ محمد الیاس عفی عنہ بقلم حبیب الرحمٰن

خط (۶) تبلیغ کی اہمیت اور اُس سے روکنے والا چور

۷۸۶

بخدمت میاں محمد عیسیٰ صاحب الہمنا اللہ وایاکم۔ مراشد امورنا۔ السلام علیکم

[1] بندہ نے خود سودی لین دین کبھی نہیں کیا الحمد للہ۔ لیکن والد صاحب نے غلطی سے صرف چار سو (۴۰۰) کے قریب بینک سے رقم لی تھی۔ اور لینے کے بعد احساس ہوا تو بڑی ندامت ہوئی۔ بندے کو بھی اسکا فکر سوار رہتا تھا۔

ورحمۃ اللہ وبرکاتہ'۔

آپ کا عنایت نامہ بلکہ یوں کہیے احساس نامہ موصول ہوا۔ حق تعالیٰ شانہ اپنی نعمت اور پھر اس کے اوپر شکر گذاری کی مزید توفیق محض اپنے فضل سے نصیب فرماویں۔ آپ نے بہت سچ احساس فرمایا کہ "تبلیغ" صحیح اصول میں کوشش کرنے کی اہلیت اور موقع شناسی کی امتیازی شان کے ساتھ کرنے کا آپ کی قوم کو اللہ نے ایسا انعام نصیب فرمایا ہے کہ اگر اس کی ناقدری کرے تو آپ کی قوم زیادہ گرے گی۔ اللہ اس کی ناقدری سے بچاوے۔ اللہ بچاوے۔ اللہ بچاوے۔ اور اگر یہ خلوص کے ساتھ صحیح اصول سے شوق و ذوق کے ساتھ ان اصولوں میں سرگرم ہو جاویں تو نہ صرف سربلندی کا اس کو شرف حاصل ہو۔ بلکہ مسلمین کی دستگیری اللہ چاہے اس کوشش کے اندر مضمر پاویں گے۔ لیکن ابتک تو کوشش اس قدر ضعیف ہے کہ ہمارے حافظ محمد اسحاقؒ اور منشی یوسفؒ بڑی مشکل سے کرنال گئے اور تھوڑے دنوں میں گھر کی سوچ پڑ گئی۔ کوئی پوچھے گھر پر رہ کر تو خلقت عمریں گذار رہی ہے جو دولت کہ گھر سے نکلنے سے ملتی ہے وہ نکلنے ہی پر ملے گی۔ سچ یہ ہے کہ اس دولت کی قدر ہی اٹھ گئی۔ جیسے آپ کا جی چاہ رہا ہے کہ آپ کے آنے کے دنوں میں یہاں جماعتیں آئی ہوئی ہوں میرا بھی یہی جی چاہ رہا ہے۔ کوشش آپ بھی کریں میں بھی کر رہا ہوں۔ لیکن جیسا کہ میں پہلے لکھ چکا ہوں میں ابتک کسی کو ذی حس نہیں پاتا۔ سارا چور یہ ہے کہ اس کے متعلق جو منافع ہیں ان کو اللہ نے اپنی قدرت کے پردوں میں چھپا رکھا ہے۔ اور اس لائن کی پریشانیوں کو سامنے رکھا ہے تاکہ ان چیزوں کے اندر کی کوشش محض اللہ کی بات پر، اطمینان پر وابستہ ہو۔ لہذا اس لائن میں کوششیں جب ہی پائیدار رہ سکیں گی جب کہ ان کوششوں کی وجہ سے جو کچھ بھی اعمال وجود میں آویں گے ان اعمال پر منفعتوں کا موت کے بعد پر جو

وعدہ ہے (جس کو اجرو ثواب کہتے ہیں) جس قدر اس کی یادداشت میں کوشش کیجاوے گی اسی قدر ثبات قدمی پائیدار ہوتی چلی جاوے گی۔

محمد الیاس صاحب نے جو آپ کو جماعتوں کا حال لکھا تھا وہ سچ تھا۔ لیکن عزیز دوست! میں اس دکھ کا کیا ذکر کروں کہ سالہا سال کی کوششوں کے بعد نکلتے ہیں اور مہینوں بھی نہیں ٹکتے۔ یہ دینی کوشش کے اندر چند مہینے نہیں گذار سکتے۔ میرا مقصد یہ ہے کہ جبتک فی گھر ایک آدمی ہمیشہ باہر دین کا گھر بنانے کا اہتمام یعنی تبلیغ میں باری باری طریق سے لازمی نہیں کریں گے اس وقت تک دین کے ساتھ انس اور پائیداری نہیں ہو سکتی۔

عیسیٰ! تم ہی غور کرو۔ دنیائے فانی کے کام کے لئے تو گھر کے سارے افراد ہوں اور اس (تبلیغ) کے لئے صرف ایک آدمی رکھا جاوے اور اس پر بھی نباہ نہ ہو تو آخرت کو دنیا سے گھٹا دیا یا نہیں گھٹا دیا۔ وہ جماعتیں تمہیں دیکھ لو کہ خط لکھے ہوئے کے دن ہوئے۔ وہ سب واپس بھی ہو گئے۔

جماعتوں کے نکلنے پر خوش ہونے نہیں پاتا کہ واپسی کی آوازیں آجاتی ہیں۔ آپ کے یہاں منشی محمد یوسفؒ اور آپ کے والد حافظ محمد اسحاقؒ نے ایک مہینہ بھی تو پورا نہیں کیا۔

بہرحال نوبت بنوبت نکلنے کی کوشش کرو اور نکلنے کے وقت کو ضائع نہ کیا جاوے۔ میرا جی بھی چاہتا ہے کہ رجب اور شعبان میں سہارنپور میں تبلیغ بہت زور سے کی جاوے۔ ان دو مہینوں کی خصوصیت جیسے کہ آپ کے ذہن میں ہے میرے دل میں بھی بہت ہے۔ کیونکہ رجب میں تو مدرسین فارغ ہوتے چلے آئے ہیں۔ اور شعبان میں سب فارغ ہو جاتے ہیں۔ رجب میں تبلیغ کی سرگرمی جتنی ہوگی اس سرگرمی کے بقدر سب کے سب تبلیغ میں مشغول ہو سکیں گے۔ تو ان کا مشغول

ہو جانا ذریعہ علماء ہیں کام پھیل جانے کا ہو جاوے گا۔ شعبان میں طلباء کا امتحان ہوتا
ہے تو طلباء امتحان میں مشغولیت کی وجہ سے مشغول تو نہ ہو سکینگے لیکن اپنے اساتذہ
کی سرگرمی کے بقدر احساس و بیداری ضرور لینگے۔ وہ احساس اگر مکمل ہو گیا تو وہ
رمضان کو میوات کے اندر کی تبلیغ میں گذار دیں گے۔ اور اگر ناقص رہا تو کم از کم
اپنے گھروں پر تو جاکر کرینگے تو ان سب کا اجر و ثواب میوات کی جماعتوں کو ملے گا۔
بہر حال میرا جی چاہتا ہے کہ آپ کی چھٹی کے وقت سہارنپور میں تبلیغ کی سرگرمی ہو رہی
ہو اور میوات کی جماعتیں پہنچ رہی ہوں۔ آپ بھی سہارنپور پہنچ جاویں۔ انشاء اللہ
بڑے بڑے علماء کی زیارتیں ہوں گی۔ اور بڑے بڑے انوارات و برکات کا سبب
ہو گا۔ لہذا آپ بہت زور دیں کہ اس زمانہ میں وہ جماعتیں لے جاویں اور سہارنپور ہی
آپ کو جماعتیں ملیں۔ سہارنپور پہنچنے کی تاریخ سے شتاب خاں کو بھی مطلع کر دیں۔

فقط والسلام

بندہ محمد الیاس عفی عنہٗ

خط (۷) حافظ مقبول احمد صاحب کا اہم مکتوب

۸۶ء

از مدرسہ کاشف العلوم۔

مکرم بندہ میانجی عیسیٰ صاحب وفقنا اللہ وایاکم لما یحب و یرضیٰ۔

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ

آپ کے یکے بعد دیگرے دو خط موصول ہو کر کاشفِ احوال ہوئے۔ تبلیغی
مساعی سے انتہا درجہ کی مسرت حاصل ہوئی۔ اللہ رب العزت قبول فرما کر دینِ محمدی
کی سرسبزی کا ذریعہ فرماویں۔ میرے دوست قبض اور بسط دونوں حالت اس

راستے پر چلنے والے کے لئے آیا ہی کرتی ہیں۔ اگر اکابرین کی سوانح میں ان حضرات کے احوال دیکھے جاویں تو ہر ایک کی زندگی میں یہ دونوں حالتیں ملیں گی اور ان میں ان کے حالات ملیں گے کہ کس طرح سے ان حضرات نے ان گھاٹیوں کو پار کیا۔ اللہ کی طرف سے بندے کے اوپر بھی جو حال آئے اس کو منجانب اللہ سمجھ کر اس کے مناسب کام میں لگا رہے۔ بسط کی حالت میں اللہ کا شکر اور احسان سمجھتے ہوئے لگا رہے۔ اور قبض کی حالت میں ہمت اور بغیر اس کی پرواہ کرتے ہوئے لگے رہیں انشاء اللہ استقامت پیدا ہو جاوے گی۔

اپنے رفقاء کو جوڑ کر ان کے اوقات کی پورے طور سے نگرانی کرتے ہوئے مشغول رکھیں اور اس حالت کے اندر ان کی واپسی ہو کہ آئندہ سے زندگی کے فیصلے کر کے یہ واپس ہوں کہ ان کے ذریعہ سے ان کے علاقے میں یہ کام زندہ ہو جاوے۔ اور ان حضرات سے ان کے متعلقین کو خطوط لکھوائے جائیں اور حالات کے ذریعے سے دعوت مدراس ومیوات وغیرہ کی دلوائی جاوے۔ اجتماعات کی بجائے جیسا کہ پہلا اپنا دستور چلا آرہا ہے محلوں میں گاؤں میں گشت کر کر کے لوگوں کو جمع کیا جاوے اور لوگوں کو آمادہ کیا جاوے۔ یہی صورت وہاں زیادہ چالو کی جائے۔

بندہ مقبول حسن غفرلہٗ

ناقل

بقلم محمد عیسیٰ عفی عنہٗ

یہ نظم امام الوقت داعیٔ دین الحاج الحافظ مرشدِ عالم حضرت

مولانا شاہ محمد الیاس رحمۃ اللہ واسعاً علیہ

کے

وصال پر حافظ سعید الدین دہلوی نے کہی تھی (اللہ انکی قبر کو نور سے بھر دے)

محبوب کی یاد میں جذبۂ محبت

سنہ ۱۳۶۳ھ

الوداع اے راحتِ دل شادمانی الوداع
الوداع اے عشرتِ دنیائے فانی الوداع

رخصت اے عیش و طرب اے کامرانی الوداع
رخصت اے حسنِ تکلم خوش بیانی الوداع

المدد اے جذب صادق ناتوانی المدد

المدد ہاں اے زبانِ بے زبانی المدد

اِک فسانہ درد کا اپنے سنانا ہے مجھے
برسرِ محفل تڑپنا بلبلانا ہے مجھے

اشکِ خونی یاد دلبر میں بہانا ہے مجھے
خود بھی رونا ہے مجھے سبکو رُلانا ہے مجھے

اہلِ دل اب دونوں ہاتھوں سے کلیجہ تھام لیں

صبر کا دامن نہ چھوٹے صبر سے کچھ کام لیں

آہ اے الیاس شیخ وقت اے عالم پناہ
آہ اے خضرِ طریقت آہ اے ہادی راہ

آہ اے مشفق مربی غمگسار امت کے آہ
آہ میرے پیرو مرشد آہ میرے قبلہ گاہ

شفقت و احسان کا جس نے ادا حق کر دیا

رشد کا عرفان کا جس نے ادا حق کر دیا

دوسروں کے واسطے جس نے گھلایا آپکو جس نے اوروں کے بنانے میں مٹایا آپکو
جس نے اک کھویا ہوا رستہ دکھایا آپکو مٹ چکی تھی جو ڈگر اس پر چلایا آپکو

پھر صدائے لا الٰہ کو جس نے زندہ کردیا
بندگانِ نفس کو پھر حق کا بندہ کردیا

امت احمدؐ کی خاطر کڑھنا جلنا رات دن شمع سوزاں کی طرح جلنا پگھلنا رات دن
ہو کے مضطر کروٹیں ہر سو بدلنا رات دن پیش داور ڈال کر سر کو مچلنا رات دن

بارگاہِ مغفرت میں عاصیوں کا دادخواہ
حامی و غمخوار امت بیکسوں کا دادخواہ

بیقراری سے دعائیں اور وہ سوز دروں چشم پُرنم سرد آہیں اور وہ حال زبوں
اِس طرف بندوں کو خالق سے ملانیکا جنوں اور اُدھر اُن کی کمی پر اُس کی آگے سرنگوں

تھی غرض آغوش رحمت میں بٹھانیکی لگن
ساری امت کو خدا سے بخشوانیکی لگن

وہ خفا ہو ہو کے چھاتی سے لگا لینا تیرا وہ بگڑنے روٹھنے پر خود منانے کی ادا
گھُڑکیوں میں پیار سے زیادہ حلاوت اور مزا تیری جھڑکی آیت رحمت جفا تیری وفا

وہ نگاہ خشمگیں میں رأفت و رحمت کا رنگ
وہ جواب تلخ میں بھی شفقت و الفت کا رنگ

ہر ادا تیری نرالی تھی انوکھی تیری بات تجھ سے زائد یاد آتی ہیں مجھے تیری صفات
نیم بسمل چھوڑ کر تو تو سدھارا نیک ذات بن گئی دم پر یہاں اب بن ترے دوبھر حیات

صدمۂ فرقت نے کر ڈالا جگر کو پاش پاش
رشتۂ غم سے دلِ نازک ہوا ہی قاش قاش

ناز ہیں کس پر کروں اب ناز اٹھائی کون آئے   میں اگر روٹھوں تو اب مجھکو منانے کون آئے
راہ کھو جائے اگر رہ پر لگانے کون آئے   ڈگمگائیں جب قدم انکو جمانے کون آئے

جیتے جی میں نے نہ جانی قدر تیری ہائے ہائے
عمر بھر کرنی پڑے گی آہ و زاری ہائے ہائے

ختم کر رونا رولانا ہوش میں آ اے وفا   تا بکے فریاد و شیون تا کجا آہ و بکا
اور اس رونے سے لے نادان اب ہوتا ہے کیا   مر مٹ انکی آن پر ہے کچھ اگر پاس وفا

اپنی ہستی کو مٹا دے جان و تن قربان کر
وہ مٹے جس بات پر اس بات کا کچھ دھیان کر

وہ طریق انبیاء ابلاغِ فرماں کے لئے   طرزِ تعلیم و تعلم ہر مسلماں کے لئے
اور مدار تربیت اخلاق و ایماں کے لئے   تیغ برّاں نفس سرکش اور شیطاں کے لئے

درحقیقت یہ بطرز انبیاء تبلیغ ہے
ایک عنواں اس طریق کار کا تبلیغ ہے

اس مجاہد شیر مرد پیشۂ تبلیغ نے   جان کی بازی لگا کر مرحلے طے کر دئے
کر دئے آسان رستے اس طریقِ کار کے   جہد اصحابِ نبی کا ہے نمونہ سامنے

اسکی سیرت جَاهِدُوْا فِي اللهِ کی تفسیر ہے
اسکی سیرت بَلِّغُوْا عَنِّيْ کی اک تصویر ہے

کچھ سبق لے قدر کر لے وقت ہے باقی ابھی   سایہ افگن شیخ عبدالقادر عارف ہے ابھی
اور مولٰنا ظفر شیخ الحدیث متقی   مولوی احتشام و حافظ مقبول بھی

تجھ پہ شفقت خاص حضرت مفتی اعظم کو ہے
جس سے ڈھارس قلب محزوں اور دلِ پُرغم کو ہے

جانشینِ شیخ حضرت یوسفِ یوسف لقا — جسکی صورت دل کی ٹھنڈک اور آنکھوں کی ضیاء

دست بازو مولوی انعام اور سید رضا — اور معاون ہیں میاں داؤد[1] مخلص بے ریا

سرپرستی ہے اکابر کی تجھے حاصل ابھی

شفقتِ احباب ہے تیری طرف مائل ابھی

اب زباں کو بند کرلے کام کر کام اے وفا — کام ہی کام آئے گا انسان کے روز جزا

سن لے فرماں لَيْسَ لِلْإِنْسَانِ إِلَّا مَا سَعٰى — دل لگا کر کام میں لگ کام سے ہی جی لگا

سال مولود اور تاریخ وفاتِ قبلہ گاہ

لکھدے باہم چلدیا الیاس اختر آہ آہ

۱۳۶۳ھ

ملفوظات حضرت مولانا محمد الیاس صاحب نور اللہ مرقدہ

(۱) مجھے دو خطرے ہیں۔ (۱) اسباب ہوتے ہوئے اسباب پر نظر نہ ہو مشکل ہو۔ مجھے اپنے اوپر بھی خطرہ ہے۔ اسباب پر نظر ہو جانے سے اللہ کی نصرت ختم ہو جاتی ہے۔ لَقَدْ نَصَرَكُمُ اللّٰهُ فِي مَوَاطِنَ كَثِيرَةٍ الآیۃ۔

اللہ سے علاقہ دو قسم کا ہے۔ ایک بحیثیت مخلوق اور ایک بحیثیت بندہ اسباب نعم ہیں۔ اسباب کا تلبس استعمال نعمت کے درجے میں ہو نہ کہ ان پر نظر جم کر خالق کی بجائے مخلوق سے جی لگ جائے۔

[1] قاری داؤد رحمۃ اللہ علیہ ساکن سیوکا میوات مراد ہیں جو حضرت جی کے خلفاء میں سے ہیں۔

۲ دوسرا خطرہ یہ ہے کہ ہم کام نہ کر رہے ہوں اور سمجھیں کہ کام کر رہے ہیں.
کام کے اثرات کو کام سمجھنے لگیں. "کام چھ نمبروں کی پابندی ہے."
اسباب کی خاصیتیں انسانی تجربات ہیں اور اعمال کی خاصیتیں بوعدۂ خداوندی
موعود ہیں. جن کا اللہ ضامن ہے. کتنی بے نصیبی ہے کہ اللہ کی ذمہ داری کے
بجائے اپنے تجربے اور طاقت کے حوالے کر دیا جاوے.
کام کی تھوڑی سی برکات کو اللہ کا ماننا سمجھنے لگے. اللہ کی ادودھش وراپنے
اللہ کو ماننے میں امتیاز کرو.

۳ مقصد صرف اللہ رب العزت کا حصول ہے. اعمالِ صالحہ ذرائع ہونگے.
جن میں اونچا عمل نماز ہے.
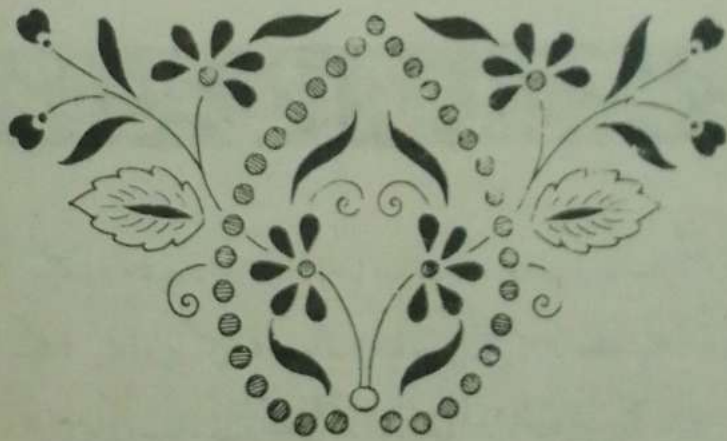
مکتوباتِ اکابرِ تبلیغ
حصۂ دوم
حضرت مولانا قطب زمانہ امیر تبلیغ
عاشقِ سنتِ رسول الحافظ
الحاج مولانا محمد یوسف صاحب
قدس اللہ سرہٗ

حضرت مولانا محمد یوسف صاحب نوراللہ مرقدہٗ کے خطوط

خط (۱) اللہ تعالیٰ کی رحمت و نصرت کے حصول کا طریقہ

۷۸۶

از بستی حضرت نظام الدین۔ الیٰ کلکتہ۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

مکرم ومحترم بندہ میاں جی محمد عیسیٰ وفقنا اللہ وایاکم لما یحب ویرضیٰ من القول والفعل والنیۃ والھدیٰ۔

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ،

اللہ رب العزت کا لطف وکرم ہے یہاں تبلیغی نقل وحرکت کے ساتھ طبیعت بخیر ہے۔ ایسے وقت میں جبکہ اس عالم میں نظر آنے والی چیزوں کے انہماک کیساتھ اور اپنے اور مخلوق کے درمیان نفع ونقصان کے روابط کے قیام کے نظر آنے کی بناپر اپنے اور اللہ رب العزت کے درمیان کے رابطوں کا دیکھنا اور اس پر جان کھپانے کے ذریعہ اس پر یقین واعتماد کا وابستہ کرنا عنقا ہو چکا۔ آپ کا اس کا فکر اور اس کے لئے کوشش قابلِ مبارکباد اور باعثِ مسرت ہے۔ حق تعالیٰ شانہٗ آپ کیلئے دستگیری وتوفیق کے اور نصرت ورحمت کے وہ دروازے کھولیں جو اپنوں کیلئے کھولا کرتے ہیں۔ میرے بزرگ! جیسے اس عالم کی ساری سفلی چیزوں کے روابط محض اللہ کی ذات کے ساتھ وابستہ ہیں، جسکو جیسا چاہتے ہیں تصرف فرماتے ہیں۔ اور

جس میں جونسی چاہتے ہیں خاصیت پیدا فرماتے ہیں۔ اسی طرح علوی روحانی آسمانی چیزوں کے روابط بھی اللہ تعالےٰ ہی کی ذات کے ساتھ وابستہ ہیں۔ جس وقت جیسی صورتوں کے ساتھ چاہیں سرسبز فرمادیں۔ بندوں کا اپنا کام اپنی ذات سے ان کی ذات عالی والی چیزوں پر انہماک وجانبازی کے ساتھ صبر وتحمل کے ساتھ اور یقین واعتماد کے ساتھ لگ جانا ہے۔ نہ وقتی طور پر کر گذرنا بلکہ استقامت کی لائن سے اپنے لئے راہ پیدا کرلینی۔ اس پر اللہ رب العزت کی رحمت ونصرت جوش میں آکر ایک ضعیف انسان کے ہاتھوں وہ سب کچھ کر گزرتی ہے جسکا انسان کو وہم وتصور بھی نہیں۔ حق تعالےٰ آپ کو اس راستہ کے اندر بصیرت بھی نصیب فرمادیں اور استقامت بھی۔ اور آپ سے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے عالی طریقۂ حیات کے عالی طریقۂ جد وجہد کو چالو اور سرسبز فرمادیں۔ اگر اپنے اختیار وقبضہ کی بات ہویا انسان اپنی ذات سے کرنے والا ہو تو ہر ہر قدم باعث فکر وگھبراہٹ ہے۔ لیکن کرنیوالے تو اللہ رب العزت ہیں۔ وہ بندہ کی توجہ انابت بندگی اور اپنے ماعلیہ کی ادائیگی کے فکر کو دیکھتے ہیں۔ اور جب اسکو پالیتے ہیں کر گذرتے ہیں۔ اپنی ذات سے جہاں تک ہوسکے لوگوں کے چلوں کے فارغ کرنیکی پوری طرح کوشش کرتے ہوئے اور ان کو اس کے اصولوں کے تعدیہ کے لئے پوری طرح منہمک ہوکر اسکو ذریعہ دعا سمجھتے ہوئے اللہ رب العزت کے سامنے کی گریہ وزاری توجہ انابت کو حد سے زیادہ بڑھادیں۔

کارگذاری سے مسرت ہوئی خدا تعالےٰ آپ حضرات کی پوری پوری مدد فرمادیں۔ اور صحت کاملہ عاجلہ مرحمت فرمادیں۔ جماعت بھیجنے کا فکر ضرور ہے۔ اور برابر اس کی تحریک کرتے رہتے ہیں۔ مناسب آدمی تیار ہونے پر روانہ کردئے جاویں گے۔ آپ حضرات پوری طرح اللہ پاک کی جناب میں گریہ وزاری کرتے ہوئے لگے رہیں۔

وہی راہیں کشادہ فرماوینگے۔ میانجی نور احمد کے بال بچے نظام الدین آگئے ہیں اور خیریت سے ہیں۔ میانجی رحیم خاں صاحب کی اہلیہ بھی خیریت سے ہیں۔ اور خدا کی ذات سے قوی امید ہے کہ تمہارے گھر بھی خیریت ہوگی۔ حافظ محمد عیسیٰ صاحب اور حافظ محمد صدیق صاحب آئے ہوئے ہیں۔ مزید خیر خبر کے لئے ان لوگوں سے کہدیا ہے۔ مولانا عبدالعزیز صاحب کی والدہ کی بیماری اور حاجی اسرار احمد صاحب کی صاحبزادی کی اچانک علالت کی خبر سے رنج ہوا۔ اللہ تعالیٰ ہر دو کو صحت کاملہ عاجلہ مرحمت فرماویں۔ جملہ احباب کی خدمت میں سلام مسنون عرض کر دیں۔ فریدی صاحب جونسی صورت میں سہولت سمجھیں اختیار فرمالیں۔ خواہ دہلی ہوتے ہوئے اور خواہ سیدھے بمبئی تشریف لے جادیں۔

بندہ محمد یوسف غفرلہٗ

ناقل

احقر العباد محمد عیسیٰ عفی عنہٗ

۳ ربیع الثانی ۶۹ھ بروز اتوار فی المدینۃ المنورہ

خط (۲) انسان کیلئے تسخیر کائنات کا سیدھا راستہ

۷۸۶

مکرم و محترم بندہ جناب میانجی محمد عیسیٰ واحبابہٗ وفقنا اللہ وایاکم لما یحب و یرضیٰ۔

السلام علیکم ورحمۃ اللہ و برکاتہٗ۔

تمہارے متعدد خطوط مراد آباد کلکتہ سے پہنچے حالات سے آگاہی ہو کر مسرت ہوئی۔ حق تعالیٰ شانہٗ احباب کی مساعی کو مقبول و بار آور فرماویں۔ میرے دوستو! ایسے وقت میں جبکہ فانی دنیا اور اس کے دھوکہ کی چیزوں کا انہماک مرغوب ہو کر

چالو ہوچکا اور آخرت کی ابدی سرسبزی والی اشیار قلوب سے بعید ہوکر اہلِ عالم کے لئے بلایا کے دروازے کھلوا چکیں. تمہارا اصل شے اور حقیقت کے لئے گھروں کا چھوڑنا کتنا قابل مبارک ہے اور تم پر اس کا شکر کتنا واجب ہے. شکر یہی ہے کہ اس نعمت کے رات دن کے انہماک کو بہت زیادہ بڑھا دیا جائے. اس پورے عالم کا اور اس کی ہر ہر چیز کا براہ راست اللہ رب العزت کے ساتھ رابطہ ہے. جونسی چیز کو جیسے چاہتے ہیں استعمال فرماتے ہیں اور جونسی چیز میں جونسی خاصیت چاہتے ہیں پیدا فرماتے ہیں. سارے کے سارے انسان کسی ادنےٰ چیز میں ذرا سا بھی بغیر انکے اس امر کے جو اس چیز کی طرف عائد ہے تصرف نہیں کر سکتے اور اس امر کے خلاف ادنیٰ تغیر بھی نہیں کر سکتے. حق تعالیٰ شانہٗ نے اس پورے عالم کو انسانوں کے پیروں میں ڈال دینے کا یہ سیدھا راستہ مرحمت فرمایا کہ اپنے اوامر کا اسکو محل بنا کر ہر حالت کے لئے اسکو اوامر مرحمت فرما کر محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاتھوں ہر امر کی تشکیل کرا کر اپنے امر کے راستے سے ان پورے اوامر کو اسکے تابع کر دیا جو اس عالم کی چیزوں کے بارے میں انکو دئے جا رہے ہیں. اس طرح سے بندگی کے راستہ پر ظاہر کے باطن کو اپنوں کے آگے جھکا کر اس سب کو اپنی خوشنودی اور رضا کی قیمت سے بے قیمت کر دیا. یہ اوامر الٰہیہ والاطریقۂ حیات قطع نظر ان انعامات کے جو اس سے متعلق ہیں ذاتی طور پر اللہ رب العزت کے یہاں وقیع ہے اس راستہ کی سرسبزی و فروغ اُن اوامر پر موقوف ہے جو جد و جہد و ہجرت و نصرت و نفر کے بارے میں عائد ہیں اس لئے اُن اوامر کو اشرف و اعلیٰ ترین اوامر قرار دیکر اُن کے احیاء و تعمیل پر وُہ وہ وعدے کئے گئے جنکے ادراک سے دفاتر عاجز ہیں. اللہ کے ہی علم میں ہے کہ اس گروہ کے لئے انھوں نے کیا کچھ تجویز فرمایا ہے. حق تعالیٰ شانہٗ نے محض اپنے فضل سے آپ حضرات کے لئے اتنے عالی اوامر

کی تعمیل کی صورت پیدا فرمادی ہے۔ دنیا کی سفلی فانی بے حیثیت چیزوں کے لئے
کس کس طرح اپنے کو نثار کیا جارہا ہے۔ اور ایک عالم کا عالم انتہائی پریشانیاں
برداشت کرتے رہنے کے باوجود کس طرح اپنے کو اُس میں کامیاب تصور کر رہا ہے
حالانکہ اس کا منتہا سوائے حسرت و یاس کے اور کچھ نہیں۔

میرے دوستو! اپنے عزائم و ہمتوں کو بہت ہی بلند کرو: رات کی تنہائیوں
میں اللہ رب العزت کی بارگاہ میں بہت زیادہ دعوات کا اہتمام کرو۔ دن کے
چاندنوں میں درد و فکر توجہ الی اللہ اور استعانت باللہ کے ساتھ حضور صلی اللہ
علیہ وسلم کے منتسبین میں ٹھوکریں کھانے اور افہام و تفہیم کی مقداروں کے بڑھانے
کی پوری کوشش کرو۔ جتنی ان میں جہد و مشقت کی مقدار اللہ کے ذکر و دھیان
کے ساتھ بڑھے گی اس حرکت کے چالو ہونے کی صورتیں پیدا ہوں گی۔ جتنا
دوسروں کے حقوق ادا کرنے کی مشق میں ان کا اعزاز و اکرام بڑھاتے ہوئے اپنے
میں تذلل و تواضع کی مشق بڑھے گی۔ رحمتِ خداوندیہ جوش میں آکر متوجہ ہوگی۔
جتنا اس کام کی عظمت سے روح متأثر ہو کر عملی فضاؤں میں سرگرم رہے گی اللہ
کی مددیں پوری طرح دستگیری کریگی۔ جتنا مخلوق کی طرف سے ہر معاملہ میں نگاہیں
ہٹا کر خالق کی طرف کی توجہ والتفات کو بڑھایا جائے گا اور دنیا کے معاملہ میں قناعت
وزہد و جفاکشی کی عادت ہوگی آواز میں قوت پیدا ہو کر دین کے فروغ کا ذریعہ
بنیگی۔ جتنا ایثار و رحم و خدمت گزاری کی مشق ہوگی الفت کے بیج قلوب میں پیوست
ہوں گے اور اس راہ کی تکالیف میں لذت محسوس ہوگی۔ ہر شخص اپنے ما علیہ
کی ادائیگی میں جتنا مستغرق و متفکر ہوگا ان امور کا عمل آسان ہوگا۔

میرے دوستو! درحقیقت اللہ کی خوشنودی اور رضا کیلئے جد و جہد
اللہ رب العزت کے یہاں بڑی وقیع ہے۔ بشرطیکہ اپنے میں اسکی وقعت وعظمت ہو

اور اس کے اصول کی پوری پابندی ہو۔ حق تعالیٰ شانہٗ مجھے اور اپنے سب احباب کو اسکی پوری پوری قدر مرحمت فرماکر اسکے حقوق اداکرنیکی توفیق مرحمت فرماویں۔ آپ حضرات کا سفر اہلِ عالم کے لئے ایک رحمت ہے۔ جتنی انہماک وکوششوں سے اسکے تعدیہ کے لئے کوشاں ہو گے اللہ رب العزت کی رحمتیں متوجہ ہوں گی۔

بندہ کا اپنا کام عبدیت وبندگی ہے۔ باقی خواص کا پیدا کرنا اللہ رب العزت کا اپنا کام ہے اس کے بارے میں رنج مناسب نہیں۔ اپنی ذات سے پوری کوششوں میں لگے رہو۔ حجاج کا تفقّد کر کے انہیں خصوصیت سے اپنی بلند و پاکیزہ زندگی کے سیکھنے کی طرف متوجہ فرماویں اور آئندہ کے جانیوالے حجاج کو تحریض وترغیب سے اُس حرکت کے صحیح اصولوں کے ساتھ سیکھنے کی طرف متوجہ فرماویں جسکے سیکھے بغیر حج کے مبارک شعار میں سے جزوی فائدہ ہی پر اقتصار ہوتا ہے۔ اپنے احوال سے اطلاع دیتے رہیں اور بندہ کو خصوصی دعوات میں یاد رکھیں اور اپنے سب احباب و عامۃ مسلمین کو عرب کے خطوط کی نقل ارسال ہے اور فریدی صاحب کے نام فضل عظیم کا خط بھی ارسال ہے۔

بندہ محمد یوسف غفرلہٗ پنجشنبہ ۱۴ صفر ۶۸ھ

نقل بالقلم احقر محمد عیسیٰ عفی عنہٗ

۴ ربیع الثانی ۶۹ھ بروز پیر فی المدینۃ المنورۃ

خط (۳) ایک گھاٹی کا عبور اور انعامات خداوندی

۷۸۶

کاشف العلوم بستی نظام الدین اولیاء باسمہٖ سبحانہٗ یکم شعبان المعظم

محترم بندہ محمد عیسیٰ وفقنا اللہ وایاکم لما یحب ویرضیٰ من القول والفعل

والعمل والنیۃ والھدیٰ۔

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ،

مکتوب گرامی مشتملہ اطلاع کارگذاری وکامیابی کاشف احوال ہوئے، قلوب مسرور اور تمہارے لئے متوجہ الی اللہ ہوئے۔

میرے بزرگ دوستو! خدا کرے طریقۂ حیات نبوی کی سرسبزی کے لئے تمہارا ٹھوکریں کھانا پورے عالم میں اس طریق محمدیؐ کی سرسبزی کا اعلےٰ ذریعہ ہو۔ اور تمہارے اور تمہارے محبین کے لئے قبولیت کے بلند دروازوں کے کھلنے کا سبب ہو۔ حق تعالے شانہٗ اپنی راہ میں ٹھوکریں کھانے والوں کے لئے قربانی کی اس گھاٹی سے عبور کرانے کے بعد رحم وانعام کے دروازے کھولتے ہیں جو انکو مطلوب ہے۔ اس مبارک راہ میں جدائی اور بھوک وپیاس دوری اور پریشانی تکلیف وبیماری کا محبوب بن جانا ہی قربانی کی گھاٹی کا عبور کرلینا ہے۔ اصل تو یہی ہے کہ جس جگہ کام چھیڑا ہے اسی جگہ جمکر استحکام کی صورتیں اختیار کی جاویں۔ لیکن اگر وہاں والوں کا اور لکھنؤ والوں کا جوڑ ہوجائے۔ تو پھر گورکھپور کے علاقہ میں تمکو ہی گدیوں میں آخرت کی زندگی بنانے کی سعی فرمائی جاوے۔ اسلئے گورکھپور سنگین مسجد میں پہونچکر وہاں چند دن قیام کرکے وہاں کی جماعت تمکو ہی لاکر اللہ پاک سے مددیں اور نصرتیں مانگتے ہوئے سعی فرمائی جائے۔ جملہ محبین کی خدمت میں ہم سب کا سلام مسنون۔ ہم سب کیلئے دعاگو ہیں۔ ہر جگہ چلہ والوں کو ہمارے پاس اور حج والوں کو راستہ میں کام کرتے ہوئے حرمین شریفین کی زندگی پر پڑنے کی تاکید فرماتے ہوئے کثرت سے جماعتیں بھیجتے رہیں۔

بندہ محمد یوسف غفرلہٗ بقلم محمد عبید اللہ۔ نقل بالقلم احقر محمد عیسیٰ عفی عنہ

۴ ربیع الثانی ۶۹ھ بروز پیر فی المدینۃ المنورہ۔

خط (۴) عالم کے خیر و شر پر اثر ڈالنے والے اصول

از بستی حضرت نظام الدین اولیاءؒ الیٰ مکہ مکرمہ۔

۷۸۶

مکرمین و محترمین بندہ جناب میاں جی محراب و عیسیٰ و داؤد و نور محمد و ابراہیم و رفقائہم وفقنا اللہ وایاکم لما یحب ویرضیٰ وجعلنا وایاکم ممن یطیعہٗ ویطیع رسولہٗ ویجتنب لحظہ ویتبع رضوانہ فانما نحن بہ ولہ۔

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ۔

میرے عزیز دوستو! حق تعالیٰ شانہٗ نے ہمیشہ تم پر اور تمہارے اہل علاقہ پر اتنے بڑے بڑے کرم فرمائے کہ جن کا تصور بھی کسی کے لئے ممکن نہیں۔ ایک ایسی ہستی کو جو دین محمدیؐ کے اضمحلال پر انتہائی درد و کرب اپنے اندر لئے ہوئے بھوک و پیاس اور ہر طرح کے شدائد کے پوری برداشت کے ساتھ تمہیں اپنے ساتھ ایسی ایسی گریہ و زاری و توجہ انابت الی اللہ کی صورتوں کے ساتھ لیکر پھرے کہ جو شکلیں وجود میں آنی متصور نہ ہوتی تھیں وہ وقوع میں ہی نہیں بلکہ فروغ کی شکل میں سامنے آنے لگیں۔ اور جو اجتماع والفت اور اللہ رب العزت کے نام اور تعلق کے قیام کے لئے حرکت ناممکن سمجھا جا رہا تھا۔ وہ نہ یہ کہ قریب میں بلکہ بعید میں بھی وجود میں نظر آنے لگا۔ مگر یہ سب کچھ ان نازک اصولوں کی مراعات پر وجود میں آیا جو انھوں نے اپنی مبارک اور انتہائی مؤثر صحبت کے اثرات کے ذریعہ تم میں اور تمہارے اہل علاقہ میں پیدا کئے۔ اگر خدانخواستہ بعید کی فضاؤں میں ان اصولوں کے مشق و احیاء کو مقصود بالذات قرار دے کر آپس کے

مذاکروں اور مراقبوں اور تفکرات کے ذریعہ باقی نہ رکھا گیا تو حرکت کے زعم و خیال میں یہ سارے جواہرات ضائع ہو جائیں گے۔ گھروں میں بیٹھ رہنے میں بھی ان کا ضیاع ہے۔ اور پھرتے ہوئے انکی مشق نہ کرنے میں بھی ضائع ہونے کا کھٹکا ہے۔ بہرحال تم ہی لوگ ہمارے لئے یادگار ہو اور تم ہی ہماری مایہ ہو۔ تمہاری ذاتیں نہیں بلکہ صحبت کے ذریعہ جن اثرات واستعدادوں کو وہ تم میں چھوڑ گئے۔ وہ اصول انکے خود ساختہ نہیں تھے بلکہ اللہ رب العزت نے اپنے فضل وکرم سے ان گودوں میں پلنے کی سعادت ان کو نصیب فرمائی تھی جس سے انھوں نے پوری طرح نبوت کے مزاج واوصاف کو پہچانکر اُس ریاضت ومجاہدے کے ذریعہ جو اللہ رب العزت نے ان ہی کے حصہ میں رکھی تھی اس مبارک عمل کے انہماک کے راستہ سے حاصل کئے تھے جس پر حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ہمیں چھوڑ کر گئے۔

میرے دوستو! ہماری نبوت والے طریقۂ حیات کی ایک ایک مبارک اصل اس پورے عالم سے یقیناً وقیع وقیمتی ہے۔ نہ اس کا عیش ہمارے اپنے راستہ میں پسندیدہ ہے نہ اس پورے عالم کے پورے مصائب وتکالیف کی اسکے سامنے حیثیت ہے۔ ان ہی مبارک اصولوں کا انسانیت میں وجود، وجود ہے اور عدم عدم ہے۔ ان ہی مبارک اصولوں کے وجود وعدم پر عالم کے خیر وشر کا مدار ہے۔

میرے دوستو! ہم جیسوں کے لئے جو چیزیں عکس ہیں تمہارے لئے وہ مشاہدات کی شکل میں ہیں۔ یہ اللہ رب العزت کا فضل ہے۔ اب انکی قدردانی ہم پر پوری طرح عائد ہے۔

حضرت رحمۃ اللہ علیہ نے ارشاد فرمایا تھا۔

کہ میرے پاس جو کچھ تھا وہ میں نے تمہارے اہلِ علاقہ پر خرچ کر دیا۔"

اب میرے پاس اس کے سوائے کچھ نہیں کہ اس علاقہ والوں کو امت پر قربان کر دوں۔"

میرے دوستو! بہت ہی ہمت وفکر کے ساتھ اللہ رب العزت کے سامنے راتوں کی اندھیریوں میں رونے اور مانگنے کی مقداروں کو بھی پوری طرح بڑھاؤ. دن کے چاندنوں میں اس امانت کے سرسبز اور چالو ہونے کے لئے پوری طرح ٹھوکریں کھاؤ، اپنے عیوب وخامیوں کے تجسس وتفقد کے ساتھ پوری طرح لرزتے رہو۔ اس زمانہ کے عیش کی رغبت پر حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی سادہ وفقر وفاقہ کی محنت ومشقت وریاضت ومجاہدہ والی زندگی کی وقعت وعظمت کے ساتھ قدر کرو۔ دوسروں کی خوبیوں کا پوری طرح تجسس وتفقد کرتے ہوئے پوری طرح ان کے اکرام واعزاز وقدر دانی کی مشق کرو۔ خصوصاً اہل حرمین اور مبارک بلاد کے مبارک انسانوں اور اس عظیم نسبت کے حقوق پہچاننے کی پوری کوشش کرو۔ جو حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی نسبت کی بنا پر ان کو حاصل ہیں۔ جب بھی اللہ کے نام پر کسی قوم وعلاقہ میں جذبات سفلیہ کی قربانی دی جائے تو ان علاقہ والوں اور ان قوموں کے حقوق اللہ رب العزت کے یہاں قائم ہو جاتے ہیں، جنکی ادائیگی کی طرف توجہ کرنے والوں اور حق پہچاننے والوں کے لئے براہ راست اُن عالی مایہ قربانی دینے والے مبارک گروہ سے استفاضہ واستفادہ کے دروازوں کو اللہ رب العزت اپنے فضل سے کشادہ فرما دیا کرتے ہیں۔ پھر اگر وہ گروہ سید الاولین والآخرین مَرْجَعِ کونین محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور ان کے مبارک رفقاء ہوں اور ان کی مساعی وقربانی اتنی بلند ہوں کہ ہم جیسے نااہلوں کے تصور میں بھی نہ آتی ہوں تو پھر ان حقوق کی عظمت کی بھی کوئی انتہا نہیں۔ اور ان کی ادائیگی پر جو اللہ رب العزت کی رحمتیں متوجہ ہونے والی ہیں ان کا تصور بھی

ممکن نہیں۔ اور پھر وہ علاقہ اگر بے انتہا انبیاء و اولیاء کی قربانیوں کا مرجع رہا ہو تو کتنی اہمیت وہاں والوں کے حقوق کے پہچاننے کی ہوئی۔ اپنے کو ان کے پیروں کی خاک یقین کرتے ہوئے ان کی ان خوبیوں کا تجسس کرتے ہوئے پوری طرح اکرام و اعزاز کرو۔ جس کی بنائی پر ان کی نسبت وہاں کی عالی نسبت ہے۔ اور ہماری نسبت پیروں کی نسبت ہے۔ اسی طرح مختلف اوصاف کی نسبت سے اکرام کی مشق کی مقدار کو بڑھاؤ جن میں اہم صفت حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے علم کی نسبت ہے۔ اس کا بہت ہی لحاظ رکھو۔ ان کی اپنے دل میں عظمت و محبت پیدا کرو۔ اسی سے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے علم پر عمل کی سعادت نصیب ہوتی ہے۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے مبارک و عالی طریقۂ حیات کی سرسبزی کے لئے جدوجہد و نقل و حرکت کی صفت بھی اعلیٰ ترین و اہم ترین صفت ہے۔ اسمیں اپنے کو تو ہمیشہ کوتاہ اور قصور وار قرار دے کر متہم سمجھتے رہو۔ اور دوسروں میں کمال خلوص کا یقین کرتے ہوئے صحیح معنوں میں ان کو اس صفت کا حامل قرار دیکر پوری طرح ان کی قدردانی و خدمت گزاری کی مشق کرو تاکہ اللہ رب العزت انکی قدردانی اور خدمت گذاری کے طفیل سے اس راہ پر استقامت کے لئے اپنے کو قبول فرمالیں۔ امت محمدیہ مرحومہ کے غرباء و فقراء اور مصیبت زدہ لوگ بھی اپنی بہت بڑی نسبت رکھتے ہیں جن پر عموماً نگاہیں نہ پہنچ کر بڑے بڑے درجات ہاتھوں سے جاتے رہتے ہیں۔ ان کا خصوصیت سے تفقد کر کے انکے اختلاط و صحبت کے ذریعہ سابقین اولین مہاجرین و انصار کے جہد و مشقت و بھوک و پیاس و تنگی و ترشی کی اداؤں کو محسوس کر کے اپنی زندگیوں پر شرم و ندامت پیدا کرنے کی کوشش کی جاوے۔ جنکو یاد کر کے ہمیشہ غنا اور عیش کے دور سے گذرنے والا صحابہ کرام کا مبارک گروہ گریہ و زاری کرتا ہوا ہمیشہ اپنی سادہ

اتباع محمدیہ والی زندگی کے نہج پر قائم رہا اور اسی کی دوسروں کو دعوت دیتا رہا. حق تعالےٰ اپنے فضل سے اپنے تمام دوستوں کے لئے اس راہ کے اصولوں کی مشق کو پوری طرح آسان فرماتے ہوئے پورے طریقۂ محمدی کی سرسبزی کا ذریعہ فرماویں۔

میرے دوستو! یہ سب اوصاف ہیں جن کے حصول کی اتنی ہی توفیق ہوگی جتنا دین کی سرسبزی کے لئے جدوجہد اور فکر و دعا کی مقداریں بڑھینگی یہاں کے سب احباب کے لگنے کے لئے دعاؤں کے مانگنے کا اہتمام اور دین پر استقامت اور صبر و تحمل پر پڑنے کی بھی پوری طرح دعائیں فرماویں اور اپنے علاقہ والوں کے لئے خصوصیت کے ساتھ دعائیں فرماویں. بندہ کو بھی اپنی کسی وقت کی دعاؤں میں نہ بھولیں. حق تعالےٰ مجھے اور میرے سب اعزہ کو پوری طرح اس راہ کے لئے قبول فرماویں. یہاں حق تعالےٰ شانہٗ کے فضل و کرم سے خیریت ہے. اور آپ حضرات کی خیریت ہر وقت مطلوب۔ اپنے سب احباب کو ان باتوں کی اہمیت کی طرف پوری طرح متوجہ فرماتے رہیں۔

بندہ محمد یوسف غفرلہٗ

نقل بالقلم احقر العباد بندہ محمد عیسیٰ عفی عنہٗ

۸ ربیع الثانی بروز جمعہ ۱۳۶۹ھ

فی المدینۃ المنورہ حجاز مقدس عرب

خط (۵) موجودہ بلایا کا واحد علاج

۶ صفر المظفر ۶۹ھ

۷۸۶

مکرم و محترم بندہ جناب میانجی محمد عیسیٰ صاحب تقبل اللہ عنا و عنکم و وفقنا اللہ

وایاکم لما یحب ویرضیٰ۔

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ۔

تمہارا محبت بھرا مفصل خط موصول ہو کر انتہائی باعثِ مسرت ہوا حق تعالےٰ شانہٗ دارین کی ترقیات تمہارے اور تمہارے اہل علاقہ اور عام احباب کے لئے اپنے فضل نے عافیت کے ساتھ مقدر فرماویں۔ تم حضرات کی اس مبارک سرزمین پر مساعی کے اثرات تمہارے علاقہ میں بیّن محسوس ہو رہے ہیں۔ جتنا تمہاری مساعی ان عالی اصولوں کے اتباع کے ساتھ بڑھیں گی جس پر حضرت رحمۃ اللہ علیہ نے تمہیں اٹھایا۔ حق تعالےٰ شانہٗ کی بے انتہا رحمتیں اہلِ عالم پر نازل ہونگی۔

میرے دوست!

تمام اہلِ عالم کے خصوصاً امت محمدیہ کے قلوب وارواح اس مبارک خطہ کے آگے جھکے ہوئے ہیں۔ جہاں اللہ رب العزت نے تمہیں اپنے فضل سے پہنچایا جتنا جذب ومحبت یقین واعتماد کے ساتھ اس امانت کی سرسبزی کیلئے تمہاری حرکت بڑھیگی خود بخود اہل عالم کے قلوب حق تعالیٰ کی طرف پلٹینگے۔ دین محمدی کی سرسبزی کے لئے ٹھوکریں کھانے کا چلوں کا رواج ہی اس وقت کی بلایا کے دفاع کا واحد علاج ہے۔ جتنے عالی افراد عالی مواقع پر اس کے لئے متحرک ہونگے اتنی ہی اس کے فروغ کی اور حق کا عام استقبال پیدا ہونے کی عالی عالی صورتیں سامنے آئینگی۔ قلوب اہل عالم محض اللہ رب العزت کی دو انگلیوں کے درمیان ہیں جب جس طرف چاہیں پلٹ دیتے ہیں۔ بندہ کا اپنا کام اپنی سعی کی نوعیت کو جانچتے ہوئے سابق پر نادم ہوتے ہوئے آئندہ سے سابق سے زیادہ مستعد ہو کر امر کی تعمیل میں منہمک ہو جانا ہے۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے لائے ہوئے اوامر کے ساتھ اس عالم کا وجود وعدم تعمیر وتخریب ہے۔ جتنا اوامر کا استقبال و انہماک

بڑھے گا خود بخود پورے عالم میں رحمت کی صورتیں پیدا ہوں گی۔ تمام اوامر جد وجہد ہجرت ونصرت یقین انسانی کی تبدیلی کے لئے جان و مال کے خرچ کے اوامر پر موقوف ہیں۔ جتنا ان اوامر کے علوم حاصل کرتے ہوئے سنت کے طریقہ پر ان کی تعمیل بڑھے گی۔ بقیہ اوامر کے احیاء کی صورتیں پیدا ہوتے ہوئے عمومی رحمت کی صورتیں پیدا ہوں گی۔

میرے دوستو! اپنے وہاں کے وجود کو غنیمت سمجھو۔ اپنی بساط کے موافق پوری طرح مساعی کرتے ہوئے اس سب کو اپنی گندگیاں یقین کرتے ہوئے قلوب کو اللہ رب العزت کی دو انگلیوں کے درمیان یقین کرکے حق کی طرف پلٹنے کیلئے پوری طرح بلبلا کر دعائیں مانگو۔ تمام اوامر وطاعات کا مقصد قوتِ دعا پیدا کرنا ہے۔ دعا ہی سے سارے احوال عالی عالی وجود میں آتے ہیں۔ اور ایمان کی جد وجہد کے احیاء کے لئے حرکت سے تو دعا کی بہت ہی استعداد اور قبولیت کے بہت ہی عالی دروازے کھل جاتے ہیں۔ اور پھر اس مبارک خطہ میں جہاں ہر نیکی کی قیمت لاکھ گنی کردی جاتی ہے اور جہاں پورے عالم پر رحمت کے اثرات ڈالنے والی دعائیں بارہا قبول ہوئی ہیں جسکے مناظر تمہارے سامنے ہیں۔ پیدل جماعت حجاج کی مکہ مکرمہ سے مدینہ منورہ روانہ ہونے کی خبر سے بہت ہی مسرت ہوئی۔ حق تعالیٰ شانہٗ اس مبارک صورت سے حرکت کے عام ہوجانے کا اسکو ذریعہ فرماویں۔ اور ان احباب کو ان اصولوں کی مشق کرتے ہوئے جانے کے ثوابوں میں سے سبقت والوں میں شمار فرماویں۔ فقط والسلام

بندہ محمد یوسف غفرلہٗ
بقلم انیس احمد غفرلہٗ

نقل فی الکتاب ھذا من احقر محمد عیسیٰ عفی عنہٗ
۹ ربیع الثانی ۱۳۶۹ھ بروز ہفتہ فی المدینۃ المنورہ۔

خط (۶) انبیاء و صحابہؓ کی انوار و برکات حاصل کرنے کا راستہ

از بستی حضرت نظام الدین اولیاء

۷۸۶

مکرم و محترم بندہ میاں جی محمد عیسیٰ ورفقائہ، وفقنا اللہ وایاکم لما یحب ویرضیٰ وثبتنا وایاکم علیٰ ملۃ رسولہ وجعلنا ایاکم سبباً لنزول النصرۃ الغیبیۃ الالٰھیۃ للمسلمین فی مشارق الارض ومغاربہا ولشیوع الطریقۃ المحمدیۃ فی جمیع المسلمین والمسلمات۔

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔

آج کی ڈاک سے خط ملا۔ آپ حضرات کے ذریعہ اللہ رب العزت کا جو احسان عظیم اس امت کی طرف متوجہ ہوا اسکی خبر سنتے ہی اور خط دیکھتے ہی حد سے زیادہ خوشی بھی ہوئی اور فکر بھی ہوا۔ خوشی تو اس بات کی کہ حق تعالےٰ شانہ، نے آپ حضرات کو محض اپنے فضل سے کتنے عالی اصول مرحمت فرمائے اور کتنی اونچی مایہ مرحمت فرمائی کہ باوجودیکہ اس کے اصولوں کے راستہ سے ابھی ہم پوری طرح کوتاہ ہیں۔ اور ان عالی اصولوں کی وقعت کے ذریعہ جتنا یقین واعتماد اللہ رب العزت کی ذات کے ساتھ مطلوب ہے۔ اور ذرائع ایمانیہ اور اسباب علویہ اپنے ذاتی رضا و رغبت کی طرف جتنا ہمارا میلان چاہتے ہیں اس میں پوری کمیں واقع ہیں۔ مگر اللہ رب العزت کا فضل وکرم کہ برابر توفیق ونصرت کے دروازوں کو کھولتے جارہے ہیں۔ یہ بات پوری طرح خوشی کی ہے۔ مگر فکر اس بات کا ہے کہ عالی راہ کے عالی اصولوں کے برکات سے جو دروازے کھلتے ہیں انکو ذریعۂ یقین بناتے ہوئے جتنا عمل کا انہماک اور ظواہر پر سے نگاہیں ہٹاکر

ایمان کی جد وجہد کے اس طریقہ پر استقامت مطلوب ہے جسکی قدر دانی وانہماک سے یہ مبارک امانت انتہائی کس مپرس شکستہ افراد کے ہاتھوں اتنی عالی عالی فضاؤں تک پہنچی جو آپ کے سامنے ہیں۔ اور جن کا تذکرہ ایک اللہ کا مومن بندہ جب کبھی کیا کرتا تھا تو لوگ ہنسا کرتے تھے۔ جس طریقۂ جہد وحرکت کی خوبی نے آپکو وہاں تک پہنچایا اسکا اسی طرح سے اللہ رب العزت کے بھروسہ واعتماد پر انہماک ان تمام روحانیتوں اور انوارات کو آپ کی طرف متوجہ کرا دیگا۔ جو انبیاء کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین کی عالی مساعی کی برکات سے وہاں کے ایک ایک ذرّہ میں موجود ہیں اور اُنکے اکتساب کا طریقہ ایک اللہ کے بندے نے سیدھے سادھے اصولوں کے ساتھ آپ کو سکھلا دیا۔ فضاء مادّیہ اور ظاہر کی قوت وہاں خول کے طور پر ہے۔ اس نسبت میں وہاں جان نہیں۔ روحانیت وانوارات کے ساتھ مناسبت وہاں فطری ہے۔ آپ کے فطرت والے اصولوں کا انہماک ومشق اور انکی تعمیل کے ذریعہ اللہ رب العزت پر یقین واعتماد راتوں کو بارگاہِ خداوندیہ میں پوری طرح بلبلا کر اور گڑگڑا کر دعائیں اور دنوں میں اُذکُروا اللہَ حتّیٰ یقولوا مجنونٌ والی ہیئت کے ساتھ مساعی وجہد کی حرکت مادیت کی چادروں میں اس نور کی چادر کو جگمگا دے گی جس پر حضرات صحابۂ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین اس علاقہ والوں کو چھوڑ کر گئے۔

میرے دوستو!

وجود محض ذات باری تعالےٰ سے ہے خیر کا بھی شر کا بھی ہدایت کا بھی ضلالت کا بھی تمام منافع واحوال انکی ذات سے صادر ہو رہے ہیں۔ جونسے ذرّہ کو جونسے وجود کے لئے چاہتے ہیں استعمال فرماتے ہیں۔ تمام وہ مرغوبات ومکروہات جن سے انسان متأثر ہے اور جن سے بچنے یا جن کے حاصل کرنے کے لئے اسمیں بیقراری ہے

اس کا مخزن و مصدر محض ذات باری تعالیٰ سے ہے. اب حق تعالیٰ شانہٗ نے انبیاء کرام کے ذریعہ اپنی ذات سے استفادہ کے طریق مرحمت فرمائے اور بجائے تصرف ہونیوالے اجزاء و مخلوقات پر نگاہ ڈال کر انپر طاقت خرچ کرنے کے ذرۂ حقیر کے ذریعہ اللہ رب العزت سے وقتی استفادہ کی بجائے ذات باری تعالیٰ پر طاقت خرچ کرنے کے ذریعہ ابدی سرسبزی و انعامات کے حاصل کرنے کے راستے ہمارے لئے مقرر فرمائے. ساری مخلوقات کو محض اللہ رب العزت استعمال فرمارہے ہیں. انہی کے اشاروں اور منشار کے مطابق پوری مخلوقات استعمال ہورہی ہے. اب ان کا موافقت و سرسبزی کا استعمال یا مصائب و بلایا کا استعمال ہماری طاقت کے خرچ پر منحصر ہے. سو اگر ہماری طاقتیں ذات باری کو سامنے رکھ کر ان کے اوامر کے امتثال میں منہمک ہیں. اور جونسے امر کے امتثال کو جیسی شکل کے ساتھ چاہتے ہیں اس کے مطابق ہمارا اشتغال وانہماک ہے تو تمام مخلوقات و اشیاء کے استعمال کو ہماری موافقت کی طرف پلٹ دیتے ہیں اور قدم قدم پر مددہائے غیبیہ کے دروازے کھل جاتے ہیں. اور اگر خدانخواستہ اوامر کا اشتغال نہیں بلکہ مخلوقات واشیا کو سامنے رکھ کر طاقت خرچ ہورہی ہے یا امر کی صحیح شکل کے اختیار میں کوتاہی ہے تو پھر ہدایت کے راستے مسدود ہوکر بلایا کے دروازے کھل جاتے ہیں. حق تعالیٰ شانہٗ کے تمام اوامر میں سے اہم ترین اوامر جن کے اثرات پورے عالم پر اور پوری مخلوقات اور تمام قلوب پر پڑتے ہیں. وہ ہیں کہ مخلوقات کے تاثر کی فضاؤں سے خالق کے تاثر کی فضاؤں کی طرف انسانیت کے کھینچنے کے لئے جدوجہد و ہجرت و نصرت کے اوامر کو جتنا منہاج نبوت پر ان اوامر کی تعمیل کے طریقہ سیکھنے سکھانے کے لئے جانیں کھپائی جائیں گی اور پوری طرح راتوں کو رو کر اور بلبلا کر اللہ کے نام پر ٹھوکریں کھانے والے نکالے جائیں گے اور نصرت کے جذبات کی فضائیں قائم کردی جائینگی

بڑھے گا خود بخود پورے عالم میں رحمت کی صورتیں پیدا ہوں گی۔ تمام اوامر جدوجہد ہجرت و نصرت یقین انسانی کی تبدیلی کے لئے جان و مال کے خرچ کے اوامر پر موقوف ہیں۔ جتنا ان اوامر کے علوم حاصل کرتے ہوئے سنت کے طریقہ پر ان کی تعمیل بڑھے گی۔ بقیہ اوامر کے احیاء کی صورتیں پیدا ہوتے ہوئے عمومی رحمت کی صورتیں پیدا ہوں گی۔

میرے دوستو! اپنے وہاں کے وجود کو غنیمت سمجھو۔ اپنی بساط کے موافق پوری طرح مساعی کرتے ہوئے اس سب کو اپنی گندگیاں یقین کرتے ہوئے قلوب کو اللہ رب العزت کی دو انگلیوں کے درمیان یقین کر کے حق کی طرف پلٹنے کیلئے پوری طرح بلبلا کر دعائیں مانگو۔ تمام اوامر و طاعات کا مقصد قوت دعا پیدا کرنا ہے۔ دعا ہی سے سارے احوال عالی عالی وجود میں آتے ہیں۔ اور ایمان کی جدوجہد کے احیاء کے لئے حرکت سے تو دعا کی بہت ہی استعداد اور قبولیت کے بہت ہی عالی دروازے کھل جاتے ہیں۔ اور پھر اس مبارک خطہ میں جہاں ہر نیکی کی قیمت لاکھ گنی کر دی جاتی ہے اور جہاں پورے عالم پر رحمت کے اثرات ڈالنے والی دعائیں بارہا قبول ہوئی ہیں جسکے مناظر تمہارے سامنے ہیں۔ پیدل جماعت حجاج کی مکہ مکرمہ سے مدینہ منورہ روانہ ہونے کی خبر سے بہت ہی مسرت ہوئی۔ حق تعالیٰ شانہٗ اس مبارک صورت سے حرکت کے عام ہو جانے کا اسکو ذریعہ فرما دیں۔ اور ان احباب کو ان اصولوں کی مشق کرتے ہوئے جانے کے ثوابوں میں سے سبقت والوں میں شمار فرما دیں۔ فقط والسلام

بندہ محمد یوسف غفرلہٗ
بقلم انیس احمد غفرلہٗ

نقل فی الکتاب ھذا من احقر محمد عیسیٰ عفی عنہٗ
۹ ربیع الثانی ۱۳۶۹ھ بروز ہفتہ فی المدینۃ المنورہ۔

خط (۶) انبیاء وصحابہؓ کی انوار وبرکات حاصل کرنے کا راستہ

از بستی حضرت نظام الدین اولیاء

۷۸۶

مکرم ومحترم بندہ میانجی محمد عیسیٰ ورفقائہٗ وفقنا اللہ وایاکم لما یحب ویرضیٰ وثبتنا وایاکم علیٰ ملۃ رسولہ وجعلنا ایاکم سبباً لنزول النصرۃ الغیبیۃ الالٰھیۃ للمسلمین فی مشارق الارض ومغاربھا ولشیوع الطریقۃ المحمدیۃ فی جمیع المسلمین والمسلمات۔

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ۔

آج کی ڈاک سے خط ملا۔ آپ حضرات کے ذریعہ اللہ رب العزت کا جو احسان عظیم اس امت کی طرف متوجہ ہوا اسکی خبر سنتے ہی اور خط دیکھتے ہی حد سے زیادہ خوشی بھی ہوئی اور فکر بھی ہوا۔ خوشی تو اس بات کی کہ حق تعالےٰ شانہٗ نے آپ حضرات کو محض اپنے فضل سے کتنے عالی اصول مرحمت فرمائے اور کتنی اونچی مایہ مرحمت فرمائی کہ باوجودیکہ اس کے اصولوں کے راستہ سے ابھی ہم پوری طرح کوتاہ ہیں۔ اور ان عالی اصولوں کی وقعت کے ذریعہ جتنا یقین واعتماد اللہ رب العزت کی ذات کے ساتھ مطلوب ہے۔ اور ذرائع ایمانیہ اور اسباب علویہ اپنے ذاتی رضا ورغبت کی طرف جتنا ہمارا میلان چاہتے ہیں اس میں پوری کمیں واقع ہیں۔ مگر اللہ رب العزت کا فضل وکرم کہ برابر توفیق ونصرت کے دروازوں کو کھولتے جارہے ہیں۔ یہ بات پوری طرح خوشی کی ہے۔ مگر فکر اس بات کا ہے کہ عالی راہ کے عالی اصولوں کے برکات سے جو دروازے کھلتے ہیں انکو ذریعۂ یقین بناتے ہوئے جتنا عمل کا انہماک اور ظواہر پر سے نگاہیں ہٹاکر

ایمان کی جد وجہد کے اس طریقہ پر استقامت مطلوب ہے جسکی قدردانی وانہماک سے یہ مبارک امانت انتہائی کس مپرس شکستہ افراد کے ہاتھوں اتنی عالی عالی فضاؤں تک پہنچی جو آپ کے سامنے ہیں۔ اور جن کا تذکرہ ایک اللہ کا مومن بندہ جب کبھی کیا کرتا تھا تو لوگ ہنسا کرتے تھے۔ جس طریقۂ جہد وحرکت کی خوبی نے آپکو وہاں تک پہنچایا اسکا اسی طرح سے اللہ رب العزت کے بھروسہ واعتماد پر انہماک ان تمام روحانیتوں اور انوارات کو آپ کی طرف متوجہ کرا دیگا۔ جو انبیاء کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین کی عالی مساعی کی برکات سے وہاں کے ایک ایک ذرہ میں موجود ہیں اور اُنکے اکتساب کا طریقہ ایک اللہ کے بندے نے سیدھے سادھے اصولوں کے ساتھ آپ کو سکھلا دیا۔ فضاء مادّیہ اور ظاہر کی قوت وہاں خول کے طور پر ہے۔ اس نسبت میں وہاں جان نہیں۔ روحانیت وانوارات کے ساتھ مناسبت وہاں فطری ہے۔ آپ کے فطرت والے اصولوں کا انہماک ومشق اور انکی تعمیل کے ذریعہ اللہ رب العزت پر یقین واعتماد راتوں کو بارگاہِ خداوندیہ میں پوری طرح بلبلا کر اور گڑگڑا کر دعائیں اور دنوں میں اُذکُروا اللہَ حتّٰی یقولوا مجنونٌ والی ہیئت کے ساتھ مساعی وجہد کی حرکت مادیت کی چادروں میں اس نور کی چادر کو جگمگا دے گی جس پر حضرات صحابۂ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین اس علاقہ والوں کو چھوڑ کر گئے۔

میرے دوستو!

وجود محض ذات باری تعالےٰ سے ہے خیر کا بھی شر کا بھی ہدایت کا بھی ضلالت کا بھی تمام منافع واحوال انکی ذات سے صادر ہو رہے ہیں۔ جونسے ذرّہ کو جونسے وجود کے لئے چاہتے ہیں استعمال فرماتے ہیں۔ تمام وہ مرغوبات ومکروہات جن سے انسان متأثر ہے اور جن سے بچنے یا جن کے حاصل کرنے کے لئے اسمیں بیقراری ہے

اس کا مخزن و مصدر محض ذات باری تعالیٰ سے ہے۔ اب حق تعالیٰ شانہٗ نے انبیاء کرام
کے ذریعہ اپنی ذات سے استفادہ کے طریق مرحمت فرمائے اور بجائے تصرف ہونیوالے
اجزار و مخلوقات پر نگاہ ڈال کر انپر طاقت خرچ کرنے کے ذرۂ حقیر کے ذریعہ
اللہ رب العزت سے وقتی استفادہ کی بجائے ذات باری تعالیٰ پر طاقت خرچ
کرنے کے ذریعہ ابدی سرسبزی و انعامات کے حاصل کرنے کے راستے ہمارے لئے
مقرر فرمائے۔ ساری مخلوقات کو محض اللہ رب العزت استعمال فرما رہے ہیں۔ انہی
کے اشاروں اور منشار کے مطابق پوری مخلوقات استعمال ہو رہی ہے۔ اب
ان کا موافقت و سرسبزی کا استعمال یا مصائب و بلایا کا استعمال ہماری طاقت
کے خرچ پر منحصر ہے۔ سو اگر ہماری طاقتیں ذات باری کو سامنے رکھ کر ان کے اوامر
کے امتثال میں منہمک ہیں۔ اور جونسے امر کے امتثال کو جیسی شکل کے ساتھ چاہتے
ہیں اس کے مطابق ہمارا اشتغال و انہماک ہے تو تمام مخلوقات و اشیار کے
استعمال کو ہماری موافقت کی طرف پلٹ دیتے ہیں اور قدم قدم پر مدد ہائے غیبیہ
کے دروازے کھل جاتے ہیں۔ اور اگر خدانخواستہ اوامر کا اشتغال نہیں بلکہ مخلوقات
و اشیا کو سامنے رکھ کر طاقت خرچ ہو رہی ہے یا امر کی صحیح شکل کے اختیار میں کوتاہی
ہے تو پھر ہدایت کے راستے مسدود ہو کر بلایا کے دروازے کھل جاتے ہیں۔ حق تعالیٰ
شانہٗ کے تمام اوامر میں سے اہم ترین اوامر جن کے اثرات پورے عالم پر اور پوری
مخلوقات اور تمام قلوب پر پڑتے ہیں۔ وہ ہیں کہ مخلوقات کے تاثر کی فضاؤں سے
خالق کے تاثر کی فضاؤں کی طرف انسانیت کے کھینچنے کے لئے جد و جہد و ہجرت و نصرت
کے اوامر کو جتنا منہاج نبوت پر ان اوامر کی تعمیل کے طریقہ سیکھنے سکھانے کے لئے
جانیں کھپائی جائیں گی اور پوری طرح راتوں کو رو کر اور بلبلا کر اللہ کے نام پر ٹھوکریں
کھانے والے نکالے جائیں گے اور نصرت کے جذبات کی فضائیں قائم کردی جائینگی

خود بخود اللہ رب العزت کی طرف سے قلوب کے اللہ رب العزت کی ذات کی طرف پلٹنے
کی صورتیں پیدا ہو کر ہدایت پر پڑنے کے عام راستے چالو ہو جائیں گے۔ آپ حضرات
پوری طرح اپنے میں ایک دوسرے کے حقوق ادا کرنے کے جذبے پیدا فرما دیں۔
ایک دوسرے کی پوری طرح قدردانی کرتے ہوئے خدمت گذاری کے مظاہرے
کرتے ہوئے۔ مشاورت و مؤدّت و الفت کی صورتوں کے ساتھ فضاء حاضرہ پر سے
نگاہیں ہٹاتے ہوئے بارگاہِ محمدیہ والی فضاء پر نگاہیں جما کر اللہ رب العزت کے ساتھ
یقین و اعتماد کی قوت کے ساتھ، ان کے ساتھ کے رابطوں کی قوت کو امت کی طرف
متوجہ کرنے کے لئے اپنی جہد و مشقت و محنت کی مقدار کو بڑھائیں۔ حضور صلی اللہ
علیہ وسلم کے مبارک مجمع کے ساتھ ایک ذرہ مشابہت پورے عالم کی مالیات و مادیات
سے وقیع و عظیم ہے۔ اس پر اللہ رب العزت کی رحمتیں اہل عالم کی طرف جتنی متوجہ
ہوتی ہیں اسکا احساس تک بھی ہم جیسے کوتاہ کے لئے مشکل ہے۔ ایمان کی چیزوں
کے اختیار پر جتنا اللہ رب العزت کی ذات کے ساتھ یقین کی مقدار ہوگی اتنی
ہی ان کی مددیں اور رحمتیں اہل عالم کی طرف متوجہ ہوتی ہیں۔ اور جتنا جان کھپانے
اور دین کے سرسبز کرنے کے لئے ٹھوکریں کھانے میں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم
کے مبارک مجمع کی مشابہت بڑھے گی یقین کی اعلیٰ مایہ اللہ رب العزت مرحمت
فرما دیں گے۔

میرے بزرگ دوستو!

آپ حضرات انبیاء کرام اور صحابۂ عظام کی مبارک زمین پر ہیں ان کی مبارک
طرز کی مساعی پر ان کی والی نصرتوں کے دروازوں کے کھل جانے کی پوری توقعات ہیں۔
ان کے والے طرز میں یہ وسائل و ذرائع اہمیت نہیں رکھتے بلکہ ایک ذرہ کی سی بھی حیثیت
نہیں رکھتے جنکو آج عام طریقے سے محسوس کیا جا رہا ہے۔ یہاں کے فیوض و برکات اور انعامات

یہ ہیں کہ ہدایت کے طریقہ کے فروغ کا درد وفکر وکرب وبےچینی، اپنی ضرورتوں کو کچل کر بھوک وپیاس گرمی وسردی وخوف وہراس کی برداشت وصبر کے ساتھ مسلسل جہد وحرکت اور اللہ رب العزت کی طرف قدم قدم پر رجوع وانابت کوتاہیوں پر ندامت وتوبہ بلکہ جتنا بھی عمل وجود میں آجائے اسکو ان کی شان کے مناسب نہ سمجھ کر اسپر توبہ واستغفار اور آئندہ سے ان کی شان کے مطابق اشتغال وانہماک کا عزم وکوشش۔ حاکم وغیرہ نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا مقولہ نقل کیا ہے [1] انا کنا اذل قوم فاعزنا اللہ بالاسلام فمہما نطلب العز بغیر ما اعزنا اللہ بہ اذلنا اللہ وعند ابی نعیم فی الحلیۃ [2] انکم کنتم اذل الناس فاعزکم اللہ برسولہ فمہما تطلبوا العز بغیرہ یذلکم اللہ وفی روایۃ اخری۔ [3] لا اراکم ھھنا انما الامر من ھھنا واشار بیدہ الی السماء۔

میرے بزرگ وعزیز دوستو!

اسلام اعلیٰ ترین اخلاق کا طریقۂ حیات ہے۔ مالیات اور اس کے تعیش کے خاکے اس پر نثار ہونے کے لئے ہیں۔ مادی زندگی جذب اموال سے وجود میں آتی ہے۔ اور اخلاق والا طریقۂ حیات اللہ رب العزت کے ساتھ تعلق ومحبت کے حاصل کرنے سے وجود میں آتا ہے۔ اس کے وجود وسرسبزی کے اصول ان اصولوں سے بالکل اعلیٰ وبرتر ہیں جو اس فانی عیش کے بنانے کے لئے اختیار کئے جاتے ہیں۔ اس سے تاثر کی فضاؤں میں اس کا وجود وعروج مشکل ہے۔ اسکے سرسبز

[1] سب قوم میں سے ہم ذلیل تھے اللہ تعالیٰ نے ہمیں اسلام کے ذریعہ معزز بنایا پس جب کبھی ہم طلب کریں گے عزت بغیر اسلام کے کسی اور ذریعہ سے اللہ تعالیٰ ہمیں ذلیل کر دیں گے [2] تم تمام لوگوں میں سب سے ذلیل تھے اللہ تو نے تمہیں عزت دی اپنے رسول کے ذریعہ، جب تم طلب کرو گے عزت بغیر اس کے اللہ تم کو ذلیل کر دیں گے۔
[3] میں تمہاری عزت یہاں سے نہیں سمجھتا ہوں بیشک امر وہاں سے ہے اور اشارہ کیا آسمان کی طرف۔

ہونے کے لئے تو ریاضت و مجاہدہ کے ان لطیف و نازک اصولوں کی طرف رجوع و رغبت کی ضرورت ہے جن پر حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ہمیں چھوڑ کر گئے۔ آپ حضرات ان اصولوں کے مذاکرے کا وقت بھی اپنے مشاغل میں رکھیں۔ قومی فضاؤں پر خوشی کے بجائے صحیح طریقۂ جہد و نفر کی شکلوں کے وجود پر زیادہ مساعی ہوں۔ حق تعالیٰ شانہ، کے فضل سے آپ حضرات کی مساعی کی برکات و نصرتیں یہاں کے عمل میں بیّن محسوس ہو رہی ہیں۔ چلوں تین چلوں کے لئے لوگ اپنے کو اس زندگی کے سیکھنے کے لئے فارغ کر رہے ہیں۔ آپ حضرات بھی چلوں کی دعوت دینے اور اپنے ہاں مرکز روحانیت و انوارات حرمین مبارکین کی طرف حرکت پیدا ہونے کی دعوت دینے میں کوتاہی نہ کریں۔ اگرچہ اس ایک جگہ پر ظاہری طور پر اسکی ابتداء ہے مگر حق کیلئے میدان جہاد کے قیام پر جو پورے عالم پر اور اس کے اندر بسنے والے انسانوں کے قلوب پر حق کے اثرات پڑا کرتے ہیں، اس نسبت سے ابتدار نہیں بلکہ قلوب کی ہدایت کے راستوں پر پلٹ آنے کی پوری استعدادیں پیدا ہو چکی ہیں مگر عملی میدان کے قیام کی مساعی اور انتھک جد و جہد ہمیشہ ہی مطلوب ہے تاکہ ہمارے لئے جہد و محنت و نصرت سے تقرب و محبوبیت کے دروازے کھلتے چلے جاویں۔ حضرت ابراہیم الخلیل علیٰ نبینا الحبیب و علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ذات سے جب قربانی کو اسکے آخری مراحل پر پہنچا دیا تو ان کے ذریعہ ساری مخلوق کیلئے آواز لگوا کر خود ہی سارے مکانوں زمانوں میں اس مبارک آواز کو پہنچایا۔ اور روحانی لبیک کے بعد آنے والے زمانوں میں ہر ہر مکان سے اجابت روحانیہ قولیہ کو فعلیہ بدنیہ سے مبدل فرما دیا۔

میرے بزرگ دوستو!

نتائج و ثمرات تو محض اللہ رب العزت کے ہاتھ میں ہیں۔ بندہ انکا مکلف

نہیں۔اس کا اپنا کام تو ایسے طریقہ پر جان کھپانے پر استقامت حاصل کر لینا ہے۔ جس سے حق تعالیٰ شانہٗ کی بھرپور رضا حاصل ہو اور اونچے معیار والے جان کھپانے والوں میں شمار ہو۔

حق تعالیٰ شانہٗ آپ حضرات کے لئے اور آپ کی برکات سے مجھ ضعیف اور اپنے سب احباب کے لئے اپنے تقرب کے عالی دروازوں کو کشادہ فرمادیں، ہر موقعہ پر اپنی خصوصی مددوں کو متوجہ فرمادیں، توفیق کے تمام دروازوں کو اپنے فضل سے ہماری سب کی طرف متوجہ فرمادیں، سب احباب و واقفین کی خدمت میں سلام مسنون عرض فرمادیں۔

بندہ محمد یوسف غفرلہٗ

چہارشنبہ ۱۵ ربیع الاول ۶۹ھ

ناقل احقر العباد بندہ محمد عیسیٰ فیروزپوری

مقیم مدینۃ المنورہ۔ حجاز

۱۳ ربیع الثانی ۱۳۶۹ھ بروز بدھ

خط (۷) غیبی طاقتوں کے ظہور کا راستہ

۷۸۶

مکرمین و محترمین بندہ میانجی محمد عیسیٰ و رفقائہٗ، وفقنا اللہ وایاکم لما یحب ویرضیٰ واتبعنا وایاکم علیٰ ملۃ رسولہ۔

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ۔

آپ حضرات کے خطوط کاشف احوال ہوئے، حق تعالیٰ شانہ مساعی خیر

وصلاح کو قبول و بارآور فرماویں۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا مبارک وعالی طریقۂ حیات بالذات اللہ رب العزت کو محبوب ہے۔ اور پورے عالم پر اس کے وجود کی صورت میں رحمت کے اثرات پڑتے ہیں۔ اس کے لئے جانوں کا صرف کرنا اور جانوں کے صرف کے ان کے والے طریقے سیکھنے پر اللہ رب العزت کی بہت ہی زیادہ رحمتیں اہل عالم کی طرف متوجہ ہوتی ہیں۔ آج جبکہ اہلِ عالم اپنی جانوں کے غلط صرف کرنے کی بنا پر پریشانیوں کے دور سے گذر رہے ہیں۔ اس راہ کی مشق کی سب سے زیادہ اہمیت ہے۔ اسی سے اللہ رب العزت رحمت و عافیت کی غیب سے صورتیں پیدا فرماوینگے۔ انسان کو اللہ رب العزت نے دو چیزوں کا مجموعہ بنایا ہے۔ ایک مادہ جسکو عالم سے وجود دیا گیا۔ دوسرے روح جو ذات باری تعالیٰ کے امر کی صورت سے اس میں ڈالی گئی۔ روح کی ترقیات اوامر کا تجسس کر کے مادی تقاضوں کو کچل کر اور شکر و صبر کر کے ذات باری تعالےٰ کی طرف توجہ اور دلبستگی پیدا کر لینا ہے تاکہ انکی ذات کے ساتھ وابستگی و تضرع وزاری کے ذریعہ انکی غیبی طاقتوں کا ظہور ہو کر اس عالم میں ان کی طرف رجوع و تقرب پیدا کرنے والا طریقۂ حیات سرسبز ہو کر انسان ابدالآباد کے لئے ان کی رحمت و انعامات کا منظر بن جائے۔ حق تعالیٰ شانہٗ نے محض اپنے فضل سے اس مادہ و عالم کے ظواہر کے انہماک کے دور میں آپ کے لئے ایک زبردست حقیقت کی طرف رہبری فرمائی جس پر اپنے کو جتنا بھی نثار کر دیا جاوے وہ تھوڑا ہے۔ جونسی بھی چیز رواج سے جاتی رہے اس کا رواج دینا بہت ہی زیادہ جانفشانی اور قربانیوں کو چاہتا ہے۔ پھر ایسے راستہ کا زندہ کرنا جس سے طبائع انسانیہ بُعد اختیار کر چکی ہوں۔ اس کے لئے کتنی محنت و قربانیوں کی ضرورت ہوگی۔ حق تعالیٰ شانہٗ ہی اپنے اور اپنے سارے احباب کے لئے اس کو آسان فرماویں۔

میرے دوستو! تبلیغ کا مقصود تو تعدیہ کی مشق کرتے ہوئے ایک طریقۂ حیات

کو سیکھنا ہے۔ جسمیں ہر عمل کے موقعہ پر اس کے امر کے ذریعہ توجہ الی اللہ پیدا ہو کو
محمد صلی اللہ علیہ وسلم والے طریقۂ حیات کے ساتھ تعدیہ وفروغ والی شکلوں سے موت
کے بعد کی نجات وسرسبزی کے حصول کے لئے اس کو کر لیا جاوے۔ امر روح اوامر
خداوندیہ کی تعمیل کے لئے ہے اسی میں اس کی دارین کی ترقیات وانعامات براہِ راست
ذاتِ باری تعالیٰ سے ہیں۔ چاہیں براہِ راست اس رحمت کو مرحمت فرمادیں یا اس کی
دہش کے لئے کسی مخلوق کے واسطہ کو اختیار فرمالیں۔ اللہ رب العزت کی ذات
عالی سے استفادہ والے سارے اوامر کے ذریعہ استفادہ موقوف ہے۔ ان اوامر
کے ذریعہ استفادہ کے قائم ہو جانے پر جو اللہ رب العزت سے استفادہ کی طرف کھینچنے
اور بلانے والے اوامر دعوت انبیاء کرام کی میراث میں ہمیں مرحمت فرمائے گئے ہیں۔
اور حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ذریعہ ان اوامر کی تعمیل کے لئے جد وجہد ہجرت ونصرت
کے اوامر مرحمت فرما کر ان کے تعلیم وتعلم کے اوامر ہماری طرف متوجہ کئے گئے۔ ہر
امر کی تعمیل محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے ذریعہ کرا کر آپکے والے طریقہ کے سیکھنے اور سکھانے
کے اوامر ہماری طرف متوجہ کئے گئے۔ اجتماع والفت وادائیگی حقوق صبر وتحمل و
بھوک پیاس ولذائذ سفلیہ کی قربانی کے بھی اوامر ان ہی اوامر کے استحکام کے لئے
مرحمت فرمائے، اور ہر امر کی شکل حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ذریعہ مرحمت فرمائی۔
میرے بزرگو! جتنے بنیادی اور موقوف علیہ اوامر ہیں ان کی تعمیل کے جذبات ہم میں
سے مفقود ہو چکے۔ ان کے تعلیم وتعلم کی بھی عمل کی راہ سے ذہنیت نہیں رہی۔ انکے
اذکار واخلاق کے اوامر بھی ہمارے ہاتھوں سے چھوٹ چکے۔ حق تعالیٰ شانہٗ نے
محض اپنے فضل سے آپ حضرات کے ذریعہ اتنے عالی اوامر کے تعلیم وتعلم واذکار
واخلاق کی تعمیل کے احیاء کی شکل مرحمت فرمائی۔ آپ حضرات پوری طرح جد وجہد
کے اوامر کے احیاء کے لئے نفر کے اوامر کے تعلیم وتعلم کی طرف متوجہ ہوں۔ حضور

اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا مبارک علاقہ اور وہاں کے مبارک انسان اپنے میں اس کی پوری استعداد و اثرات لئے ہوئے ہیں۔ اپنا ضعف کہ اس مبارک ماحول میں اس امانت کی اس طرح کی شکلیں مفقود ہیں جس سے یہاں کی بعید فضائیں بھی متاثر ہوگئی ہیں۔ اور دن بدن قلوب و ابدان اس طرف کھنچے چلے آرہے ہیں۔ بہرحال وہاں کا وجود و مساعی جس درجہ میں بھی ہوں پورے عالم کی مساعی سے بڑھکر ہیں۔ حق تعالےٰ شانہٗ آپ کی مساعی کے ذریعہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے مبارک و عالی طریقۂ حیات کو آپ کے منہاج و طریقہ پر زندگی مرحمت فرمادیں۔ حالات کے بدل دینے والے محض اللہ رب العزت ہیں جونسے حال کو جب چاہیں بدل دیں۔ ہم سے تو وہ عبدیت و انہماک مطلوب ہے جس پر وہ حالات کو بدل دیتے ہیں۔

میرے عزیز دوستو!

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی پھری ہوئی جگہوں پر کثرت سے اس درد کو حاصل کرنے کے لئے ٹھوکریں کھانیکو رائج کرو جس کو آپ پوری انسانیت کے لئے عموماً اور امتِ محمدیہ مرحومہ کے لئے خصوصاً لے کر اُٹھے اور اس کے لئے ظاہری قربانی پوری طرح دیتے اور مجمع سے دلاتے ہوئے پوری طرح اپنے باطن کو استعمال فرماتے ہوئے خوب گڑگڑا کر اور بلبلا کر عرفات و مزدلفہ کے میدانوں میں اس امت محمدیہ مرحومہ کے قصوروں کے عفو کی درخواست کو آخر اللہ رب العزت سے منظور کراہی لیا۔ آج وہ ہی امت ہے اور اس میں وہ سارے معاصی موجود ہیں جنکی آپ نے خبریں دیں اور پوری طرح پوری امت کے لئے قربانی دیتے ہوئے اور اللہ رب العزت کی خوشنودی و رضا والے طریقۂ حیات کی سرسبزی کے لئے پوری طرح اپنے کو نثار کرتے ہوئے اتنی زیادہ لجاجت و خوشامد کے ساتھ اس کیلئے عفو کی درخواستیں رکھیں کہ اللہ رب العزت نے اپنی رحمت کے دروازوں کو

پوری طرح کشادہ فرمادیا۔

میرے دوستو!

آج اس امت کے لئے رحمت کے دروازے آپؐ کی مساعی کی برکات و طفیل سے کھلے ہوئے ہیں۔ بس آپؐ کے طریقے پر محنتوں کے رواج کرنے پر تھوڑی سی بھی جم کر محنت کرلیں تو اللہ رب العزت اس امّت کی سرسبزی کے دروازوں کو پوری طرح کھولدیں۔ امت کے بارے میں آپؐ کی والی یہ زندگی ہم میں مفقود ہے۔ اسی کی مشق کے لئے آپ نے اپنے کو وہاں ڈالا ہے۔ جہد کی مقدار کو پوری طرح بڑھاتے ہوئے اللہ رب العزت کی بارگاہ میں لجاجت گریہ وزاری کے ساتھ پوری امت کی فلاح وسرسبزی کے لئے پوری طرح دعائیں فرمائیں۔ اپنے میں وہ درد و کرب وبیچینی وسوز پیدا ہوجائے تو دوسروں کے لئے دروازہ تو بہت جلد کھل جائینگے۔ یہ وہاں کے تقاضوں کا اس عالی مقصد کیلئے احساس میرے خیال میں سب جگہوں کے تقاضوں سے اہم ہے۔ اس کے لئے میری دُور کی ناقص رائے سے زیادہ آپ کی اس راہ میں بصیرت وشاہد ہے۔ اگر وہاں کی شکلوں میں نقص کا اندیشہ ہو تو پھر وہ عالی جگہ مقدم واہم ہے۔ اور اگر وہاں قبولیت اطمینان بخش ہوچکی ہو تو اجتماعی آرارے عمل کرلیا جاوے تو کچھ مضائقہ نہیں۔ وہاں کے ہی قیام کی شکل میں نفر کی صورتوں کا ان جگہوں تک پہنچانا وہاں کی ضرورتوں کا بہترین بدل ہے۔ دوسری صورت میں بھی جانبین کا نفر کی صورتوں کے ساتھ اختلاط مردہ سنت کی حیاۃ عاجلہ کے مرادف ہے۔ اسکی اہمیت کو آپ حضرات ہر حال میں پوری طرح محسوس فرماتے ہوئے اس کے وجود کے لئے پوری طرح ساعی ہوں۔ فضل عظیم اگر براہِ راست گھر والوں سے اجازت لےلیں اور خوشی سے وہ اجازت دے دیں تو ان مبارک ومقدس مقامات کی حرکت ہی کو اہمیت ہے۔ ورنہ یہاں کی حرکت میں اگر معین ہوں۔

حاجی اسرار احمد[1] اس فانی دنیا سے تشریف لے جاکر اپنی ذمہ داریوں کو بعد والوں پر ڈال گئے۔ حق تعالیٰ شانہٗ انکی مغفرت فرماویں، اور بعد والوں کو اپنی ذمہ داری کا احساس و اہلیت مرحمت فرماویں اور جو دین کے منافع اور اس امانت کے فروغ کی خصوصیات ان کی ذات کے ساتھ وابستہ تھیں ان کو اپنے فضل سے دوسروں میں پیدا فرماتے ہوئے ان کی خوبیوں سے استفادہ کا بہترین تکفل فرماویں۔ آپ اس کے لئے بھی خصوصیت سے دعائیں فرمائیں اور نفر کی صورتوں کے ثوابوں میں ان کے لئے پوری طرح ایصال ثواب فرماویں۔

سب احباب و اکابر کی خدمت میں پوری طرح سلام عرض فرماویں اور دعا کی درخواست فرماویں۔ فقط

بندہ محمد یوسف غفرلہٗ ۹ رمحرم سہ شنبہ ۶۹ھ

ناقل احقر العباد بندہ محمد عیسےٰ عفی عنہٗ۔

یکم جمادی الثانی دوشنبہ ۶۹ھ فی المدینۃ المنورۃ

حجاز مقدس

خط (۸) عمومی بلایا کا سبب اور علاج

۴۸۶

مکرم و محترم بندہ میاں جی عیسےٰ وفقنا اللہ وایاکم لما یحب و یرضیٰ۔

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔

[1] حاجی اسرار احمد مرحوم کا اصل وطن آنولہ تھا۔ کلکتہ میں ان کا اپنا کاروبار تھا اور ذاتی سات منزلہ بڑی بلڈنگ اپنی ذاتی تھی۔ بڑے رئیسوں میں شمار تھے۔ تبلیغ کے عاشق تھے۔ انہی کے انتقال کی اس خط میں خبر لکھی ہے۔ اللہ رب العزت مرحوم کی مغفرت فرمائے اور ہم کو ان کا نعم البدل عطا فرمائے۔ انکے تبلیغ میں لگنے کا ذریعہ بننے میں بندہ کا بھی حصہ ہے۔ اسی لئے حضرت جی مرحوم نے خصوصیت سے لکھا بھی ہے۔

آپ کے خطوط مسرتوں کو لئے ہوئے موصول ہوئے۔ حق تعالیٰ شانہٗ ان جزوی مسرتوں کو عمومی مسرتوں کی فضاؤں تک منتہی فرماویں۔

میری عزیز! ایسے وقت میں جبکہ انسانیت کی اپنی ذاتی والی ترقیات کا میدان ضائع ہو کر سفلی چیزوں کا انہماک غالب آ کر عمومی بلایا کے دروازے کھلے ہوئے ہیں۔ اس صحیح جدوجہد کے میدان کے قیام وفروغ کی اہمیت حد سے زیادہ ہے۔ جس سے انسانیت کا رخ اس ترقی کے میدان کی طرف پلٹے۔ جس کے لئے اللہ رب العزت نے ذات انسان کا انتخاب فرمایا۔ وجود کا سلسلہ تو محض ذات باری تعالیٰ سے ہی ہے۔ اشیاء و احوال کا بھی ذوات و اوصاف کا بھی۔ مگر انسان کی جہد و محنت کو اللہ رب العزت نے اپنی ذات سے وجود کیلئے معیار کے طور پر اٹھایا ہے۔ سو اگر اسکی جہد اپنے سے ادنیٰ ترین مخلوقات پر ہو تو مشیتِ الٰہیہ اشیاء کے وجود کی طرف متوجہ ہوتی ہے جس سے وہ احوال وجود پذیر ہوتے ہیں جو انسانیت کیلئے نامساعد اور تمام مخلوقات کیلئے مصیبت و بلا ہیں۔ اشیاء کے وجود کی کثرت اور ترقی کے ساتھ انسان کی اپنی ذات میں ذات باری تعالےٰ سے بُعد کی بنا پر وہ رذائل پیدا ہو جاتے ہیں جس سے ان اشیاء کا استعمال سوائے تخریب وعذاب کے منظروں کے اور کہیں پر نہیں ہوتا۔ اور اگر انسانیت کی جدوجہد و محنت ذات باری تعالےٰ پر ان کے اوصاف و مرغوبات کی پیداوار کے لئے ہو اور انکی منشاء و رضا والی شکلوں پر یہ جدوجہد وجود میں آئے تو اوصاف خداوندیہ کی انسانیت میں پیداوار کے ذریعہ اور اس عالم کے ذریعہ پیدا ہونے والی اشیاء تعمیر و سرسبزی پر صرف ہو کر ان انسانوں کے لئے ہمیشہ ہمیشہ کے لئے ذات باری تعالےٰ سے انعامات والطاف کے دروازے کھل جاتے ہیں۔

میری عزیز! ایسے وقت میں جبکہ اللہ رب العزت کی مخلوق اپنی غلط جدوجہد و محنت

کی بنا پر بلاؤں اور مصائب کے میدانوں میں اُلجھی ہوئی ہے اس کی خلاصی محض اس جد وجہد کی حیات ہیں ہے جس سے انسانیت کا رخ ذات باری تعالیٰ پر منتہی کر کے ان کی خوبیوں اور اوصاف کے اکتساب کی طرف پلٹے۔ حق تعالیٰ شانہٗ نے محض اپنے فضل وکرم سے آپ حضرات کو اس عالی مایہ کی اعلیٰ ترین صورت مرحمت فرمائی، جس کے اثرات پورے طریقۂ حیات پر پڑ کر اس کی حیات وسرسبزی کی شکلیں پیدا ہو کر عمومی رحمت وانعامات کے دروازوں کے پوری مخلوقات کے لئے کھل جانے کی پوری توقعات ہیں۔

میرے عزیز!

یہ وقت بہت ہی فکر ودرد کا ہے اور حق تعالیٰ شانہٗ کی توجہات والطاف کو اپنی طرف متوجہ کر لینے کا بھی یہی وقت ہے۔ جتنا مخلوق کی پریشانیوں سے پریشانی اور ان کے حال پر اپنے اندر کڑھن ورحم پیدا کرتے ہوئے دنوں میں صحیح جد وجہد کے انہماک کی شکلوں کو پوری طرح منتعدی کرتے ہوئے رات کی اندھیریوں میں ان کے قبضۂ قدرت میں سب کچھ سمجھ کر قلوب کو انکی دو انگلیوں کے درمیان میں یقین کر کے ان کی ذات کی طرف اوصاف وانعامات کی طرف پلٹ دینے کی دعائیں کی جائیں اتنی ہی مخلوق کے لئے دن کے چاندنوں میں انکی طرف پلٹنے کی صورتیں پیدا ہو کر مخلوق کی پریشانیوں کے سکون و ہدایت کی طرف مبدل ہونے کی انشاء اللہ العزیز صورتیں پیدا ہوں گی۔ شہری فضاؤں میں حرکت ایک خفیف سی حرکت ہے جو عالم کے تمام شہروں میں محنت کرنیکے اثرات سے تو یقیناً زیادہ مؤثر ہے مگر حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اور ان کے مبارک صحابۂ کرام کے مبارک اقدام جہاں جہاں پڑ چکے ہیں ان مبارک زمینوں میں کثرت سے اس نفر کی سنت کے احیاء کے لئے گشت اور تسلسل کے ساتھ ٹھوکریں کھاتے

ہوئے بہت زیادہ مؤثر در رحمت کے دروازے کھلوانے والا ہے۔ مادی چیزوں کے انہماک اور تعیش کی چیزوں کے لذائذ میں الجھنے پر جن بلایا کے دروازے کھلے ان کا علاج وہ سادہ بھوک و پیاس و تحمل و صبر والی حرکت ہے جس پر حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ہمیں چھوڑ کر گئے۔ ضروریات کے پورا ہونے سے زیادہ مرغوب و محبوب آپس کی معاشرت کے مودّت والفت کے وہ اصول ہیں جن کا عادی حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں اس وقت بنایا جبکہ اس عالم کی اشیاء کے بارے میں ہم پر تکلیفیں گذر رہی تھیں اور ان اصولوں کے اس وقت کے بقا کیلئے متفکر تھے جبکہ اس عالم کے اشیاء والی تکالیف عیش کے منظروں سے مبدل ہوں۔ کاش! ہمارے قلوب میں حق تعالیٰ شانہ' ان اوصاف کی وقعت پیدا فرمادیں جس سے قلوب میں اجتماع والفت کے مناظر کی جڑیں جمتی ہیں۔

احباب کو میری اس معروض کی طرف خصوصیت سے متوجہ فرمادیں اور سلام و دعا کیلئے عرض کردیں۔ سیف[1] یمانی صاحب سے بندہ کا سلام مسنون عرض کردیں۔ جس نصرت کا انھوں نے ارادہ و وعدہ فرمایا ہے حق تعالیٰ شانہ' اس امانت کے فروغ اور ان کی ترقیات کا ذریعہ فرمادیں۔ مولوی زین العابدین صاحب کا مصر سے خط آیا ہے۔ اچھے احوال درج ہیں۔ کاش! آپ حضرات کی مساعی کی برکات سے ان علاقوں میں دین کے لئے نقل و حرکت پوری طرح چلوں و سالوں کیلئے چالو ہو۔

بندہ محمد یوسف غفرلہ'

ناقل۔ احقر العباد بندہ محمد عیسیٰ عفی عنہ'

۵ رجمادی الثانی ۱۳۶۹ھ بروز جمعہ فی المدینۃ المنورہ حجاز مقدس۔

[1] سیف یمانی صاحب سعودی حکومت کی طرف سے شعبۂ امر بالمعروف کے امیر تھے۔ بہت سمجھدار اور بڑے عالم تھے۔ خاص خاص موقعوں پر ہم ان سے مشورہ کیا کرتے تھے۔

خط (۹) انبیاءِ کرام کی عالی امانت کا بیان

۸۶ء

مکرمین ومحترمین بندہ وفقنا اللہ وایاکم لما یحب ویرضٰی من القول والفعل والنیۃ والہدیٰ۔

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ،

حق تعالیٰ شانہ، نے محض اپنے فضل سے ایسے وقت میں جبکہ عام انسانیت اپنی ذات میں رذائل وگندگیوں کی بنا پر سخت زلزلوں اور مصائب اور بلایا میں مبتلا ہے۔ اور ہر طرف پریشانیوں کے عمومی دروازے کھلے ہوئے ہیں آپ حضرات کو انبیاء کرام کی اس عالی امانت کی طرف متوجہ فرمایا جس سے ہمیشہ انبیاء کرام کی مساعی وریاضت ومجاہدے اور ان کے ذات باری تعالیٰ پر یقین واعتماد اور تضرع وزاری وتوجہ الی اللہ پر گندگیوں کی جڑیں کٹ کر عام انسانوں میں بھلائیوں کی جڑیں پیدا ہو کر حق تعالیٰ شانہ، کی رحمت ونصرت وانعامات کے دروازے کھلے اور وہی محنت کا طریقہ اور محنت وہمت کے وہی جذبے ہم امت محمدیہ مرحومہ کو مرحمت فرما کر اور ان کی ذات عالی پر اسی یقین واعتماد کا مطالبہ کر کے اور اسی تضرع وزاری وتوجہ الی اللہ پر اون ہی تمام رحمت ونصرت وانعامات کے دروازوں کے کھول دینے کا وعدہ فرمایا جنکا انبیاء کرام سے وعدہ کیا جاتا تھا۔

میرے عزیز دوستو!

جس دین کے سیکھنے کے لئے آپ نے اپنے گھروں کو چھوڑا وہ یہی دین ہے جو خاص انبیاء کرام کی میراث ہے اور جس پر حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ہمیں بہیئتِ اجتماعیہ۔ اجتماعی اصولوں کے اتباع کے ساتھ چھوڑ کر گئے۔ انسان بالطبع

مخلوق سے متاثر ہو کر اسکے بارے میں کچھ غلط یقین کچھ غلط بے بنیاد علم اور انکے مطابق غلط عمل پہ پڑا ہوا ہے۔ جس کے اتباع پر اپنی ذات میں سوائے گندگیوں کے پیدا ہو جانے کے اور کچھ حاصل نہیں اور اس کا خمیازہ بھگتنے کے لئے دوزخ کا منظر اَبَد کیلئے کھلا ہوا ہے۔ مخلوق کے بارے میں جو بھی یقین و علم اپنے کو حاصل ہے اسکو اپنے میں سے نکالنے کے لئے اور اس سفلی و فانی یقین کے بدلنے اور اپنے میں صرف ذات باری تعالےٰ کا یقین و علم پیدا کرنے کے لئے جد و جہد و محنت کا کلمہ ہم کو مرحمت فرمایا گیا تاکہ اسکی محنت کے ذریعہ حق تعالےٰ شانہٗ کے اوامر کے اتباع کا جذبہ ہم میں پیدا ہو کر ان کی صفات و کمالات کا مظہر بنکر ان کی ذات والے رحمت و انعامات کے عمومی دروازوں کے کھل جانے کا ہم ذریعہ بن جاویں اور اس کا انعام ذات باری تعالیٰ کی رضاء و معیت ہم کو اَبَد کے لئے حاصل ہو۔ اصل میں دین حق تعالےٰ کی مخلوق میں ان کی ذات کا یقین پیدا کرنے کے لئے یقین کے ساتھ ایسے جان کھپانے اور ٹھوکریں کھانے کے طریقہ کو سیکھنا ہے۔ جس پر نہ کسی مخلوق کا تاثر اثر انداز ہو سکے نہ بھوک و پیاس نہ بیماری و کمزوری و گرمی و سردی و عیش و عشرت و خوف و ہراس والی مخلوقات اس سے متزلزل کر سکے۔
مخلوقات سے صادر ہونے والی چیزوں کے موافقت کی طرف پلٹنے کی اصل صورت یہ ہے کہ ان کے تاثر کو اپنے میں سے نکال کر حق تعالیٰ شانہٗ کے اس امر کی تعمیل کی طرف متوجہ ہو جو ان کی ذات عالی سے صادر ہو رہا ہے۔ اُسی امر کی تعمیل میں تمام مخلوقات کے سرنگوں ہو جانے کا حق تعالےٰ شانہٗ نے فیصلہ فرما رکھا ہے۔ امر کے ذریعہ وجود کا وہ رابطہ تحریک میں آجاتا ہے جو بندہ اور مولیٰ کے درمیان قائم فرما کر تمام مخلوقات کے موجودات کو اپنی ذات سے وابستہ فرما رکھا ہے۔ امر کی تعمیل سے اس رب العزت کی معیت حاصل ہو جاتی ہے جس سے ساری

ساری مخلوقات کا سلسلہ چل رہا ہے۔ بس اسی کا یقین اور اس کے موافق انہماک و ٹھوکریں کھانا پوری مخلوقات کے لئے رحمت کے دروازوں کو کھلوا دیتا ہے۔ ایسے وقت میں جبکہ عام مخلوقات پریشانیوں میں پوری طرح مبتلا ہے اور خلاصی کی اس راہ کے سوا کوئی صورت نہیں اپنے احباب کی ذمہ داری حد سے زیادہ ہے۔ جہاں تک ہوسکے اپنی ذات والے ہر طرح کے جذبات کو کچلتے ہوئے اس جد و جہد و حرکت ونفر کے تعدیہ اور فروغ کی شکلوں کو پوری طرح بڑھاتے ہوئے راتوں کی تنہائیوں میں پوری طرح بلبلا کر عام مخلوق کے لئے عموماً اور امت محمدیہ مرحومہ کے لئے خصوصاً پورے یقین واعتماد کے ساتھ دعاؤں کا اہتمام فرماویں۔ تمام قلوب حق تعالےٰ شانہٗ کی دو انگلیوں کے درمیان ہیں۔ اس کا پورا یقین کرتے ہوئے ہدایت کی طرف پلٹنے کی پوری طرح دعائیں فرماویں۔ جتنا کھانے پینے کے بارے میں ایثار و ہمدردی و سادگی کی آپ عادت ڈالیں گے اور مرغوبات و مالوفات کو اس راہ کی مکارہ و ناگواریوں کی محبت کی طرف پلٹنے کی مشق کرتے ہوئے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے مبارک صحابہ وانبیاء سابقین کے تکلیف اٹھانے کی جگہوں پر انکی والی روحانیت و نور کے اکتساب کے حصول کے لئے ٹھوکریں کھانے کی مقدار کو بڑھائینگے اتنا ہی اجابت کی عمومی شکلیں انشاء اللہ العزیز پیدا ہوں گی، ایک دوسرے کے حقوق پوری طرح پہچان کر اپنی ذات سے ماعلیہ کی ادائیگی کا فکر قلوب میں رافت کے بیج بو کر اس امانت کے فروغ وتقویت کا باعث ہوگا۔ حق تعالےٰ شانہٗ، ہم سب کے لئے اپنی خصوصی رحمت وانعامات وتقرب کے دروازوں کو کشادہ فرماویں۔ بندہ محمد یوسف غفرلہٗ ۳۰ر جمادی الاول دوشنبہ ۱۳۶۹ھ

ناقل۔ احقر العباد بندہ محمد عیسیٰ عفی عنہٗ

فی المدینۃ المنورہ دار الاقامہ علوم شرعیہ ۱۶ر جمادی الثانی سہ شنبہ ۱۳۶۹ھ

خط (۱۰) رحمت کے دروازے کھلوانے والا عمل

۷۸۶

مکرم ومحترم بندہ جناب میانجی عیسیٰ صاحب واحبابہٗ وفقنا اللہ وایاکم لمایحب ویرضیٰ من القول والعمل۔

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ۔

حق تعالیٰ شانہٗ کے فضل سے یہاں ہر طرح خیریت ہے۔ دین محمدیؐ کی سرسبزی کے لئے قریب وبعید میں جدوجہد وحرکت ونفر کی شکلیں بدستور فروغ پذیر ہیں۔ آپ حضرات کے بدر کے مبارک سفر کی سرگذشت سے اور اس راہ میں سادہ زندگی گذار کر ٹھوکریں کھانے کے مبارک مناظر سے بہت ہی مسرت ہوئی۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایمان کی جدوجہد ونقل وحرکت کی جس اعلیٰ صورت پر ہمیں چھوڑا اور بھوک وپیاس وشدائد کے تحمل کی فضاؤں میں الفت ومودّت کے جن عالی اصولوں کا ہمکو عادی بنایا وہ بالذات محبوب ہے۔ اور اس کا حسن لذاتہ ہے۔ آپ حضرات نے اس راہ کی جتنی لذت حاصل کی حق تعالیٰ شانہٗ اس کو بھی آپ کے اور اپنے سب احباب کے اور عام امتِ محمدیہ کے اس راہ کی ترقیات ولذائذ پر پڑنے کا ذریعہ فرماویں۔

میرے بزرگ دوستو!

ایسے وقت میں جبکہ مادہ ومخلوق کے تأثر وانہماک کی فضاؤں میں اس راہ کی رغبتیں مردہ ہو کر حق تعالیٰ شانہٗ کے اوامر کی تعمیل کے جذبات مردہ ہو کر بلایا کے عمومی دروازے اہل عالم کے لئے کھل چکے ہوں اور اوصافِ انسانیہ اور وہ کمالاتِ خداوندیہ جن کا مظہر انسان کو بنایا گیا تھا ضائع وپامال ہو کر مادی رذائل

انسان میں ابھر کر اشیاء فانیہ کی فراہمی کے جذبات کے ساتھ ساری ہی گندگیوں اور برائیوں کا مظہر بنکر مورد بلایا و مصائب بن چکا ہو۔ اس صحیح روحانی و نورانی حرکت کے تعدیہ و فروغ کی اہمیت حد سے زیادہ بڑھ چکی ہے۔ اپنی ذاتوں سے پھرنے پر اگرچہ اہلِ عالم پر سے بلائیں دور ہوتی ہیں مگر عمومی جد وجہد کی فضاؤں کے قیام پر جن رحمتوں اور مددوں کے دروازے کھلتے ہیں اور جن کی آج امت پوری طرح ہر جگہ محتاج ہے وہ تو جب ہی کھلیں گے جب ہر جگہ سے نہایت فکر و درد کے ساتھ ایمان کی جد وجہد کے لئے اور اس جد وجہد کے اوامر کی تعمیل کے ذریعہ نصرت و نعمتہائے خداوندیہ کے متوجہ ہوجانے کا اپنے میں یقین پیدا کرنے کے لئے نقد نکالنے کی پوری طرح کوششیں کیجائیں کسی مخلوق پر جانیں کھپانے سے اسکے ذریعہ حق تعالیٰ شانہٗ منفعت دنیویہ حقیرہ کو وجود مرحمت فرما کر ہمیشہ کی نعمتوں سے محروم فرما دیتے ہیں۔ اور اگر اس سے اپنی توجہ کو بلند کر کے اس امر کی طرف متوجہ ہوا جاوے جو حق تعالیٰ شانہٗ کی طرف سے صادر ہو رہا ہے تو اس مخلوق والے مفاد کی اگرچہ حقیر سی قربانی ہے مگر حق تعالیٰ کی ذات کے ساتھ وابستگی و معیت خداوندیہ نصیب ہو کر اونکی ذات و اوصاف کے بے نہایت خزانوں کے دروازے کھلکر اس عالم والی مخلوقات والے حقیر منافع بھی پیروں میں آکر پڑ جاتے ہیں۔ سارے ہی انبیاء کرام اس راہ کا یقین پیدا کر کے اس راہ کے اعمال کے لئے جانیں کھپانے کو رواج دیکر حق تعالیٰ شانہٗ کے عمومی ابدی رحمت و انعامات کے دروازے کھلوانے کے لئے تشریف لائے۔ اور اسی پر حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ہم امت محمدیہ مرحومہ کو اٹھایا۔ یہی وہ مبارک مایہ ہے۔ جسکی اصل تبلیغ ہے۔ جزوی اعمال کا پھیلانا مقصود نہیں بلکہ مخلوق پر طاقتوں کے مسلسل خرچ ہونے کی بنا پر جس یقین انسانیہ پر مخلوقات والا گرد و غبار پڑ کر ذات باری تعالیٰ

سے استفادہ والے کمالات واوصاف واحوال مسدود ہو چکے اسی یقین کے ذات باری تعالیٰ سے وابستہ کرنے کے لئے یقین وایمان کے لئے جائیں کھپانے کے اوامر کی تعمیل کے لئے گھروں سے نکل کر اس راہ کی ٹھوکریں کھاتے ہوئے اور دوسروں کو ان اوامر کی تعمیل کے لئے ذات باری تعالیٰ سے استفادہ پر آمادہ کر کے اس راہ کی ٹھوکریں کھانے کے لئے نکالتے ہوئے جائیں کھپانے والوں کے اپنی جانیں کھپانے میں حق تعالیٰ شانہٗ کے ساتھ وہ یقین واعتماد، دعوات وتضرع وزاری مقصود ہے جس سے وہ قلوب کو پلٹ کر عمومی احوال کو درست فرما کر انسانیت کی اپنے اوصاف وکمالات والی ترقی کے دروازوں کو سارے اہلِ عالم کے لئے کشادہ فرمادیں۔

میرے بزرگو!

نہایت فکر وکوشش کے ساتھ مخلوقات فانیہ کے منافع زائلہ کے مناظر سے نکالکر حق تعالیٰ شانہٗ کی طرف رہبری کرنے والی متحرک فضاؤں میں انکو لیتے ہوئے دنیا کے غلط جہد ومحنت کے میدانوں کو صحیح جد وجہد کے میدانوں کے قیام کے لئے دنوں میں تو پوری محنت کرو اور راتوں کو پوری طرح لجاجت وخوشامد کے ساتھ حق تعالیٰ شانہٗ کی بارگاہ میں دعوات کی مقداروں کو پوری طرح بڑھاؤ جن اسباب ظاہریہ کی وابستگی کو خود ہماری اپنی طبیعتوں نے کام قرار دے رکھا ہے اور ان سے کھنچنے میں ہم ضعیف ہو رہے ہیں۔ یہی اہلِ عالم پر بلایا کے نزول کے اسباب ہیں۔ ایسے وقت میں جبکہ تمام اہل عالم پریشانیوں میں مبتلا ہوں اور خصوصاً امت مرحومہ محمدیہ۔ اور خلاصی کی اس کے سوا کوئی صورت نہ ہو کہ حق تعالیٰ شانہٗ ہی فضل فرمادیں اور ان کا فضل اسباب فضل سے وابستہ ہو اور ان کو حق تعالیٰ شانہٗ نے آپ پر منکشف بھی فرمادیا ہو تو پھر اپنی پوری قوت وہمت تو اسی پر صرف ہو کر جہاں بھی آپ حضرات نکل جائیں اسباب کے بارے میں ذہنیتیں بدل جاویں۔ اسباب

ظاہر یہ پر یقین کے بجائے اور اس کے علم پر عمل کے بجائے اسباب ایمانیہ پر یقین اور اس کا طریقہ سیکھ کر اس پر عملی اور انہماک کی فضائیں قائم ہوتی چلی جاویں. تمہاری اپنی مساعی تو نقد نکالنے کے لئے بہت ہی فکر و درد کے ساتھ وجود میں آئیں جتنا اپنے میں ان کے لئے فکر و بیقراری و محنت کی مقدار بڑھے گی خود بخود قلوب کو حق تعالیٰ شانہٗ اس کی طرف مائل فرماکر اقدام کی شکلیں پیدا فرماویں گے. حق تعالیٰ شانہٗ اپنے سب ہی احباب کے لئے انبیاء کرام کے عالی طرز کے جد وجہد میں سے حصّہ نصیب فرماتے ہوئے ان کی والی عالی نصرتوں کے دروازوں کو کشادہ فرماویں۔ آپ حضرات بھی اس عاجز و سب احباب کے لئے پوری طرح دعوات کا اہتمام فرماویں۔

فقط بندہ محمد یوسف غفرلہٗ

۲؍جمادی الثانی چہار شنبہ ۱۳۶۹ھ

ناقل. احقر محمد عیسےٰ فیروز پوری فی المدینۃ المنورہ.

۱۹؍رجب شنبہ ۱۳۶۹ھ

خط (۱۱) انفرادیت اور اجتماعیت اور خدائے لینے کی تدبیر

۷۸۶

تقریر یوسفی (رحمۃ اللہ علیہ) ۶؍جمادی الثانی بروز پیر ۱۳۶۹ھ

نحمدہٗ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم.

بھائیو دوستو!

بڑی وقت کی بات یہ ہے کہ اپنی غلط کاری کی بنا پر ہمارا ذہن انفرادی

ف یہ تقریر ایک دوست نے نظام الدین سے جہاز مقدس بندے کو بھیجی تھی۔

بن چکا۔ دین کے بارے میں بھی اور دنیا کے بارے میں بھی۔ یہاں کے بارے میں بھی اور آخرت کے بارے میں بھی ذہن یہ بن گیا کہ بس اپنی ذات والے حال میں لگا رہے۔ خواہ دین کا حال ہے یا دنیا کا اسی سے اپنا مسئلہ درست ہو جاویگا۔ حالانکہ شخصی احوال پر طاقت خرچ کرنے سے بلاو مصیبت کم نہیں ہوتی بلکہ اضافہ ہی ہوتا ہے۔ اجتماعی احوال کو جب تک ٹھیک نہ بنایا جاوے اس وقت تک شخصی حالات کا درست ہونا مشکل ہے۔ اگر اجتماعی زندگی کی خرابی پر کوئی اجتماعی مصیبت آپڑے تو پھر ہر کسی کی شخصی بھی بگڑتی چلی جاوے گی۔ اور اس کے برعکس اگر اجتماعی زندگی کو بہتر بنانے کی سعی کی جارہی ہوگی تو ایک ایک شخص کا انفرادی مسئلہ بھی بہتر ہوتا چلا آوے گا۔ جب کسی قوم ملک یا امت کا اجتماعی مسئلہ بگڑا ہوا ہو اور طاقت اس کی درستگی پر لگائی جاوے تو وہ اجتماعی بھی درست ہو جاتا ہے۔ اور ہر کسی کا شخصی پن بھی درست ہو جاتا ہے۔ ہمیں غلط فہمی ہوتی ہے کہ فلاں تدبیر کے نہ کرنے کی وجہ سے معاملہ بگڑا ہے۔ حالانکہ ہمارے ایک ایک کے مسئلہ کا بگڑنا اور بننا اجتماعی مسئلہ کے ساتھ ہے۔ ہاں اگر تھوڑے سے آدمی اجتماعی مسئلہ پر طاقت لگا دیں تو سب کے مسائل اجتماعی اور انفرادی درست ہو جاویں گے۔ اور اگر کچھ لوگ بھی پوری قوم میں سے اس کا فکر رکھنے والے نہ ہوئے تو اجتماعی کے ساتھ ہر کسی کا شخصی مسئلہ بھی بگڑ جاوے گا۔ اور سوائے حسرت و یاس کے کچھ حاصل نہ ہوگا۔ اجتماعی مسئلہ کے بگڑنے کی صورت میں اگر قوم کے اولیاء اللہ اس کے سدھار کے لئے راتوں کو رو رو کر بھی دعا کریں گے تو ان کی دعائیں بھی حالات کو بہتر نہیں بنا سکتی۔ اگر خدا تعالےٰ کے ہاں سے فیصلہ ہو جاوے کہ کسی ملک کے انسان بھوکے مریں تو اگر بھوک سے بچنے کے لئے ایک ایک شخص پوری طرح جان بھی کھپا رہا ہوگا تب بھی ایک ایک کر کے

بھوک سے ہلاک ہو جاوے گا۔ اپنی ذات کے مسئلہ میں لگ جانا ہی تو اجتماعی کے بگاڑ کا ذریعہ ہے۔ جوں جوں اپنی ذات کے لئے جان کھپاوے گا اسی قدر اجتماعی حالات بگڑتے جاویں گے۔ اور یہاں تک بگڑیں گے کہ احادیث میں آتا ہے کہ لوگ قبروں پر سے گذرتے ہوئے حسرت کریں گے کہ کاش ہم بھی قبروں میں ہوتے۔ آدمی آدمی کو کاٹ کر کھا جائے گا۔ یہ جب ہوگا کہ ہر کسی کا جذبہ جانوروں کی طرح صرف اپنی ہی ذات کے لئے ہو۔ ایسے انسان انسانوں کے جامے میں درندے ہوتے ہیں۔ اس وقت پریشانی اس وجہ سے ہے کہ وقت تو اجتماعی مسائل کیلئے قربانی دینے کا ہے اور کوشش اس بات کی ہی کر رہے ہیں کہ اچھا جنبنک دوکان چلتی رہے چلاؤ۔ یا زمین میں لگا جاوے لگے رہو۔ محض اپنے لگنے سے مسائل درست نہیں ہوتے بلکہ اللہ پاک ہی بگاڑتے ہیں اور وہ ہی بناتے ہیں یقین اس بات پر جمانا ہے کہ جس چیز پر اللہ پاک طاقت لگوانا چاہتے ہیں اسمیں لگنے سے تو مسائل ٹھیک ہوتے ہیں۔ اور جن مخلوقات پر انسان از خود طاقت خرچ کرتا ہے ان سے مسائل بگڑتے ہیں۔ انفرادی بھی بگڑتے ہیں اور اجتماعی بھی۔ طاقتیں جب مخلوق پر خرچ ہونے لگیں تو خدا کا غضب نازل ہوتا ہے اور نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ جو ایک دوسرے کے ہمدرد ہوتے ہیں وہ جان لیوا ہو جاتے ہیں۔ جس طرح چیزیں اللہ کی مخلوق ہیں اسی طرح حالات بھی اللہ کی مخلوق ہیں۔ سورج مخلوق ہے چاند مخلوق ہے۔ زمین و آسمان مخلوق ہیں اور سارے جانور بھی مخلوق ہیں۔ حالات چیزوں کی مخلوق نہیں ہیں۔ حالات مستقل طور پر اللہ کی مخلوق ہیں۔ یہ بات نہیں کہ اگر کسی نے چاہا تو امن کر دیا اور چاہا تو فساد کر دیا۔ نہیں بلکہ یہ احوال اللہ پاک کے لانے سے ظاہر ہوتے ہیں۔ جس طرح سورج اللہ کی مخلوق ہے اسی طرح وہ روشنی جو اس میں سے نکل رہی ہے وہ بھی اسی کی مخلوق ہے۔

جب چاہتے ہیں سورج سے روشنی نکالتے ہیں اور جب چاہتے ہیں سلب فرمالیتے ہیں۔ کسی ہتھیار سے آدمی نہیں مرجاتا۔ بلکہ جس طرح وہ اللہ کی مخلوق ہے اسی طرح موت بھی اسکی مخلوق ہے۔ جب اللہ پاک مارنا چاہتے ہیں تب موت وقوع میں آتی ہے۔ اسی طرح عزت و ذلت فقر و فاقہ وغیرہ سب اللہ پاک ہی کی مخلوق ہیں۔ ہمیں غلّہ سے پیٹ کا بھرنا نظر آتا ہے اور اسی طرح سے دوسری چیزوں میں غلط طور پر احوال کو دیکھنے کے عادی ہوگئے۔ اور غلط تخیل قائم کرتے ہیں۔ حالانکہ قرآن پاک میں صاف صاف ارشاد ہے کہ پانی ہم اتارتے ہیں، کھیتی ہم اگاتے ہیں۔ ایک عورت اگر خدا کی مخلوق ہے تو اس کے اندر میں جو بچّہ ہے وہ بھی اللہ ہی کی مخلوق ہے۔ مخلوق کسی وقت خالق نہیں بن جاتی۔ جو اوّل چیز کو بنانے والا ہے دوسری کو بھی وہی بناوے گا۔ کسی مخلوق کو مخلوق میں دیکھ کر طاقت خرچ ہوگی تو مسئلہ بگڑے گا۔ روٹی کھانے میں پیٹ بھرنا نہیں ہے۔

حضرت معاویہؓ فرماتے ہیں کہ روٹی کھاتے کھاتے میرا جبڑا دکھ جاتا تھا اور پیٹ نہیں بھرتا تھا۔

جو بھی کچھ ہے زمین سے لے کر آسمان تک اور جو موجود ہے اور جو آگے آنے والا ہے ساری ہی چیزیں اللہ پاک کی مخلوق ہیں اور سارے احوال بھی۔ تو بس جب کچھ لینا ہو اسکے لینے کے لئے اللہ پر ہی طاقت صرف کی جاوے۔ اگر خوف سے گھبراہٹ ہے تو بھی رابطہ اللہ پاک سے ہی پیدا کیا جاوے۔ جس خوف کو اللہ پاک سے ہٹاؤ گے وہ ہمیشہ کے لئے ہٹ جاوے گا۔ اگر مخلوق پر طاقت صرف کرکے کوئی خیر حاصل کی تو وجود تو اس کا بھی اللہ ہی کے پیدا کرنے سے ہوگا تاہم مخلوق کے واسطے سے آنے کی صورت میں وہ فانی ہوگی۔ جو شخص اللہ سے نہ لے بلکہ مخلوق سے لے اسے تو بہت ہی پچھتانا پڑے گا۔

اسلئے کہ جو مخلوق مخلوق میں سے آوے گی وہ فانی ہوگی۔ اور اس کے فنا پر حسرت و افسوس ہوگا۔ اور جو چیز اللہ میں سے آویگی وہ ہمیشہ کے لئے ہوگی۔ لاالٰہ الا اللہ، کا مطلب یہی ہے کہ تمام مسائل کو ایک ذات باری تعالےٰ سے ہی حل کرانا ہے۔ لہٰذا وہ تدابیر اختیار کرو جو اس سے لینے کی ہیں۔ اگر خدا تعالےٰ سے لینے کی تدابیر اختیار کی جاوینگی تو دنیا میں بھی ملے گا اور آخرت میں بھی۔ غیر خدا پر طاقت لگا کر ہم جو سمجھ رہے ہیں کہ چیزوں سے کچھ پیدا ہو رہا ہے تو اس میں شرک کی بُو آتی ہے۔ کوئی مخلوق اللہ پاک کے حکم کے بغیر کچھ کر ہی نہیں سکتی۔ قرآن پاک میں جگہ جگہ بتلایا گیا ہے کہ مخلوقات میں کچھ نہ سمجھے بلکہ عقیدہ رکھے کہ اللہ ہی کرنے والے ہیں۔ اسی کو توحید کہتے ہیں۔ جس طرح مخلوق سے فائدہ اٹھانے کی تدابیر ہیں اسی طرح خدا تعالےٰ سے لینے کی بھی تدابیر ہیں۔ سارے احکامات بعد کو آتے ہیں۔ پہلا حکم یہ ہے کہ اللہ پاک پر یقین پیدا کیا جاوے، اور اسی کو پیدا کرنے کے لئے انسانوں میں کوشش کی جاوے۔ اس سلسلے میں اگر تھوڑا سا یہاں خوف برداشت کر لیا جاویگا تو ہمیشہ کے خوف سے چھٹکارا ہو جاوے گا۔ تھوڑی سی بھوک و پیاس برداشت کر لی جاویگی ہمیشہ کی بھوک سے نجات مل جاوے گی۔ تھوڑا وقت بیوی بچوں کی جدائی میں گذریگا تو ہمیشہ کا ساتھ نصیب ہوگا۔

حضرات صحابہؓ کرام نے تھوڑے دن بھوک پیاس برداشت کی تو اس دنیا میں بھی بڑی بڑی سلطنتوں کے دبے ہوئے خزانے تک ان کے پیروں میں آپڑے۔ ضرورت ہے کہ ذاتی تاثر کسی چیز کا نہ رہے تب ہی ملک و مال کے فتنوں سے بچاؤ ہو سکتا ہے۔ اور اللہ کے لئے ہر کسی سے معاملہ کرنا آجاوے۔ جب روپیہ نہ ہو تو بھی متاثر نہ ہو اور جب روپیہ آجاوے تو اس سے بھی متاثر نہ ہو۔ ایسے ہی لوگ صالح ہیں جو مخلوق کا تاثر ختم کر دیں۔ غرضیکہ اس وقت کے بگاڑ

کی وجہ صرف یہی ہے کہ ہم سب جو اللہ پاک کے حکموں پر جان کھپانے والے ہوتے وہ مخلوق پر جان کھپانے اور اسی سے لینے کے غلط تصور کے عادی ہوگئے۔ اللہ کے حکموں پر جان کھپانے پر جس قدر اللہ کی مددوں کا یقین ہوگا اسی قدر غیب کے دروازے کھلتے چلے جائیں گے۔ اگر خدا کے دین کے لئے جان کھپانے والوں کی مقدار بڑھے اور اس پر یقین ہو تو چونکہ ساری مخلوقات خدا کی ذات سے وابستہ ہے ہماری مرغوبات ہوں یا مکروہات اللہ ہی کی طرف سے ہیں۔ جب یہ بات ہے تو دنوں کو پوری طرح مخلوق میں اللہ پاک کا یقین پیدا کرنے کے لئے ٹھوکریں کھاویں اور راتوں کو اسکی جناب میں پوری طرح گریہ وزاری سے دعائیں مانگیں تو انشاء اللہ ہر طرح کے اجتماعی وانفرادی احوال درست اور موافق ہوجاویں گے۔

ناقل احقر محمد عیسےٰ فیروزپوری
حال مقیم مدینۃ المنورہ۔ حجاز مقدس
۲۰ رجب یکشنبہ ۱۳۶۹ھ

خط (۱۲) امانتِ خداوندی کے حقوق کی ادائیگی

۷۸۶

مکرم ومحترم بندہ میاںجی محمد عیسیٰ صاحب وفقنا اللہ وایاکم لما یحب ویرضیٰ وثبتنا وایاکم علی ملت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم۔

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ،

حق تعالےٰ شانہ، کے فضل وکرم سے یہاں خیریت ہے۔ آپ کے خط کے ذریعہ آپ حضرات کے احوال مبارکہ سے اطلاع ہوئی، حق تعالےٰ شانہ، اس راہ کی مساعی کو اپنے احباب کے ذریعہ زندگی نصیب فرماویں اور اس راہ کے بھرپور

اجور سے مالا مال فرماویں اور سیئات کی ستاری اور خطاؤں کے ساتھ عفو و کرم کا معاملہ فرماویں۔ کسی امانت کے حقوق کی ادائیگی کا رواج ڈالنے کے لئے پہلے درجہ میں تو ساعی وجد وجہد اس لئے مطلوب ہیں کہ اس کا احساس اور اس کی طرف توجہ ورجحان پیدا ہو۔ اور جب حق تعالےٰ شانہٗ اس کی صورت پیدا فرماویں تو پھر پہلے سے زیادہ فکر اور جد وجہد مطلوب ہے۔ اس رجحان و توجہ کے عمل کی اعلیٰ شکل پر کے لئے اگر اس کی خصوصی کوششیں نہ کی جاویں تو یہ استقبال و توجہ عملی سے حجاب کا ذریعہ بن جاتا ہے۔

حق تعالےٰ شانہٗ اپنے کو اور اپنے احباب کو محض اپنے کرم وفضل و مراحمِ خسروانہ سے جس طرح وہ ابتک اپنے ساتھ معاملات فرماتے رہے وقت کے تقاضوں کے پورا کرنے کی پوری توفیق نصیب فرماویں۔ ایمان کے لئے جانوں کا کھپانا اور طریقۂ محمدیہ کی سرسبزی کے لئے عالم میں اپنی جانوں پر بھوک وپیاس وگرمی وسردی برداشت کرتے ہوئے ٹھوکریں کھانا ہی نامساعد احوال کے مساعد احوال کی طرف مبدل ہونے کا ذریعہ بنتا ہے۔ حق تعالےٰ شانہٗ اس راہ کی ترقیات اپنے سب ہی احباب کے لئے نصیب فرماویں۔ اس بات کے سننے کے کان پوری طرح منتظر ہیں کہ اہل عرب چلوں کے لئے اس امانت نبویہ کی سرسبزی کے لئے ٹھوکریں کھانے کے لئے نکل کھڑے ہوئے۔ ان کی ذاتوں میں جو خوبیاں ساڑھے تیرہ سو برس سے میراث کے طور پر چلی آرہی ہیں اور ان کے ماسوا کو ان میں سے بہت ہی تھوڑا حصہ نصیب ہوا ہے۔ ان کا عام فیضان کام کرنے والوں میں اسی وقت پیدا ہوگا جب ان مبارکین میں اس امانت کے لئے گھروں کے چھوڑنے کا چلوں کے لئے رواج پڑے۔ حق تعالےٰ شانہٗ نے دنوں میں محنت کرنے کا جو طریقہ حضرت رحمۃ اللہ علیہ کی فیوض وبرکات سے آپ حضرات کو

مرحمت فرمایا۔ اور راتوں کو ان سے منوا لینے کے جو رونے اور بلبلانے کے طریقے تمکو بتائے ان کے اختیار پر تو یہ چیز تھوڑی سی جم کر محنت کرنے پر ظہور میں آسکتی ہے۔ نضا کا تاثر اس مخلوق کا تاثر ہے جو ضعیف و عاجز و بےکس و بے بس و غیر مختار ہے۔ حق تعالیٰ شانہٗ سے متاثر ہوکر اونکو کرنے والا اگر دان کر اپنی محنت وجد وجہد کو ذریعہ اور اسباب کے طور پر اختیار کر کے پوری طرح ان کے سامنے رو کر وجود کے لئے دعائیں کرنے سے ان کی قدرت کے مظاہر و مناظر وجود میں آجاتے ہیں۔ آپ حضرات چلوں کے لئے پھرنے پھرانے پر آمادہ کرنے کی پوری طرح اس ہیئت کے ساتھ محنتیں کریں کہ حق تعالیٰ شانہٗ کو تمہارے احوال پر رحم آکر قلوب کے پلٹ دینے کا فیصلہ ہوجائے۔ اسی کی اپنی ذات سے کوشش کریں اسی پر اپنے سب احباب کو آمادہ فرمادیں۔

مکہ مکرمہ سے پیدل پہنچنے والی جماعت کی خبر سے بہت ہی مسرت ہوئی۔ حق تعالیٰ شانہٗ پورے عالم میں اس کی برکت سے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے طریقہ والی حرکت کو وجود و فروغ و سرسبزی مرحمت فرمادیں اور ان آنے والوں اور اپنے سب احباب کے لئے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت و اتباع اور آپ کے والے انوارات و جامعیت و کمالات سے استفاضہ کی پوری طرح صورتیں پیدا فرمادیں کاش اس نوعیت کی حرکت ہر اس جگہ تک آپ حضرات کی برکات سے پہنچ سکے۔ جہاں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اور ان کی ذات عالی سے کامل استفادہ والے حضرات صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے مبارک اقدام پہنچے۔ اور آجتک انکی روحانیت و انوارات امانت کے طور پر محفوظ ہیں اور اس طرز سے نثار ہونے والوں کے لئے آج تک استفادہ کے دروازے کھلے ہوئے ہیں۔ حق تعالیٰ شانہٗ کے لطف و کرم و فضل سے یہاں اس امانت کے استقبال و فروغ کے خصوصاً تمہارے علاقہ

میں بیّن آثار دکھائی دے رہے ہیں اور اسباب فضل میں سے تم احباب کا وہاں کی مساعی
میں مشغول ہونا بھی اعلیٰ درجہ میں ہے۔ پالن پور سے قریب میں پچاس کی مقدار
میں احباب اوقات لے کر آئے کچھ عشرہ گذار کر جا چکے بقیہ پندرہ بیس روز کیلئے
تمہارے علاقہ میں گئے ہوئے ہیں۔ بہار سے بھی ایک جماعت آ کر تمہارے علاقہ
میں گئی ہے۔ اب کے فرصت کے موقعہ پر کثرت سے احباب کے آنے کی توقعات
ہیں۔ آپ حضرات اس کی بہت ہی خصوصی دعائیں فرمادیں کہ حق تعالےٰ شانہٗ
اس موقعہ پر رشد وہدایت کے فروغ کی اور غیبی نصرتوں کے امت کے لئے دروازوں
کے کھل جانے کی صورتیں پوری طرح پیدا فرمادیں۔ آپ حضرات میں بھی اس وقت
خصوصیت کے ساتھ عمل کے انہماک اور توجہ الی اللہ اور یقین واعتماد کے
انکی ذات کے ساتھ بڑھانے کی کوشش فرمادیں۔ کلکتہ سے میانجی دین محمد صاحب
ڈیڑھ ماہ گذار کر خیریت کے ساتھ آچکے ہیں۔ پناہ گزینوں میں دین کی طرف توجہ
واستقبال کی اچھی صورتیں پیدا ہوئیں۔ مولوی ضیاء الدین صاحب ہفتہ عشرہ
کے لئے وہاں کے اس امانت کے تقاضہ کے ماتحت رک گئے۔ جماعت لے کر
آنے کا ارادہ ظاہر کیا ہے۔ مولوی یونس وقاری سلیمان وحافظ سلیمان و
مولوی حسن خاں وغیرہ احباب آگرہ میں پناہ گزینوں میں دین کی طرف متوجہ کرنے
اور اسباب ایمانیہ کے اختیار پر محنتیں کرنے کے رواج دینے کے لئے کوشاں
ہیں۔ حق تعالےٰ شانہٗ ان کی مساعی کی برکات سے امت محمدیہ مرحومہ کی ہر حرکت
میں دین کی دعوت وجد وجہد وتعلیم وتعلم واذکار وصلوٰت ومکارم اخلاق کی فضائیں
قائم فرماتے ہوئے دین کے فروغ کی خاصیتیں پیدا فرمادیں۔ فریدی ومنشی بشیر
ومولوی عبدالملک وغیرہ احباب آگرہ، علیگڑھ، مراد آباد، بریلی وشاہ جہاں پور
وسندیلہ میں اس امانت کے احیاء کے لئے گئے ہوئے ہیں۔ بدرالدین وحنیف ایک

جماعت کے ساتھ دہلی میں کوشاں ہیں۔ دوآبہ میں بھی احباب گئے ہوئے ہیں.
حق تعالیٰ شانہٗ ان احباب کی مساعی کی برکات سے امت میں ایمان ویقین کے پیدا ہونے صبر وتحمل واستقامت کی اس مایہ کے زندہ ہونے کا ذریعہ فرمادیں جن کے موجود ہوجانے پر ظواہر کی نامساعدت وناموافقت کے باوجود حق تعالیٰ شانہٗ کی طاقتِ غیبیہ ظہور پذیر ہوکر مناظر انحطاطیہ کے مناظر کو عروج وفروغ کیساتھ مبدل ہوجانے کا ذریعہ بنتی ہے۔ اسباب ایمانیہ کے اختیار کی توفیق بھی حق تعالیٰ شانہٗ کے ہاتھ میں ہے اور احوال میں خواص بھی اونہی کی مخلوق ہیں۔ آپ حضرات اپنے مبارک اسفار میں اور رات کے اندھیروں کے موقعوں پر بارگاہِ خداوندیہ میں بیت اللہ کے پردے پکڑکر بلبلاکر اور روکر حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے مبارک روضہ کے مبارک محبوب ترین منظر میں پوری طرح گڑگڑاکر اس بات کے لئے پوری طرح دعائیں مانگیں۔ حق تعالیٰ شانہٗ امت محمدیہ مرحومہ میں اسباب ایمانیہ کے اختیار کا تقاضہ وتوفیق اور ان کے انہماک واشتغال کے ذریعہ اپنی ذات پر ایمان ویقین واعتماد وتوکل پوری طرح نصیب فرمادیں اور جو بھی احوال ان کی ذات عالی سے اس عالم میں ظہور پذیر ہوں ان میں ایمان کی جڑوں کے قلوبِ امتِ محمدیہ میں پیوست ہونے کی اور رشد وہدایت کے فروغ پانے کی اور باطل والحاد وظلمت وعصیان کی جڑوں کے کٹنے کی پوری طرح اپنی شان بدیعیت سے خاصیتیں پیدا فرمادیں!

مولوی داؤد صاحب ومولوی ابراہیم صاحب ومیانجی محراب وشمش الدین وحافظ نصیب خاں ومیانجی نور محمد ومیانجی اللہ بخش ومولوی عبید اللہ ومولوی سعید خاں ومولوی عبد الرشید ومولوی معین اللہ ومولوی جمیل ومولوی موسیٰ ومولوی سیف الرحمٰن ومولوی عبد الرحمٰن وحاجی فضل عظیم ورئیس الدین محمد نور

ومنشی اللہ دتہ، مولانا امان اللہ صاحب وحاجی یوسف وحافظ صالح وکرم الٰہی، محمد سندھی ومحمد خیاط۔ ظہیر احمد و ماسٹر قاسم صاحبان سب ہی احباب کی خدمت میں سلام مسنون عرض فرماکر اس معروض کی طرف متوجہ فرماویں۔

مولانا اسعد صاحب کے اجتماع میں شریک ہونے سے بہت ہی مسرت ہوئی اگر ان کے ذریعہ وہاں کی کارگذاری حضرت مدنی مدظلہٗ تک آتی رہے اور انکے ذریعہ دعاؤں کی درخواست کا اہتمام فرماویں تو بہت ہی مناسب ہو۔ میرا ان کی خدمت میں بہت ہی سلام عرض کریں۔ حضرت مولانا عبدالغفور صاحب کی خدمت میں بہت سلام عرض کردیں۔ خیبر جماعت جانے کی خبر سے بڑی مسرت ہوئی۔ مولوی عبیداللہ صاحب کا کوئی خط بندہ تک نہ آسکا ان کی خدمت میں سلام کے بعد یہی تحریر فرمادیں۔

بندہ محمد یوسف غفرلہٗ

ناقل۔ احقر العباد بندہ محمد عیسیٰ عفی عنہٗ

۱۳ شوال ۱۳۶۹ھ بروز جمعہ

فی الجدہ۔ حجاز مقدس

خط (۱۳) انبیاء کرام کی تشریف آوری کا مقصد

۷۸۶

مکرمین ومحترمین بندہ وفقنا اللہ وایاکم لما یحب ویرضیٰ وثبتنا وایاکم علے ملۃ رسولہ ونصرنا ونصرکم وجمیع امۃ محمد صلی اللہ علیہ وسلم۔

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ۔

حق تعالےٰ شانہٗ کے لطف وکرم وفضل سے یہاں خیریت دین محمدی کی

سرسبزی کی جد وجہد وحرکت ونفر کی صورتیں فروغ پذیر ہیں۔ آپ حضرات کی مساعی کی خبروں سے مسرت ہوئی۔ حق تعالےٰ شانہٗ ایمان اور اس کی راہ کی ترقیات کے دروازے اپنے دوستوں اور ان کے ذریعہ پوری امتِ محمدیہ مرحومہ کیلئے پوری طرح کشادہ فرماویں۔ ہماری ذاتوں میں ایمان اور اسبابِ ایمانیہ کا اختیار وانہماک پیدا فرماویں اور اپنی ذات سے معیت اور نصرتِ غیبیہ کو پوری طرح اس امت کی طرف متوجہ فرماویں۔

میرے عزیز دوستو!

اس عالم کے اندر خرچ ہونے والی طاقتِ انسانیہ کے صحیح رخ پر معرفت وعلم کے مطابق خرچ ہونے پر پورے اہل عالم کے لئے ابدی رحمت وانعامات کے دروازے کھل جاتے ہیں۔ تمام انبیاء کرام کی تشریف آوری اسی لئے ہوئی کہ اس عالم میں حقائق کے منکشف ہونے اور غلط علم سے کھینچکر صحیح علم کے مطابق عمل پر ڈالنے کے لئے جانیں کھپائیں۔ اللہ رب العزت کی ذات عالی کے ماسوا جو بھی کچھ ہے وہ ان کی مخلوق ہے اور جو بھی مخلوق ہے وہ تغیر وتبدل وموت وحیات وتصرف وشدت وقوت وضعف وانحطاط وترقی سے عاجز اور ہر اعتبار سے غیر مختار ہے۔ ہر مخلوق جو باعتبار مشاہدہ کے ہو یا باعتبار حس کے یا باعتبار ظاہر کے ہو یا باطن کے وہ اپنی ذات کے بارے میں خالق کے تصرفات کی محتاج ہے۔ اور ہر حال وشے جس کا بھی ظہور ہو وہ براہ راست حق تعالےٰ شانہٗ کی شانِ خالقیت سے ہے۔ ہر مخلوق اپنی ذات کے بارے میں اور اس کے ذریعہ دوسری مخلوقات کے بارے میں خالق کی خِلقت وتصرف کی پوری طرح محتاج ہے۔ حق تعالیٰ شانہٗ اپنی شان خالقیت سے جو نسے ذرۂ حقیر سے جتنی اور جس جس نوع کی چاہیں مخلوقات کو خلقت ووجود مرحمت فرمادیں۔ غرض اونکا ماسوا اپنے استعمال کے بارے میں

ان کا پوری طرح محتاج ہے اور وہ جونسی مخلوق کو جتنی قسم کی مخلوقات کے لئے چاہیں
استعمال فرماویں یا جونسی مخلوقات کو چاہیں براہ راست خِلقت مرحمت فرماویں۔
مخلوق کے بارے میں اسی تأثر و یقین کے پیدا کرنے پر طاقت انسانیہ کا خرچ
مطلوب ہے کہ وہ مخلوق ہے لہذا اس پر طاقت کا خرچ فضول ہے۔ استفادہ
و تربیت کے نئے احوال کی تبدیلی اور کامیابی و سرسبزی کے لئے خالق کی ذات
پر طاقت کا خرچ اور ان کے حکم کی تعمیل کے ذریعہ ان کی ذات و صفات کا یقین
ہی تمام مخلوقات کے استعمال و تصرف کو مساعدت و موافقت کی طرف پلٹواتا ہے۔
جتنی بھی انسانیت کی مطلوبات و مرغوبات و مالوفات ہیں یا مکروہات ہیں وہ حق تعالیٰ شانہٗ
ہی کی مخلوق ہیں انکی ذات کے تأثر ذاتی کو ختم کر کے ان کے بارے میں ذات
باری تعالےٰ کی صفت خالقیت کا یقین کر کے ان کے حکم کی تعمیل کے انہماک
میں مکروہات والی مخلوقات سے ہمیشہ کے لئے حفاظت اور مرغوبات والی راہ کا ہمیشہ
کے لئے حصول ہے۔ تمام مخلوقات کا رابطہ وجود و تصرف و استعمال محض ذات
باری تعالےٰ کے ساتھ ہے۔ حق تعالیٰ شانہٗ نے اپنی ذات عالی سے استفادہ
کے لئے ہمیں احکامات مرحمت فرمائے جنکی صحیح تعمیل و انہماک پر حق تعالیٰ شانہٗ
کی ذات کی معیت اور ان کے اوصاف والے خزانوں سے ہمیشہ کیلئے بے نہایت
فیضان حاصل ہوتا ہے۔ حق تعالیٰ شانہٗ کی اعلیٰ ترین معیت اور انکی بے نہایت
نعمتوں کا اعلیٰ معیار کے ساتھ حصول یقین انسانیہ کے صحیح رخ پر پلٹ کر صحیح
طاقتوں کے خرچ کے رواج پانے کے لئے جانوں کے کھپانے اور عالم میں
ٹھوکریں کھانے کے احکامات ہیں۔ جتنا ان اوامر کی تعمیل و انہماک کے ذریعہ
بھوک و پیاس و گرمی سردی و خوف و ہراس و عزت و ذلت کا تأثر دور ہو کر اوامر
خداوندیہ کی تعمیل کے انہماک کے ذریعہ اپنے یقین کی مایہ ذات باری تعالےٰ کیساتھ

وابستہ ہوگی اور ان سے گڑگڑاکر اور بلبلا کر احوال عالم کے تغیر کیلئے دعاؤں کی مقدار بڑھے گی تو اس عالم کے احوال کو امن و عافیت وعزت ورحمت وانعامات کے ساتھ مبدل فرمادیں گے۔

میرے عزیز دوستو!

حق تعالےٰ شانہ، کی ذات عالی سے استفادہ کا یہی وہ راستہ ہے جس پر سلوک کے ذریعہ ہمیشہ کس مپرس انسانوں کے انتہائی احتیاج کے موقعوں پر انتہائی ظواہر کے غیر مساعدت وناموافقت کی فضاؤں میں انبیاء کرام نے صحیح جدوجہد ومحنت کے راستہ سے ان کی غیبی طاقتوں کے ظہور کے ذریعہ اس عالم کے تلاطم والے احوال میں سکون واطمینان ورشد وہدایت کے دروازے کھلوائے۔ آج اللہ رب العزت نے اہل عالم کے لئے انکی ظواہر اور مخلوقات پر جانیں کھپانے کے ذریعہ بجائے خالق کی ذات کے ساتھ روابط کے قیام کے مخلوقات کے ساتھ روابط کے قائم ہوجانے پر ان روابط کے خاکوں میں سے تمام مطلوبات ومرغوبات کی مردنی پیدا کر کے ان کے احوال کی مساعدت وموافقت کو اپنے احکامات کی تعمیل وسرسبزی وحیات پر ڈال دیا ہے۔ ایسے ہی اوقات میں ایمان کے لئے جانیں کھپانے کے ذریعہ ذات باری تعالےٰ کے ساتھ ہر تغیر وتبدل کا یقین کر کے رشد وہدایت کے فیضان اور طریقۂ ایمانیہ کی حیات کے لئے گڑگڑانے اور بلبلانے اور متفکر ہونے پر رجوع الی اللہ اور ترقیات ایمانیہ اور ایمان کی راہ کی سرسبزی کے عمومی دروازے اور طاقت غیبیہ کے ظہور کی عمومی صورتیں وجود میں آیا کرتی ہیں۔ حق تعالےٰ شانہ، نے ان اسباب کے اختیار کی عالی صورت اپنے احباب پر منکشف فرمادی ہے۔ اس راہ کی جانوں پر برداشت کرنیوالی صورتوں کے ساتھ محنتوں کو رواج دیتے ہوئے ایمان یقین والی دعاؤں کے ذریعہ

مددوں کے دروازوں کے کھلنے کا یقین اور اس کے لئے اضطراب و انتظار ہی رحمت خداوندیہ میں جوش پیدا کر کے رحمتہائے خاصّہ و عامّہ اور رشد و ہدایت کے عمومی خصوصی دروازوں کے کھلنے کا ذریعہ بنتے ہوئے اوصاف و کمالات انسانیہ کے وجود کے ساتھ امن و عافیت و رحمت و انعامات کے عمومی دروازوں کے کھلنے کا ذریعہ ہوگا۔

حق تعالےٰ شانہٗ اہل عالم کی اس عمومی ضرورت و احتیاج کے موقع پر اپنے احباب کو دنوں میں ایمان کے لئے ٹھوکریں کھانے کی پوری سعادت اور راتوں کو اپنے سامنے بلبلا کر رونے کی حلاوت پوری طرح نصیب فرماویں۔ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم جمیع اہلِ عالم کے لئے انتہائی رحمت و عافیت ایمان و رشد و ہدایت کا جذبہ لے کر تشریف لائے۔ آپ کے اور آپ کی فیضِ صحبت سے جہاں بھی آپ کے اصحاب کے اقدام مبارک پڑ گئے اسمیں پورے عالم کے لئے مرجع ہونے کی شان پیدا ہوگئی۔ آپ کے والے طریقہ پر آپ کی والی مبارک و عالی جگہوں پر منتسبین کرتے ہوئے بارگاہِ خداوندیہ میں گریہ و زاری سارے ہی عالم میں رشد و ہدایت ایمان و رحمت و عافیت و امن کے عمومی دروازوں کے کھلوانے کی اپنے میں طاقت لئے ہوئے ہے۔

حق تعالےٰ شانہٗ آپ حضرات کی برکات سے ان عالی دروازوں کو کشادہ فرمادیں اور اس کے لئے خصوصی جد و جہد اور اس کی صحیح شکل کے انہماک کی ہمیں توفیق نصیب فرماویں۔

بندہ محمد یوسف غفرلہٗ

ناقل۔ احقر العباد بندہ محمد عیسیٰ عفی عنہٗ

۱۳ر شوال المکرم ۱۳۶۹ھ بروز جمعہ فی الجدہ

حجاز مقدس

خط (۱۴) اُمت کے انحطاط کا سبب اور علاج

۷۸۶

مکرمین و محترمین بندہ اوام اللہ مجدکم و وفقنا اللہ وایاکم لما یحب و یرضے من القول والفعل والنیۃ والہدے۔

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔

حق تعالیٰ شانہ کا فضل وکرم ہے یہاں ہر طرح خیریت ہے۔ آپ حضرات کے خطوط سے اور آپ کے احوال سے مسرت ہوئی مگر ساتھ ہی اس کا بھی فکر[1] ہوا کہ ہمارا اپنا ذاتی نقصان اور اپنے ماحول کے محدود دائرہ کے احساس سے متاثر ہو کر مسرور یا متفکر ہو جانا کہیں ہماری نگاہوں کو پورے عالم اور پوری امت محمدیہ مرحومہ کے احوال سے اپنے ماحول کی معمولی سی عملی جھلکیوں پر ڈال کر پورے عالم کے احوال کے لئے اضطراب وبیچینی کی مایہ کو کھو کر پورے عالم میں پہنچ جانیوالی عملی تشکیلوں کے تقاضوں کو کھو نہ بیٹھے۔

میرے عزیز دوستو! ایسے وقت کا مسئلہ بہت ہی نازک ہے جبکہ ہم حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی مبارک امت کے بارے میں اجتماعی فریضہ کو کھو کر شخصی وذاتی فرائض کے اشتغال کو اپنا ذاتی فریضہ سمجھ بیٹھے ہو۔ ہمارا اپنے فریضہ کا امت کے بارے میں احساس کا فقدان ہی انکے انحطاط واضمحلال کا سبب واحد ہے۔ اپنے فریضہ کی کوتاہیاں مختلف شکلوں سے دوسروں کے فرائض کے رنگ میں محسوس کرنے کے ہم عادی بن چکے۔

میرے عزیز دوستو!

[1] حضرت کے خطوط سے میوات میں تبلیغی کام کی ترقی اور پھیلاؤ کی خبر پڑھ کر بندہ نے خوشی کا اظہار خط میں لکھ دیا تھا۔ اس پر حضرت والا نے اس خط میں متنبہ فرمایا ہے کہ یہ خوشی پورے عالم کے فکر کو کم نہ کر دے۔ فقط بندہ محمد عیسیٰ عفی عنہ۔

حالات اجتماعیہ وانفرادیہ ذات باری تعالیٰ سے اسی طرح وجود میں آتے ہیں جس طرح یہ عالم اور اس کے اندر کی چیزیں۔ روح کی طرح حالات کا فیضان ہے بدن کی طرح چیزوں کے وجود کا سلسلہ ہے مگر حق تعالیٰ شانہٗ نے دونوں جنسوں کے لئے اسباب مقرر فرمائے ہیں۔ حالات والے اسباب چیزوں کے وجود کا ذریعہ بن جاتے ہیں مگر چیزوں والے اسباب کا حالات کے وجود سے کوئی تعلق و رابطہ نہیں۔ چیزوں کے وجود والے اسباب و اعمال کے انہماک کا دنیا میں پوری طرح رواج ہو کر بلایا و مصائب و حوادثات کی شکلوں میں پوری طرح پورے عالم میں ظہور پذیر ہے۔ اور پوری جنس انسانی ان احوال کے لئے مضطرب و بیقرار ہے جو ان کے محبوبات و مرغوبات ہیں۔ حق تعالیٰ شانہٗ نے محض اپنے فضل سے آپ حضرات کو ان اوامر والے اسباب کی طرف متوجہ فرمایا جن کا احوال عالم و انسانیت کے ساتھ پوری طرح تعلق و رابطہ ہے۔ فرائض اسی لئے مرحمت فرمائے کہ پوری امت کے لئے خصوصاً اور تمام بنی نوع انسان کے لئے عموماً رحمت و عافیت و امن و اطمینان کے حالات وجود میں آجائیں مگر فرائض میں یہ صفت اسی وقت پیدا ہوتی ہے۔ جب انمیں انفرادی نوعیت کی بجائے اجتماعی نوعیت پیدا ہو۔ جس کے لئے جانیں کھپانے اور عالم میں ٹھوکریں کھانے کے اوامر مرحمت فرمائے۔ جتنا ان اوامر کی تعمیل کا انہماک زائد و چالو ہوگا فرائض و شعائر میں اجتماعی حیثیت پیدا ہو کر احوال عالم کی درستگی و رشد و ہدایت کے فروغ کی عمومی صورتیں انشاء اللہ العزیز پیدا ہوں گی۔ ہر فریضہ کے متوجہ ہونے کے وقت بقدر اسکے محل امر کے جد و جہد کے اوامر بھی امت کی طرف متوجہ ہوتے ہیں۔ جنکی تعمیل کے ذریعہ اس فریضہ کے عمومی استقبال و اشتغال کی نوعیت بھی مطلوب ہے اور منہاج نبوت پر اسکے تر و تازہ ہونے کیلئے تعلیم و تعلم و اذکار وغیرہ کی فضاؤں میں اُس امر کی تشکیل وجود میں آنیکا بھی مطالبہ ہے سو اگر اس فریضہ کے

بارے میں اس امر کی شان کے مطابق جد وجہد نقل وحرکت کے اوامر کی تعمیل کے زندہ ہوجانے کے لئے جانیں جھونک دی جائیں تو ایک طرف فرائض کے بارے میں جانیں کھپانے کی مردہ سنت زندگی کا رُخ اختیار کر کے حیات حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے اُجور درجات کے حصول کا ذریعہ بنتی ہے دوسری طرف خود اس فریضہ کے بارے میں ان اعلیٰ ترین درجات کے حصول کا دروازہ کھلتا ہے جو جانیں کھپانے اور جد وجہد کرنے والوں کے لئے مقدر فرمائے گئے ہیں. جن کا حصول اس کے بغیر ناممکن ہے اور ذات سے فرائض کا اشتغال وانہماک جتنی بھی اعلیٰ صفت کیساتھ وجود میں آجائے مگر تعدیہ والے فرائض کے انہماک والے درجات واجور کے مقابلہ میں ایک ذرہ کی سی بھی حیثیت نہیں رکھتا چہ جائیکہ نوافل کا اشتغال وانہماک جو فرائض کے اُجور درجات کے مقابلہ میں کوئی بھی حیثیت نہیں رکھتا.

میرے بزرگ دوستو!

رمضان المبارک کا عالی مہینہ آرہا ہے اسکی خیر وبرکات ساری امت کے لئے ہیں اس کے اوامر کی تعمیل کا مطالبہ ہر ایک سے ہے. استقبال وامتثال کی طرف رخ اگر پڑ جائے تو یہی حالات کی تبدیلی کا مہینہ ہے مگر رخ کے اس طرف ہونے کیلئے تو پوری جد وجہد کی محنت ومشقت کے برداشت کی کُڑھے ہوئے دلوں کے ساتھ عالم میں ٹھوکریں کھانے کی ضرورت واہمیت ہے. حق تعالٰے شانہٗ اپنے فضل سے اس کے عمومی جذبات وشوق کے زندہ ہونے کی صورت پیدا فرمادیں. رمضان المبارک کا مہینہ سطح حاضرہ سے انتہائی بلندی پر ڈالنے کے لئے آتا ہے جس درجہ عمل سے اس کا استقبال کیا جائے گا اتنی ہی اپنی سطح کی بلندی حق تعالٰے شانہٗ اپنے فضل سے فرمادیں گے. حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اپنی تشریف بری کے وقت جس عالی عمل وجہد پر چھوڑ کر گئے اس کے اشتغال وانہماک کے ذریعہ جتنا اس

اس عالی ماہ میں ترقیات کی جاسکتی ہیں اور اعمال کے ذریعہ والی ترقیات اسکے مقابلہ میں بہت تھوڑی ہیں۔ آپ حضرات پوری ہمت فرماکر پہنچنے والے حجاج میں پوری طرح اسکی کوشش کرتے ہوئے کثرت سے اس عالی مایہ دینِ محمدی صلی اللہ علیہ وسلم کو سرسبز کر دینے والی امانت کے استقبال وانہماک اور اس علاقہ میں دور دور جماعتوں کے بھیجنے کے عزائم اپنے میں پیدا کر کے حق تعالیٰ شانہٗ سے توفیق وطلب مانگتے ہوئے پوری طرح اپنے احباب کی اسکے لئے نقل وحرکت کو چالو فرمائیں. آنے والے حج کے فیوض وبرکات پورے عالم میں عام ہونے اور دینِ محمد علیہ الصلوٰۃ والسلام کی سرسبزی کیلئے فریضۂ حج میں جدوجہد کے اوامر کے زندہ ہوجانے کے لئے اس مبارک مہینہ کا انہماک استعداد وشرط کے طور پر ہے. اگر خدا نخواستہ اس فریضہ کی جدوجہد کے بارے میں خامی وکوتاہی ہوئی تو اسکے اثرات بیّن طور پر پڑیں گے. اور اگر آپ حضرات نے ہمتیں بلند کر کے اس ماہ کو پوری نقل وحرکت کی فضاؤں کے ساتھ گذارا اور دوسروں کا یہ ذہن بنانے میں کامیابی حاصل کی تو انشاء اللہ العزیز آنے والے حج میں اس امانت کے عالم میں پھیلنے اور پھولنے کی اعلیٰ اعلیٰ شکلیں آسانی سے پیدا ہوتی چلی جائیں گی. حق تعالیٰ شانہٗ کے فضل سے چلوں کیلئے جماعتیں یہاں سے جاری ہیں. بمبئی بھی جماعت آخری جہاز تک کے لئے جاچکی. پالن پور بھی آج ایک جماعت چلنے کے لئے گئی. میوات ودوآبہ سے بھی جماعتیں آرہی ہیں اور جارہی ہیں۔

آپ حضرات پوری طرح جدوجہد کو زندہ کرتے ہوئے پوری طرح اس امانت کی سرسبزی وفروغ کے لئے اور رشد وہدایت کے عمومی وخصوصی دروازوں کے کھل جانے کے لئے بلبلا کر اور گڑگڑا کر دعائیں فرمائیں۔ بندہ محمد یوسف غفرلہٗ

۲۰ رشعبان ۱۳۶۹ھ

ناقل احقر العباد بندہ محمد عیسیٰ عفی عنہ ۱۳ رشوال المکرم ۱۳۶۹ھ

بروز جمعہ فی الجدہ حجاز مقدس۔

خط (۱۵) مبلغین کیلئے شکر اور استغفار کی اہمیت

۷۸۶

الیٰ حجاز

مکرم محترم بندہ میاں جی محمد عیسیٰ صاحب وفقنا اللہ وایاکم لما یحب ویرضیٰ۔

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ،

خط کے ذریعہ مساعی خیر وصلاح کی خبروں سے بہت ہی زیادہ مسرت ہوئی۔ حق تعالیٰ شانہ نے اپنی گندگیوں اور خرابیوں کے باوجود ہمیشہ جن الطاف وکرم سے نوازا اس کا جتنا بھی شکر ادا کیا جاوے وہ بہت ہی تھوڑا ہے۔

میرے عزیز!

اپنی نسبت کے اعتبار سے بیشک جو کچھ ہو رہا ہے یہ شکر کا ہی متقاضی ہے۔ مگر جب کہ ہم تمام اعمال میں عملِ محمد علیہ الصلوٰۃ والسلام کو سامنے رکھ کر اسکی نسبت سے عمل کرنے اور مشابہت کے لئے کوشاں ہونے کے لئے مکلف قرار دیئے گئے ہیں اور ادنیٰ سے ادنیٰ عمل میں بھی ان کے ساتھ اعلیٰ سے اعلیٰ مشابہت کا اختیار طاعت اور اس کے خلاف معصیت ہے تو پھر اتنے عالی عمل میں جو تمام اعمال کی جڑ اور بنیاد اور تمام اعمال کی سرسبزی کو اپنے اندر لئے ہوئے ہے۔ جسکے اندر کا نقصان تمام اعمال کے نقص کے مرادف ہے اور اسکے اندر کی مشابہت تمام اعمال میں مشابہت کی طرف منبح ہے۔ کتنی زیادہ مشابہت واتباع کا ہم سے مطالبہ ہے اور اس کی طلب میں ہم سے دن رات کتنی کوتاہیاں ہو رہی ہیں۔ بہرحال اللہ تعالیٰ شانہ کی بارگاہ میں اپنے اس عمل کو ایک زبردست معصیت یقین کر کے گریہ وزاری وتوبہ استغفار ہی اس راہ کی ترقیات کے دروازوں کو

کھلوائیگا. حضرات صحابہ کی وہ عالی مساعی کہ جن کے انہماک میں کھانے پینے اور سونے جاگنے گھر بار کے سارے نظام درہم برہم ہوکر چوبیس گھنٹے دین کے لئے جانیں کھپانے تعدیہ وفروغ والا ایک ایسا نظام قائم ہوچکا تھا کہ ہر طاری ہونیوالا حال اس نظام عمل کو قوت ہی پہنچا رہا تھا. اور اس راہ میں تکالیف ومصائب میں فرحت کا احساس اور تعیّش وتنعم کی جھلکوں پر ندامت وگریہ وزاری کی عادت انھیں پڑ چکی تھی. جسکی برکات سے آجتک باوجود ہمارے انحطاط وتغافل وقعود کے ہر طرف دین کے وجود کی کچھ نہ کچھ جھلکیں ان حضرات کی برکات سے موجود ہیں.
بس اس ایک عالی دین کے لئے جانیں کھپانے اور عالم میں تسلسل کے ساتھ دین کے فروغ وسرسبزی کے لئے ٹھوکریں کھانے کی عمومی فضا کے قیام کو سامنے رکھ کر اپنے وجود سے صادر ہونے والے عمل کو اس سے موازنہ کرتے ہوئے اپنی گندگی وضعف کی نسبت سے شکر بھی ادا کیا جائے. محض آس ورجا کے قیام کے لئے اور توبہ واستغفار وندامت کی مقدار کو بڑھایا جائے. اصل عمل پر پہنچنے اور جتنی کوتاہی رہ گئی اسمیں شان عفو ورحم کے متوجہ ہونے کے لئے حق تعالےٰ شانہٗ اپنے احباب کے لئے ایسے طریق پر جانیں کھپانا آسان فرمادیں.
ہر چیز وعمل وطریق کا وجود صرف دعا سے ہے اور تمام اعمال ومجاہدات کی نوعیت اختیار اسباب کی سی ہے. سبب کے اختیار میں جتنی صحیح اور اعلیٰ شکل ہوگی اور اس کے لئے قربانی کی فضائیں قائم ہوں گی اتنا ہی حق تعالےٰ شانہٗ سے استعانت ودعوات کی استعداد کا وجود ہوگا. باقی رہا اس عمل کا وجود تو وہ اس استعداد کے ذریعہ پوری طرح گڑگڑا کر اور بلبلا کر رونے اور دعائیں مانگنے ہی پر موقوف ہے.
حق تعالےٰ شانہٗ کے فضل سے اس عالی امانت کے فروغ کی شکلیں محسوس ہورہی ہیں.

آپ حضرات خصوصی دعوات کا حد سے زیادہ اہتمام فرماویں۔ سب احباب
کی خدمت میں سلام مسنون عرض کرکے اس کی طرف پوری طرح متوجہ کردیں۔

بندہ محمد یوسف غفرلہٗ

سہ شنبہ ۷ ر ذیقعدہ ۶۹ھ

ناقل۔ احقر العباد بندہ محمد عیسےٰ عفی عنہٗ

۱۷ ر ذیقعدہ ۱۳۶۹ھ فی المسجد مدرسۃ الصولتیۃ

مکہ مکرمہ حجاز مقدس۔ عرب

خط (۱۶) حضورؐ کا خصوصی امتیاز اور حرمین کا اصل سرمایہ

۷۸۶

الی حجاز

مکرمین ومحترمین بندہ ثبتنا اللہ وایاکم علیٰ ملۃ رسولہ صلی اللہ علیہ وسلم وزادنا
وایاکم جداً وسعیاً فی سبیلہ وتقبل عنا وعنکم واسہل علینا وعلیکم من نعمۃ الظاہریۃ
والباطنیۃ والوقتیۃ والابدیۃ ووفقنا وایاکم لما یحب ویرضیٰ۔

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ۔

خطوط کے ذریعہ آپ حضرات کی مساعی کے احوال سے واقفیت ہو کر
مسرت ہوئی۔ حق تعالیٰ شانہٗ محض اپنے فضل وکرم سے حضور اکرم صلی اللہ علیہ
وسلم والی زندگی کو حیات وسرسبزی نصیب فرما کر تمام اعمال محمدیہ کو سرسبزی عطا
فرماویں۔ اور عام انسانوں کے قلوب کا حق وہدایت کی قبولیت کی طرف امالہ فرما کر
ہر طرح کے رحمت ونصرت واعانت کے دروازوں کو کشادہ فرماویں۔

میرے عزیز دوستو!

دین کے راستہ سے حالات کی درستگی کی صورتیں حق تعالےٰ شانہٗ کے یہاں بہت ہی پسندیدہ ہیں۔ پورے عالم اور اس کے اندر کی تمام چیزوں کی حق تعالےٰ شانہٗ کے یہاں ایک ذرہ کے برابر بھی حیثیت نہیں۔ ان اوصاف واعمال کے مقابلہ میں جن کو انبیاء کرام انسانیت کے فروغ وسرسبزی کیلئے لیکر آئے اور ان سارے اوصاف واعمال کے مقابلہ میں خود انبیاء کرام کی وہ مساعی جو قربانی اور جدوجہد جو ان اعمال کے انسانوں میں سرسبز ہوجانے کے لئے ان کی ذاتوں سے وجود میں آئیں۔ حق تعالےٰ شانہٗ کے یہاں امت کے سارے اعمال سے کہیں زیادہ وقیع وعظیم ہے۔ اس پر حق تعالےٰ شانہٗ کے بڑے ہی عالی دروازے رحمت ونصرت کے کھلتے ہیں۔ عام قلوب کے باطل سے حق کی طرف جہل سے علم کی طرف۔ بداخلاقیوں سے اخلاق کی طرف پلٹنے کی صورتیں اللہ رب العزت پیدا فرماتے ہیں۔ اور اتنی زیادہ پیدا فرماتے ہیں کہ انسان اسکے تصور کرنے سے بھی قاصر ہے اور بعد میں اسکی تحقیق سے بھی عاجز ہے۔ بس حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی اپنی خاص زندگی تو انبیاء کرام والی اس جدوجہد پر امت کو کھڑا کرنے کے لئے اپنی جان کو کھپا دینا ہے۔ اسی میں آپ تمام انبیاء کرام سے پوری طرح ممتاز ہیں۔ اور اسی عمل کے سامنے ساری کائنات کی تسخیر کے حق تعالےٰ شانہٗ کے وعدے ہیں۔ اور احوال عالم کے درست کردینے کی ذمہ داری ہے۔

میرے عزیز دوستو!

حق تعالیٰ شانہٗ کا بہت ہی بڑا کرم واحسان وفضل ہے کہ اس نے عام انسانوں کی انتہائی پریشانیوں کے وقت میں اپنے احباب کو صحیح راہ پر جان کھپانے کی صورت دکھلاکر اسکے فروغ وسرسبزی کے اثرات دکھلائے اور عام انسانوں کے حق کی طرف رجوع کی جھلکیں دکھلائیں۔ آپ حضرات پوری ہمتیں فرماکر اپنی مساعی

وجد وجہد میں ان عزائم وجذبات کی اپنے میں پیدا وار کرنے کی سعی کریں کہ ہر جگہ سے اس امانتِ عظیمہ وجلیلہ کیلئے جسکی سرسبزی پر پورے عالم میں ہدایت کے چشموں کے پھوٹ جانے کے آثار محسوس ومشاہد ہو رہے ہیں۔

میرے عزیز دوستو! اپنے میں عزیمت وجذبات کی بقدر اور اپنے میں درد وکرب وبے چینی کے ساتھ مساعی کے انہماک کی بقدر، دوسروں کے اٹھ جانے کی غیب سے اعلیٰ اعلیٰ شکلیں وجود میں آتی ہیں۔ آپ حضرات کو محض اپنے فضل وکرم سے حق تعالیٰ شانہٗ نے ایسی مبارک وعالی سرزمین پر پہنچا دیا جہاں کے اثرات پورے عالم پر پڑتے ہیں۔ اور ایسا عالی عمل مرحمت فرمایا جسکے خود کے اثرات پورے عالم اور اہل عالم پر پڑتے ہیں۔ اب آپ حضرات کی پوری توجہات ومساعی کے جذبات ونیتیں یہ ہوں کہ اس عالی امانت کی سرسبزی کے لئے اہل عرب اُٹھیں اور ان کے دین کی حیات کیلئے ملکوں میں ٹھوکریں کھانے کا رواج پڑے۔ اور پورے اہل عالم کے لئے ہدایت کی قبولیت کے دروازے اللہ رب العزت غیب سے کشادہ فرما دیں۔ ظاہری مساعی بھی اسی کی پوری طرح ہوں اور اللہ ربّ العزت کی بارگاہ میں پوری طرح بلبلا کر اسکے لئے دعاؤں کا بھی پوری طرح سے اہتمام ہو۔ آپس میں اصولوں کا مذاکرہ کا بھی اہتمام کریں اور ان پر عمل کرنے کی پوری طرح کوششیں کی جائیں۔ دنیا کی چیزوں سے بے رغبتی اپنے میں پیدا ہونے کا بھی پورا فکر واہتمام ہو کہ یہی حرمین مبارکین کا اصل سرمایہ ہے اور وہاں کی زمینوں میں یہی جذبات مدفون ہیں۔ جہد ومشقت وتنگی ترشی وفقر وفاقہ اللہ رب العزت کے لئے برداشت کرنے کی محبوبیت کے جذبات وہاں کے ایک ایک ذرہ میں موجود ہیں۔ اور دین کی سرسبزی وفروغ اور حق کے علو وتمکن فی الارض کی یہی جڑیں اور بنیادیں ہیں۔ حق تعالیٰ شانہٗ کے فضل وکرم اور آپ حضرات کی مساعی کی برکت سے پہلے سے بہت زیادہ اس

امانت کے فروغ کے اثرات ہیں۔ ایک جماعت پیدل کلکتہ پہنچ چکی اور بنگال پر اسکے بہت ہی اچھے اثرات پڑے۔ میاں جی موسیٰ و دین محمد و مولوی رحمت اللہ اب اس جماعت کو لے کر بنگال کے مرکزی مقامات پر گشت کر رہے ہیں۔ فریدی۔ میانجی محراب و نور محمد و حنیف کو بھی اب بنگال کے دورے کے لئے بھیج دیا ہے۔ حق تعالیٰ شانہٗ عام قلوب کے حق و ہدایت کی طرف پلٹ دینے کی صورتیں اپنے فضل سے پیدا فرماویں۔ دوسری جماعت پیدل کلکتہ کی طرف جارہی ہے جو بریلی تک پہنچ چکی ہے۔ ایک جماعت بنگال سے بھی پیدل آرہی ہے۔ اور ایک سائیکل کے ذریعہ یہاں آچکی ہے جو میوات میں گشت کر رہی ہے۔ ایک جماعت پیدل یہاں سے بمبئی کے لئے جس کے اثرات بھوپال کے اجتماع پر بہت اچھے پڑے۔ تین سو چار سو احباب نے نقد وقت دیئے۔ سو کے قریب احباب یہاں آکر میوات وغیرہ گئے۔ دو جماعتیں بمبئی و مدراس کی طرف چلیں اور راستہ کے علاقہ والوں نے نصرت کا پوری طرح ارادہ فرمایا۔ اور پوری طرح نصرت کی جارہی ہے اور ہر جگہ سے نقد ان کے ساتھ احباب نکل رہے ہیں اور جمعوں پر مرکزی جگہوں سے نصرت کیلئے احباب پہنچ رہے ہیں۔ بہت سی جماعتیں علاقہ بھوپال میں پیدل و سائیکلوں سے گشت کر رہی ہیں۔ بمبئی کے احباب نے بھی دہلی کے لئے پیدل جماعت نکالنے کا ارادہ کیا ہے۔ کچھ افراد کے نام آچکے ہیں۔ حج کے مسئلہ پر بھی بمبئی اور ہر جگہ کے امراء و ذمہ دار احباب سے گفتگو کی اچھی صورتیں ہوئیں۔ مالیگاؤں سے آج جماعت آنے کی اطلاع ہے۔ بمبئی کی ایک جماعت مستورات کی آکر دہلی میں کام کر کے سنبھل مراد آباد جا چکی۔ واپسی میں میوات کا نظام ہے۔ قرب و جوار میں جماعتوں کی آمد و رفت کا سلسلہ حق تعالیٰ شانہٗ کے فضل و کرم سے روزانہ ہی کثرت سے ہے۔

اب آپ حضرات اپنی خلوت و جلوت میں دعوات کا پوری طرح اہتمام فرماویں۔

اور وہاں کی عملی ترقیات سے یہاں کے کام کی تقویت کا باعث بنیں۔

سب احباب کی خدمت میں سلام مسنون عرض کردیں۔ اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم اور شیخین رضی اللہ عنہما کی بارگاہ میں صلوٰۃ وسلام عرض کردیں۔

بندہ محمد یوسف عفی عنہ

ناقل۔ احقر العباد بندہ محمد عیسیٰ عفی عنہ

خط (۱۷) اصل دین کیا ہے؟

الیٰ حجاز بنام جمیع احباب

از بندہ محمد یوسف غفرلہٗ

۸۶ء

مکرمین محترمین بندہ وفقنا اللہ وایاکم لما یحب ویرضیٰ من القول والعمل والنیۃ والہدیٰ۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ۔

حق تعالیٰ شانہٗ نے محض اپنے فضل وکرم سے ایسے وقت میں جب کہ عالمِ انسانیت اپنی ذات میں رذائل وگندگیوں کی پیداوار کی بنا پر سخت زلزلوں اور مصائب وبلایا میں مبتلا ہے اور ہر طرف پریشانیوں کے عمومی دروازے کھلے ہوئے ہیں۔ آپ حضرات کو انبیاء کرام کی اس عالی امانت کی طرف متوجہ فرمایا جس سے ہمیشہ انبیاء کرام کی مساعی وریاضت ومجاہدہ اور ان کے ذات باری تعالیٰ پر یقین واعتماد اور تضرع وزاری وتوجہ الی اللہ پر گندگیوں کی جڑیں کٹ کر عام انسانوں میں بھلائیوں کی جڑیں پیدا ہو کر حق تعالیٰ شانہٗ کے رحمت وانعامات کے دروازے کھلے۔ اور وہی کلمہ اور محنت کے وہی طریقے اور محنت وہمت

نے وہی جذبہ ہم امتِ محمدیہ مرحومہ کو مرحمت فرما کر اور اُن کی ذاتِ عالی پر اُسی یقین و اعتماد کا مطالبہ کر کے اور اُسی تضرع وزاری و توجہ الی اللہ پر اُن ہی تمام رحمت و نصرت و انعامات کے دروازوں کے کھول دینے کا وعدہ فرمایا جن کا انبیاء کرام سے وعدہ کیا جاتا تھا۔

میرے عزیز دوستو!

جس دین کے سیکھنے کے لئے آپ نے اپنے گھروں کو چھوڑا وہ یہی دین ہے جو خاص انبیاء کرام کی میراث ہے۔ اور جس پر حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ہمیں بہیئت اجتماعیہ اجتماعی اصولوں کے اتباع کے ساتھ چھوڑ کر گئے۔ انسان بالطبع مخلوق سے متاثر ہو کر اسکے بارے میں کچھ غلط یقین کچھ غلط بے بنیاد علم اور انکے مطابق غلط عمل پر پڑا ہوا ہے۔ جسکے اتباع پر اپنی ذات میں سوائے رذائل و گندگیوں کے پیدا ہو جانے کے اور کچھ حاصل نہیں۔ اور اس کا خمیازہ بھگتنے کے لئے دوزخ کا منظر ابد کے لئے کھلا ہوا ہے۔ مخلوق کے بارے میں جو بھی یقین و علم اپنے کو حاصل ہے اُسی کے اپنے میں سے نکالنے کے لئے اور اس سفلی و فانی یقین و علم کے بدلے اپنے میں صرف ذات باری تعالیٰ کا یقین و علم پیدا کرنے کے لئے جد و جہد و محنت کا کلمہ ہمکو مرحمت فرما دیا گیا تا کہ اسکی محنت کے ذریعے حق تعالیٰ شانہٗ کے اوامر کے اتباع کا جذبہ ہم میں پیدا ہو کر ان کے اوصاف و کمالات کا مظہر بنکر انکی ذات والے رحمت و انعامات کے عمومی دروازوں کے کھل جانے کا ہم ذریعہ بن جاویں۔ اور اس کا انعام ذات باری تعالیٰ کی رضا و معیت ہمکو ابد کیلئے حاصل ہو۔ اصل دین حق تعالیٰ کی مخلوق میں اونکی ذات کا یقین پیدا کرنے کے لئے یقین کیساتھ ایسے جان کھپانا اور ٹھوکریں کھانے کے طریقہ کو سیکھنا ہے جس پر نہ کسی مخلوق کا تأثر اثر انداز ہو نہ بھوک پیاس و بیماری و کمزوری و گرمی و سردی و عیش و عشرت وخوف و ہراس والی مخلوقات اُس کو متزلزل کر سکیں۔ مخلوقات سے صادر ہونیوالی

چیزوں کے موافقت کی طرف پلٹنے کی اصل صورت یہ ہے کہ اونکے تاثر کو اپنے میں سے نکال کر حق تعالےٰ شانہٗ کے اس امر کی تعمیل کی طرف متوجہ ہو جو انکی ذات عالی سے صادر ہو رہا ہے اسی امر کی تعمیل میں تمام مخلوقات کے سرنگوں ہو جانے کا حق تعالےٰ شانہٗ نے فیصلہ فرما رکھا ہے۔ امر کے ذریعہ وجود کا وہ رابطہ تحریک میں آجاتا ہے جو بندہ اور مولےٰ کے درمیان قائم فرما کر تمام مخلوقات کے موجودات کو اپنی ذات سے وابستہ فرما رکھا ہے۔ امر کی تعمیل سے اُس اللہ ربُ العزت کی معیت حاصل ہو جاتی ہے جن سے سارے موجودات کا سلسلہ چل رہا ہے۔ بس اسی کا یقین اور اس کے موافق انہماک و ٹھوکریں کھانا پوری مخلوقات کے لئے رحمت کے دروازوں کو کھلوا دیتا ہے۔

ایسے وقت جبکہ عام مخلوقات پریشانیوں میں پوری طرح مبتلا ہے اور خلاصی کی اس راہ کے سوائے کوئی صورت نہیں۔ اپنے احباب کی ذمہ داری حد سے زیادہ ہے۔ جہاں تک ہو سکے اپنی ذات والے ہر طرح کے جذبات کو کچلتے ہوئے اس جد وجہد وحرکت ونفر کے تعدیہ وفروغ کی شکلوں کو پوری طرح بڑھاتے ہوئے راتوں کو تنہائیوں میں پوری طرح بلبلا کر عام مخلوق کے لئے عموماً امت مرحومہ کے لئے خصوصاً پورے یقین واعتماد کے ساتھ دعاؤں کے مانگنے کا اہتمام فرما دیں تمام قلوب حق تعالےٰ شانہٗ کی دُو انگلیوں کے درمیان ہیں۔ اس کا پورا یقین کرتے ہوئے ہدایت کی طرف پلٹنے کی پوری طرح دعائیں فرما دیں۔ جتنا کھانے اور پینے کے بارے میں ایثار وہمدردی وسادگی کی آپ عادت ڈالیں اور مرغوبات ومالوفات کو اس راہ کی مکارہ وناگواریدگیوں کی محبت کی طرف پلٹنے کی مشق کرتے ہوئے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے مبارک صحابہ وانبیاء سابقین کے تکلیف اٹھانے کی جگہوں پر ان کی والی روحانیت ونور کے اکتساب کے حصول کے لئے ٹھوکریں

کھانے کی مقدار کو بڑھائیں گے اُتنا ہی اجابت کی عمومی شکلیں انشاء اللہ العزیز پیدا ہوں گی۔ ایک دوسرے کے حقوق پوری طرح پہچان کر اپنی ذات سے ماعلیہ کی ادائیگی کا فکر قلوب میں الفت کے بیج بوکر اس امانت کے فروغ وتقویت کا باعث ہوگا۔ حق تعالیٰ شانہٗ ہم سب کے لئے اپنی خصوصی رحمت وانعامات وتقرب کے دروازوں کو کشادہ فرمادیں۔

بندہ محمد یوسف غفرلہٗ

۳۰ رجمادی الاولیٰ دوشنبہ ۶۹ھ

ناقل۔ محمد عیسیٰ عفی عنہ فیروزپوری۔

خط (۱۸) حجاج میں دینی کام کی اہمیت

۷۸۶

الیٰ بمبئی

دمکرمین ومحترمین) مکرم ومحترم بندہ میانجی محراب، عیسیٰ ومنشی اللہ دتہ۔

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ۔

آپ حضرات کے خطوط موصول ہوکر کاشفِ احوال ہوئے۔ حجاج میں دینی زندگی کے زندہ ہوجانیکی جدوجہد کی شکلوں سے بہت مسرت ہوئی۔ حق تعالیٰ شانہٗ اسکو پورے عالم میں دین کی سرسبزی کے لئے جان کھپاتے ہوئے آنے اور جانیکا زندہ ہوجانیکا ذریعہ فرمادیں تاکہ جاتے ہوئے دین کیلئے جان کھپانے کے ذریعہ حرمین کے فیوض کے استفادہ کی استعداد پیدا ہو اور واپسی کی جدوجہد میں حرمین کی افادہ کی شکلیں زندہ اور سرسبز ہوں۔

میرے عزیزو اس عالی مقصد میں کامیاب ہونے کے لئے جتنی بھی اس عمل کے جذبات پیدا کرکے اوسکی اجتماعی شکلوں پر قابو پالیا جائے اتنا ہی آنیوالے دور میں حج کا معیار بلند ہوکر نہ معلوم اس وقت کے جان کھپانے والوں کیلئے

کتنے بے نہایت اجر و درجات کے حصول کا ذریعہ ہو گا. جانے والے حجاج خصوصاً میوات کے حجاج میں اس بات کی پوری سعی ہو کہ مروجہ طریقہ پر جانے کے انتشار سے اپنی پوری طرح حفاظت کرتے ہوئے اس طریق سے حجاز میں سفر اختیار کیا جائے جس سے وہاں کے علاقہ میں دین کا شیوع و فروغ ہو اور جانے والوں کو وہاں کی ترقیات ایمانیہ و روحانیہ میں سے پورا حصہ نصیب ہو. پیدل اسفار کی عملی شکلیں قائم ہونے پر ابھی سے قابو پانے کی کوشش کی جائے. اپنے احباب پیدل کیلئے متعین کرکے ان کے رفقار کے بڑھانے کی ابھی سے سعی ہو. حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم جہاں بھی تشریف لے گئے ان سب جگہوں کے لئے جماعتوں کے جانے کی تشکیلوں پر قابو پایا جائے اور صحابہ کرام نے جہاں دین کی حیات کے لئے ٹھوکریں کھائیں وہاں کے لئے بھی پوری طرح جماعتوں کے روانہ کرنے کی سعی کی جائے. تعلیم و تعلم و اذکار کے اہتمام پر پوری طرح آمادہ کیا جائے. حجاج کرام و اہل عرب کے حقوق کی ادائیگی کی طرف پوری طرح متوجہ کیا جائے. ایک گروہ اللہ رب العزت کا مہمان ہے اور مہمان کے ساتھ کی ذرا سی بھی بے عنوانی ناگواری کا باعث بن جاتی ہے. دوسرا گروہ حرمین کا پڑوسی ہے انکے ساتھ کی بے عنوانی بھی غضبِ الٰہی کی داعی ہے. حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی مبارک زندگی کی تخریب و بربادی و موت کا منظر سارے عالم میں بکھرا ہوا ہے. مگر حج کے موقعہ پر ساری امتِ محمدیہ کی زندگیوں کے طریقہ سمٹ کر محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے طریقۂ حیات کی موت کا منظر سب کے سامنے آجاتا ہے. اب درد مند اللہ اور ان کے محبوب رسول کیساتھ ذرا سا بھی تعلق رکھنے والوں کے اعلیٰ ترین تقرب و محبوبیت اور اطاعت و عبدیت کا عمل یہ ہے کہ اس منظر کی تبدیلی کے لئے اپنی جانوں کو پوری طرح جھونک دیں. دین کے لئے جان کھپانے کے عمل پر ان کو ڈالنے کے لئے پوری طرح سعی کی جائے. ان کو اپنے ساتھ لیکر اس مبارک

علاقہ میں ٹھوکریں کھانے کے ذریعہ اس کے اصولوں کے اخذ کی کوششیں پوری طرح کی جائیں۔ جزیرۂ عرب کو دین کی حیات کے لئے جان کھپانے کا مرکز قرار دے کر اسمیں طریقہ جہد کے سیکھنے اور سکھانے کا رواج ڈال کر ہر طرف دین کی حیات کیلئے ٹھوکریں کھانے کے لئے مقامی احباب کے ساتھ ملکر روانہ کرنیکا رُخ ڈالا جائے۔ اگر میواتی حجاج میں سعی کے ذریعہ ان میں ان شکلوں پر عمل میں مسابقت پیدا کرلی جائے تو انشاء اللہ العزیز دوسرے علاقہ والے بھی ان شکلوں کو اختیار کرنے لگیں گے۔ اپنے احباب کو اس معاملہ میں پوری سعی کرنی انتہائی ضروری ہے۔ الحمد للہ یہاں تھوڑی سی عملی اجتماعی صورتیں پیدا کر لینے پر ان میں بہت ہی عالی جذبات پائے جا رہے ہیں۔ خدا کرے آپ کی مساعی اس کے ازدیا و ترقی کا ذریعہ بنیں۔ میرے عزیز دوستو!

اس وقت کے احوال کی درستگی کے لئے پوری طرح اس عمل کیلئے جانیں کھپاتے ہوئے گڑگڑا کر بلبلا کر مواقعِ اجابت میں دعاؤں کا پورا پورا اہتمام کیا جائے۔ حق تعالیٰ شانہٗ نے طبعی اعمال کی فضاؤں سے آپ حضرات کو نکال کر عبدیت کے اعلیٰ ترین عمل کے لئے اعلیٰ ترین عمل کے موقع پر جمع فرمادیا۔ اب استعانت باللہ کی قوت کے بقدر ہی رحمت و انعامات و نصرت کے دروازے انشاء اللہ العزیز کھلیں گے۔ جسکے سارے ہی اہل عالم خصوصاً امت محمدیہ مرحومہ اور اہل ہند آج پوری طرح محتاج ہیں۔ آپ حضرات خصوصیت کے ساتھ عمل کے پورے انہماک کے ساتھ انتہائی دعوات کا اہتمام فرماویں۔ مولوی داؤد، حافظ نصیب خاں و حاجی حافظ حنیف بھی انشاء اللہ آرہے ہیں۔ دوسروں کے بارے میں بھی گفتگوئیں اور مشورے جاری ہیں۔ البتہ اپنی آمد کے بارے میں موجودہ احوال کی بنا پر اشکال ہے اور بظاہر امسال ناممکن ہے۔

بخدمت شریف میانجی محمد عیسیٰ تسبیحات کے اہتمام کو جاری رکھیں

دھیان بھی انشاء اللہ جمنے لگے گا۔ پاس انفاس کے سرور کو حق تعالیٰ شانہٗ مبارک فرمادیں۔ پاس انفاس کی مقدار کو آپ ضرور بڑھالیں اور ذکر کا آپ ابھی اہتمام رکھیں اسکو چاہے جہر کی بجائے خفی کر دیں۔ آپ جم کر تبلیغی مساعی میں اپنے کو پوری طرح منہمک رکھیں انشاء اللہ اسی کی برکت سے حالت بہتر فرمادینگے۔ فضائل نماز کے تنہائی میں دیکھنے کا بھی اہتمام فرمادیں۔

بندہ محمد یوسف غفرلہٗ
دوشنبہ ۱۱ر شوال ۱۳۷۰ھ
ناقل۔ محمد عیسیٰ عفی عنہٗ

خط (۱۹) تبلیغ میں دُعاؤں کا اہتمام لازم ہے

۷۸۶

الیٰ حجاز

مکرم و محترم بندہ جناب میانجی محمد عیسیٰ صاحب وفقنا اللہ وایاکم لما یحب ویرضیٰ۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ۔

خط موصول ہوکر کاشف احوال ہوا۔ مساعی خیر وصلاح کی خبروں سے مسرت ہوئی۔ حق تعالیٰ شانہٗ اس مبارک وعالی عمل کو اپنے احباب کی مساعی کے ذریعہ قوت وفروغ نصیب فرماکر دین محمد علیہ الصلوٰۃ والسلام کو سرسبزی وفروغ نصیب فرمادیں اور اہل عالم کے قلوب کو حق اور ہدایت کی طرف اپنے لطف وکرم وفضل سے مبدل فرمادیں۔

میرے عزیز!

انسانوں کی اپنی مساعی بمنزلہ اسباب ہیں۔ احوال کا وجود تو محض باری تعالیٰ کے امر ومشیت پر موقوف ہے۔ جتنا دین محمد علیہ الصلوٰۃ والسلام کی حیات

و سرسبزی کے لئے عالم میں جانیں کھپاتے ہوئے پھرنے اور بارگاہِ خداوندیہ میں قلوب
کے حق و ہدایت کی طرف پلٹ آنے کے لئے یقین کے ساتھ دعاؤں کا اہتمام بڑھتا
چلا جائے گا۔ قلوب کے حق کی طرف آنے کی غیب سے خود بخود صورتیں انشاء اللہ العزیز
پیدا ہوتی چلی آئیں گی۔ ایسے وقت جبکہ اس عالم کے احوال ظاہریہ غیر اللہ کے تاثر
کی طرف داعی ہیں اور اللہ رب العزت کی ذات کی طرف رجوع والے اعمال میں
ضعف بے انتہا ہے۔ اس عمل کے پورے انہماک کے ذریعہ اللہ رب العزت کی
بارگاہ میں ہدایت کے عمومی دروازے کھلجانے کے لئے پوری طرح گڑگڑا اگر
دعاؤں کا اہتمام کیا جائے اور اعمال اسلامیہ کی سرسبزی کی پوری طرح دعائیں
مانگی جائیں اور اسباب کے طور پر دین کی جدوجہد اور عالم میں حرکت کے صحیح نہج
کے ساتھ زندہ ہو جانے کے لئے پوری طرح جان توڑ کوششیں کی جائیں حق تعالیٰ
شانہٗ کے فضل و کرم سے باوجود بقرعید و فصل کی مشغولی کے جماعتوں کی آمد کا
سلسلہ جاری ہے۔ روزانہ ہی تھوڑی بہت جماعتیں دوآبہ و میوات روانہ کر دی
جاتی ہیں۔ عمومی جذبات دونوں علاقوں کے اس عمل کے لئے اوقات کی تفریغ کی
طرف بڑھتے چلے جا رہے ہیں۔ گوجر برادری کی جماعت چوبیس احباب کی آئی جن کو
انکی ہی برادری میں روانہ کیا گیا۔ جھوجہ و جاٹ برادری کی جماعتیں بھی آئیں گدی قوم
کی بھی جماعت نے وقت گذارا۔ قوموں کا رُخ حق تعالےٰ شانہٗ کے فضل و کرم
سے اس امانت کی طرف ہوتا آرہا ہے۔

آپ حضرات خصوصی دعائیں کریں کہ حق تعالےٰ شانہٗ دین کی حیات پر
جانیں صرف کرنے پر قوم وار اٹھنے کی صورت کو اپنے فضل و کرم سے زندگی نصیب
فرماویں۔ کیا ہی اچھا ہو کہ اپنے احباب کی وہاں کی مساعی ہر ملک سے آنیوالوں
میں دین کے احیاء کے لئے جانیں صرف کرنے کے لئے جماعتوں کو آمادہ کیا جائے

اور حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اور ان کے مبارک صحابہ کرام جن راستوں پر جانیں صرف کرتے ہوئے ابدی نعمتوں اور رحمت و رضوان کو حاصل کر گئے ہیں. انہیں راستوں پر جماعتوں کے روانہ کرنے کا پورا اہتمام کیا جائے تاکہ ان راستوں کے فیوض و برکات اور روحانیت و نوران پھرنے والوں میں منتقل ہونے کی صورتیں پیدا ہوں۔ آپ حضرات اُن راستوں کی نقل و حرکت کے اس طرز تبلیغ کے اصولوں کے پورے اتباع کے زندہ ہوجانے کے لئے پوری طرح توسعی فرماویں اور پوری پوری دعاؤں کا اہتمام فرماویں۔ یہاں کے احوال کی درستگی و اصلاح کے لئے بھی خصوصی دعاؤں کا اہتمام رکھیں۔ اہلیہ اور مولوی انعام اور ان کے بیوی بچے اور اپنی ماں اور ہمشیرہ و ہارون و طلحہ وغیرہ سب ہی کے لئے دعاؤں کا اہتمام رکھیں۔ یہ معلوم ہوکر انتہائی مسرت ہوئی کہ غریب محلوں میں تبلیغی حرکت بڑھا دی گئی۔ میرے عزیز! کیا عجب ہے کہ اس امانت کی تقویت کے لئے ایسی صورت پیش آئی ہو. غربا اس عمل کی قوت و جان ہیں۔ جتنا غربا میں اس عمل کا انہماک بڑھے گا اتنا ہی اللہ رب العزت کی رحمتیں متوجہ ہوں گی اور غیبی طاقتیں دین کے فروغ و سرسبزی کی طرف متوجہ ہوں گی۔

آپ حضرات غربا کی کس مپرسی کو پہچانکر انتہائی وقعت کے ساتھ ان میں دین کی حیات کے لئے جان کھپانے اور عالم میں پھرنے اور تحمل شدائد و مصائب کے محبوب ترین مناظر کے زندہ ہوجانے کے لئے خصوصی سعی کریں۔ اس ہی طبقہ کی نقل و حرکت پر صحبت کے مناظر کی جھلک پیدا ہوسکتی ہے. حق تعالیٰ شانہٗ کی خصوصی رحمت و نصرت کے دروازے کھل سکتے ہیں۔ ان میں مادہ عالم سے حفاظت کی بنا پر بہت سے جواہرات صحابہ محفوظ ہیں۔ اس نقل و حرکت کے ذریعہ انشاء اللہ العزیز ان کا جلا ہوکر مادی اقوام کے لئے اسوہ ہوجائیں گے۔ تکروی اور بدو حضرات کے اوقات دینے کے وعدوں سے بہت مسرت ہوئی۔ حق تعـ

شانہٗ اپنے فضل وکرم سے ان طبقات کو دین کے فروغ وسرسبزی کی دعوت میں اوّل صف کا مقام مرحمت فرماویں۔ آپ حضرات ان وعدوں کی عملی شکل پیدا ہو جانے کے لئے خصوصی سعی فرماویں اور دعاؤں کا پوری طرح اہتمام رکھیں۔ احباب کی مساعی کو اللہ رب العزت ترقی نصیب فرماویں اور ہر طرح کی ترقیات وتقرب کے دروازے کشادہ فرماویں اور اپنی نصرت ومعیت کو پوری طرح متوجہ فرماویں۔ سب احباب کی خدمت میں السلام علیکم ورحمۃ اللہ علیہ کے بعد اس عریضہ کو پیش فرمادیں۔ مولوی داؤد صاحب کو آپ حضرات کے گھروں پر روانہ کیا تھا ابھی انکی واپسی ہوئی سب جگہ حق تعالےٰ شانہٗ کے فضل وکرم سے خیریت ہے اور سب خوش وخرم اور تمہاری مساعی کے بار آور اور سرسبز ہو جانے کے لئے پوری طرح دعاگو خواب مبارک ہے حق تعالیٰ شانہٗ آپ حضرات کی مساعی کی برکت سے دین کو اس کے نہج اصلی پر زندگی نصیب فرماویں۔ کیا عجب خواب میں اسی طرف اشارہ ہو۔ ذکر کے بارے میں حضرت رحمۃ اللہ علیہ کے مبارک ارشاد کے بعد اپنی کیا رائے۔ البتہ واسطہ اور مفہوم ذکر کا تعیین ضروری ہے۔ اگر بارہ تسبیح کے بارے میں تعیین کے ساتھ فرمایا ہے تو اس پر عمل کریں ورنہ بقیہ اذکار کو طواف میں کریں اور بارہ تسبیح کا تنہائی میں بیٹھ کر اہتمام کریں۔ اور زیادہ بہتر تو یہی ہے کہ اسکو اہتمام سے الگ پوشیدہ طریقے سے کیا کریں۔ وہاں کے احوال کے بھی یہی زیادہ مناسب ہے۔ بقیہ اوراد واذکار کی مداومت اور تبلیغ کے کاموں کے ساتھ اسکے جوڑنے کی خبر سے بہت زیادہ مسرت ہوئی۔ حق تعالےٰ شانہٗ، تبلیغ کے پورے اہتمام وانہماک کے ساتھ ذکر واوراد کی پابندی کو اپنے دوستوں میں رائج فرماکر اس شعبہ کی ترقیات بھی پوری طرح سے نصیب فرماویں۔ بندہ محمد یوسف غفرلہٗ

شنبہ ۵ رذی الحجہ ۱۳۷۰ھ ناقل محمد عیسیٰ عفی عنہٗ فیروز پوری۔

خط (۲۰) پلاپٹی (مدراس) میں شادی کے موقعہ پر

۷۸۶

مکرم ومحترم بندہ معرفت جناب میانجی محمد عیسیٰ صاحب حاجی عبد السلام
پرلاپٹی. السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ،

آپ کے اس مبارک جذبہ کو معلوم کر کے حد سے زیادہ مسرت ہوئی کہ
آپ کے یہاں کی شادی سنت کے مطابق وجود میں آئے. حق تعالیٰ شانہٗ آپکے
اس مبارک عالی جذبہ کو پوری طرح قبول فرماتے ہوئے اپنے لطف وکرم وفضل سے
اسمیں برکتیں اور رحمتیں پوری طرح شامل حال فرماویں۔

میرے بزرگ اس شعبہ کا سنت کے مطابق ہونا بس اسی پر موقوف ہے
کہ اس فعل پر جو پیسوں کے خرچ اور کھانے پینے کی مجلس پر اجتماع ختم ہوجاتا ہے.
اور مجالس کا موضوع کھانے پینے کی دلچسپیوں سے زیادہ حیثیت نہیں رکھتا۔
ان آنے والوں کو دین پر جان ومال خرچ کرنے اور تبلیغ کے ذریعہ دین سیکھنے کیلئے
نکل کھڑے ہونے پر آمادہ کیا جاوے اور اپنی جتنی رقم نکاح کی فضولیات پر آج
خرچ کرنے کا رواج ہے. اتنی مقدار مال کو لے کر لڑکا لڑکی کے والد وغیرہ اللہ رب العزت
کے راستہ میں دین کی سرسبزی کیلئے نکل کھڑے ہوں. اور اپنے اس جذبہ
وشوق کو جسکو وہ شادی پر خرچ کرتے. اللہ کے دین کی سرسبزی کیلئے جدوجہد
پر صرف کریں. اور دوسرے شادی میں شریک ہونے والوں کو بھی اس بات
پر آمادہ کیا جائے کہ مسلم کی جان ومال کا موضوع ومقصد خواہشات پر خرچ ہونا نہیں
بلکہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے دین کی حیات وسرسبزی پر خرچ ہونا ہے۔ جتنا ہماری

جائیں اور مال کا خرچ دین کی حیات کے درد و فکر و جہد و سعی پر آتا چلا جائے گا دین کے سارے شعبے سنت کی شکل پر زندہ ہوتے چلے جائینگے۔

آپ کے اس اقدام کو حق تعالےٰ شانہٗ پوری طرح قبول فرماویں اور اس شعبہ کی اصلاح کا اس شادی کو ذریعہ فرماکر اس شعبہ سے متعلقہ رحمت و نصرت و انعامات و برکات کے دروازے جمیع اہلِ عالم کے لئے پوری طرح کشادہ فرمادیں۔ بندہ اس شادی کے مقبول و بابرکت ہونے کے لئے پوری طرح دعاگو ہے. مولوی رحمت اللہ کو ضرور بھیجا جاتا مگر یہاں کے اس کام کے تقاضوں کے ماتحت کہ جسکی برکت سے شادی کے شعبہ کے درست ہونے کی صورت اللہ رب العزت نے پیدا فرمادی ہے روانہ نہ کیا جاسکا۔ سینکڑوں کی مقدار میں احباب اس امانت کے فکر کو لے کر آرہے ہیں اور اپنی معہ متعدد ذمہ دار احباب کے اسی کے اجتماع میں سکھر روانگی ہو رہی ہے۔ اس لئے مقام کے کام کی سنبھال بہت اہم اور ضروری معلوم ہوتی ہے۔ آپ میانجی عیسیٰ وغیرہ احباب کو اور وہاں کی تبلیغی جماعتوں کو اسمیں شریک کرلیں انشاء اللہ مساعی خیر و صلاح کی برکت سے اگرچہ وہ افراد مجمع میں نہ ہوں جن پر ہماری نظریں ہیں۔ اللہ رب العزت کی مدد متوجہ ہوکر دارین کی کامیابی کا ذریعہ بن جاوے گی۔

مددیں اس وقت نازل ہوتی ہیں جب اشخاص پر نگاہیں نہ ڈالی جائیں اور اللہ رب العزت کے عمل میں اپنی بساط کے مطابق کوشش کرکے دعائیں مانگی جائیں۔

سب احباب کی خدمت میں سلام مسنون عرض کردیں۔ بندہ محمد یوسف غفرلہٗ

ناقل۔ محمد عیسیٰ غفرلہٗ

دوشنبہ ۱۸ رجب ۷۱ھ

خط (۲۱) تبلیغی اجتماعات کے بارے میں

۷۸۶

مکرم و محترم بندہ محمد عیسیٰ و مولوی رحمت اللہ صاحب۔

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ،

آپ صاحبان کے خطوط یکے بعد دیگرے تقریباً روزانہ ہی موصول ہوئے۔ وہاں کے کام سے جتنی خوشی حاصل ہوئی اسی قدر بے انتہا فکر بھی ہوئی جس کا اندازہ آپ حضرات کے خطوط سے بھی ہوتا رہا کہ آپ حضرات کو بھی حق تعالیٰ شانہ نے فکر عطا فرمائی ہے۔ حقیقت میں یہ کام رواج کے بالکل خلاف ہونے کی بنا پر مشکل معلوم ہوتا ہے۔ لیکن تھوڑی سی محنت و مجاہدہ کے بعد اس کے سادی اصولوں کی رعایت کرنے پر بہت ہی آسان ہے بلکہ رواجی طریقوں سے کرنے پر بے انتہا مشکلات پیدا ہو جاتی ہیں۔ اگرچہ بظاہر رواجی طریق میں سہولت نظر آتی ہے اس بنا پر اس بات کی اجتماعی طریق سے پوری کوشش فرمائی جاوے کہ کام منہاج نبوت سے ہٹنے نہ پائے اور اپنی سادگی کے ساتھ دن کی محنتوں اور رات کی دعاؤں کی مقدار بڑھتی چلی جائے۔

اس کام میں اجتماعات نہ بنیاد ہیں نہ مقصود۔ بلکہ اپنے نہج سے نہ ہونیکی بنا پر مضر ہیں۔ اس لئے ماہانہ اجتماعات بالکل نہ کئے جاویں۔ ہر جگہ مقامی اجتماعات ہفتہ واری اپنی نوعیت کے ساتھ یعنی پوری شب گذارتے ہوئے اور اوقات کا مطالبہ کرتے ہوئے کئے جاویں۔ اور جتنے آدمی اس وقت موجود ہیں ہر کام کو اجتماعی کریں۔ حتیٰ کہ سفر میں بھی یکجا رہنے کی بھرپور کوشش کی جاوے۔ جو لوگ ادھر (دہلی) ہو کر جا چکے ہیں ان سب کو جوڑنے کی کوشش کی جائے۔ غرباء

ومساکین میں کام کی مقدار بڑھائی جائے اگرچہ شروع میں مشکلات سامنے آئیں اور محنتیں کرنی پڑیں۔ ڈینڈیگل میں زیادہ نہ ٹھہرا جاوے بلکہ پوری جماعت خود نمبروں کی پابندی کرتے ہوئے غرباء کی بستیوں کا سفر کرے۔ فقط

بندہ محمد یوسف غفرلہٗ

۲ر رجب ۸۱ھ

بقلم بشیر احمد ناقل احقر محمد عیسےٰ۔

سہ شنبہ ۳ر شعبان ۸۱ھ

خط (۲۲) ایک خواب کی تعبیر

۴۸۶

الیٰ حجاز

مکرم ومحترم بندہ جناب میانجی عیسیٰ صاحب زادکم اللہ خیراً وجدانی سبیلہ۔

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ۔

آپ کے خطوط مفصل کارگذاریوں کے موصول ہوکر باعثِ مسرت ہوئے۔ حق تعالےٰ شانہٗ اس راہ کی ترقیات سے اپنے لطف وکرم سے اپنے سارے ہی احباب کو نوازیں۔ علماء حضرات کے اجتماع کی تفصیل اور نتائج کا علم نہ ہوسکا۔ اور حج سے پہلے امسال حجاج کے لانے کے لئے صرف ایک ہی جماعت جاسکی۔ حق تعالےٰ شانہٗ اس کو قبول فرماویں اور اس کے عالی اثرات مرتب فرماویں۔ اور آپ حضرات کو اسکی جزائے خیر عطا فرماویں۔ معلوم نہیں وہ بعض مغاربہ جو جدہ سے مکہ کے سفر میں آپ کے ہمراہ تھے۔ انھوں نے منیٰ میں اس کام میں شرکت کی یا نہیں اور آئندہ کے لئے کیا عملی شکل طے ہوئی۔ جن احباب سے کسی

درجہ میں عمل کے وعدوں کی صورت ہوجایا کرے اس کے ایفار کے لئے بھی ابتدائی دعوت سے زیادہ کوشش کیا کریں۔ اس سے عمل کے فروغ کی راہیں انشاء اللہ العزیز کشادہ ہوں گی۔ موانع اور دشواریوں کے باوجود مکہ معظمہ سے مدینہ منورہ کا پیدل سفر انتہائی باعث مسرت ہوا۔ حق تعالیٰ شانہٗ کی خوشنودی ورضا کے حصول کے لئے ظواہر کے خلاف اپنی جانوں پر تکالیف برداشت کر کے دین کی حیات وسرسبزی کے لئے ٹھوکریں کھانے پر رحمتہائے خداوندیہ جوش میں آتی ہیں۔ اور ہر طرح کے نصرت کے دروازے کھلجایا کرتے ہیں۔ حق تعالیٰ شانہٗ آپ کے اس سفر کو اس درجہ میں قرار دے کر ہر طرح کی نصرت کو اپنے فضل سے متوجہ فرما کر دین کی طرف رجوع کی پورے عالم میں صورت پیدا فرماویں اور حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے طریق پر آپ کے اعمال کو سرسبز فرماویں اور عام انسانوں کے لئے ہدایت کے دروازے کھولدیں۔ سور کا مرجانا انشاء اللہ بڑے شر اور بنیاد شرور وشرک کا ختم ہوجانا ہے۔ حق تعالیٰ شانہٗ اس کام کی برکت سے دین کو سرسبز فرماویں۔ اور غیر اہل دین میں اس کا استقبال فرماویں۔ اور "یدخلون فی دین اللہ افواجا" کے مناظر کو آپ کے ہاتھوں قائم فرماویں۔ سب احباب کی خدمات میں بہت بہت سلام مسنون کے بعد دعوات کی درخواست فرماویں۔

صفر کے پہلے منگل کو کیرانہ میں تبلیغ کا جلسہ ہے حق تعالیٰ دوآبہ کے کھڑے ہونے کا اسکو ذریعہ فرماویں۔

دعاؤں کا اہتمام رکھیں۔ فقط بندہ محمد یوسف غفرلہٗ

محرم ۱۳۷۵ھ

ناقل

احقر العباد بندہ محمد عیسیٰ عفی عنہٗ

خط (۲۳) تبلیغ اور سفرِ حج

۲۸۶

مکرم و محترم بندہ جناب میاں جی عیسیٰ صاحب۔ زادکم اللہ خیرا وجدانی سبیلہ۔

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔

آپ کے خطوط مفصل کارگذاریوں کے موصول ہوکر باعث مسرت ہوئے۔ حق تعالیٰ شانہ اس راہ کی ترقیات سے اپنے لطف وکرم سے اپنے سارے ہی احباب کو نوازیں۔

علماء حضرات کے اجتماع کی تفصیل اور نتائج کا علم نہ ہوسکا اور حج سے پہلے امسال حجاج کے لینے کیلئے صرف ایک ہی جماعت جاسکی حق تعالیٰ شانہ اسکو قبول فرماویں اور آئندہ کے لئے اس کے عالی اثرات مرتب فرماویں اور آئندہ کے لئے موانع وحجابات کے دور ہونے کا اس کو ذریعہ فرماویں اور آپ حضرات کو اس کی جزائے خیر عطا فرماویں۔ معلوم نہیں کہ وہ بعض مغاربہ جو جدہ سے مکہ کے سفر میں آپ کے ہمراہ تھے انھوں نے منیٰ میں اس کام میں شرکت کی یا نہیں اور آئندہ کے لئے کیا عملی شکل طے ہوئی۔ جن احباب سے کسی درجہ میں عمل کے لئے وعدہ وجذبہ کی صورت ہوجایا کرے۔ اس کے اپنانے کے لئے بھی ابتدائی دعوت سے زیادہ کوشش کیا کریں۔ اس سے عمل کے فروغ کی راہیں انشاء اللہ العزیز کشادہ ہوں گی۔ اور موانع اور دشواریوں کے باوجود غیب سے قبولیت اور فروغ کی راہیں کھلیں گی۔

مکہ معظمہ سے مدینہ کا سفر انتہائی باعثِ مسرت ہوا۔ حق تعالیٰ شانہ کی خوشنودی اور رضا کے حصول کے لئے ظواہر کے خلاف اپنی جانوں پر تکالیف برداشت کرکے دین کی

(نوٹ ۱) یہ خط بندہ کو اپنی پرانی ڈاک میں بعد میں ملا اس لئے نمبر نہیں ڈالا گیا۔

حیات و سرسبزی کے لئے ٹھوکریں کھانے پر رحمت ہائے خداوندیہ جوش میں آتی ہیں اور ہر طرح کی نصرت کے دروازے کھل جایا کرتے ہیں۔ حق تعالےٰ شانہٗ آپ کے اس سفر کو اس درجہ میں قرار دے کر ہر طرح کی نصرت کو اپنے فضل وکرم سے متوجہ فرما کر دین کی طرف رجوع کی پورے عالم میں صورت پیدا فرماویں اور حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے طریق پر آپ کے اعمال کو سرسبز فرماویں اور عام انسانوں کیلئے ہدایت کے دروازے کھولدیں۔ آپ کے خواب میں سُور کا مرجانا انشاء اللہ بڑے شرور اور بنیادِ شر و روشرک کا ختم ہو جانا ہے۔ حق تعالےٰ شانہٗ اس کام کی برکت سے دین کو سرسبز فرماویں۔ اور غیر اہل دین میں اس کا استقبال فرماویں۔ اور "یدخلون فی دین اللہ" کے مناظر کو آپ کے ہاتھوں قائم فرماویں۔ آمین ثم آمین۔

سب احباب کی خدمت میں سلام مسنون کے بعد دعوات کی درخواست فرمادیں۔ خود بھی دعاؤں کا اہتمام فرماویں۔ صفر کے پہلے منگل کو کیرانہ میں تبلیغی اجتماع ہے دعا فرماویں کہ حق تعالیٰ شانہٗ اسکو دوآبہ کے کھڑے ہونے کا ذریعہ فرماویں۔

محمد یوسف غفرلہٗ۔
یکم محرم ۸۱ھ

خط (۲۴) دعوت کی نزاکت اور اجتماعات کا ذہن

۷۸۶

مکرم ومحترم میاں جی محمد عیسیٰ زادکم اللہ خیراً وسعیاً فے سبیلہ۔

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ۔

آپ کے خطوط موصول ہوئے احوال سے آگاہی ہوئی حق تعالےٰ شانہٗ

کی طرف سے جو پیش آتا ہے بندہ کے لئے بے نہایت خیریں مضمر ہیں بشرطیکہ اپنے رب کے ساتھ اپنے گمان کو اچھا رکھتے ہوئے ان کی رضا کے حاصل کرنے کے لئے ان کے دین کی سرسبزی پر اپنا جان و مال پوری طرح خرچ کرتے ہوئے اپنے احوال میں ان سے مدد چاہتا رہے اور اپنے ضعف و عجز کا اعتراف دل سے کرتا رہے۔ جن تقاضوں پر آپ کو روانہ کیا گیا ہے اُن میں مستعدی اور توجہ سے لگے رہیں۔ ایسا نہ ہو اپنی توجہات کا انتشار اصل عمل کے سطحی ہونے کا ذریعہ بن جائے۔ اجتماع سے پہلے آپ معہ مولوی داؤد صاحب و مولانا رحمت اللہ صاحب و خلیفہ اسمٰعیل صاحب اجتماعی مشاورت کے ذریعہ علاقہ میں ایسی کوشش کریں کہ اوقات کی تفریغ اصولوں کے اتباع اور ترک وطن کا اور اس کام کو نازک سمجھ کر اس کے سیکھنے کا رخ پڑ جائے ورنہ نفس اجتماعات کا ذہن اور نقل و حرکت کا ذہن بغیر دین سیکھنے اور اللہ رب العزت کے حصول کو مطلوب بنا لینے کے سراسر فتنہ ہی فتنہ ہے۔ آپ حضرات اس کا بہت ہی فکر فرماویں۔ کوشش بھی پوری کریں اور دعائیں بھی۔

مولوی داؤد وغیرہ کا ویزانہ بڑھنے کا رنج ہوا۔ حق تعالےٰ شانہٗ اس کا بدل فرماویں۔ کل کی ڈاک سے ان کی واپسی معلوم ہوئی۔ بہرحال ابھی آنے میں جلدی نہ کریں بلکہ وہاں پہنچنے والی جماعت سے کام لیں۔ یہاں بھائی جمیل و میاں جی موسیٰ و مولوی نور محمد کلاں و حاجی احمد بمعہ جماعت حیدرآباد پور بالیان کی مدراس جانے کے وعدہ کرنے والوں کو لینے کے لئے گئے ہیں اللہ رب العزت کامیاب فرماویں۔ مولوی عبید اللہ صاحب کی طبیعت بہت زیادہ خراب ہوگئی تھی اب قدرے افاقہ ہے۔ ان کے لئے دعا فرماویں اور اپنے سب احباب کیلئے بھی۔ بندہ محمد یوسف غفرلہٗ

ناقل۔ احقر العباد بندہ محمد عیسیٰ عفی عنہٗ

خط (۲۵) پردہ کی اہمیت

۷۸۶

مکرم و محترم بندہ جناب میاں جی عیسیٰ صاحب زادنا وایاکم جداو سعیا فی سبیلہ

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ،

خط موصول ہو کر کاشف احوال ہوا حالات کی خبر سے رنج ہوا حق تعالیٰ شانہٗ ہر طرح کی صحت و عافیت آپ کے اور آپ کے گھر والوں کے مقدر فرماویں اور دارین کی ترقیات و انعامات اپنے فضل و کرم سے تمہیں اور تمہاری برکت سے ہم سب کو نصیب فرماویں۔

پردہ کا اہتمام تو جتنا بھی ہو سکے اسمیں کمی نہ کی جاوے بلکہ دوسروں میں بھی پردہ کی اہمیت بٹھانے کی کوشش کی جائے اور قوم میں اس کے رواج پانے کی تدابیر بھی سوچی جائیں اور دعائیں بھی کی جائیں۔ بے پردگی شریعت کے خلاف ہے اور جو چیز شریعت کے خلاف ہو اسمیں سراسر نقصان ہی نقصان ہے حق تعالیٰ شانہٗ ہم سب کو ان نقصانات سے محفوظ فرماویں۔ آپ اس کیلئے وہاں والوں سے مشورہ کر کے ضرور صورت نکالیں اور بے پردگی پر ہرگز راضی نہ ہوں۔ باہر نکلنے کی ضرورت گاؤں والوں کے سامنے رکھ کر ان سے ہی اس اہمیت کے ماتحت بعد کی نگرانی اور خیر خبر کی صورتیں اختیار کرائی جائیں اور اپنے آنے میں عجلت کریں۔ اس مسئلہ کی بنا پر زیادہ وقت صرف نہ کریں بلکہ ضرورت کے مطابق ہی ٹھیریں۔ عشر کے بارے میں مفتی صاحبان کی طرف رجوع کریں۔

بندہ محمد یوسف عفرلہٗ

بقلم بندہ بشیر احمد عفی عنہٗ بعد سلام مسنون دعا کی درخواست ہے۔

ناقل۔ محمد عیسیٰ عفی عنہٗ۔

خط (۲۶) خط بنام خواص اہل میوات دینی دعوت اور رمضان

۷۸۶

مکرمین ومحترمین بندہ۔

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ‘

حق تعالیٰ شانہٗ نے اپنے لطف وکرم اور فضل سے ہم امت محمدیہ مرحومہ کو اپنی ذات عالی سے بے نہایت ابدی انعامات حاصل کرنے کے لئے حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے ذریعہ جان ومال خرچ کرنے کا مخصوص طریقہ عطا فرما کر اس کی سرسبزی کے لئے جان کھپانے عالم میں پھرنے اور دونوں جہاں کی کامیابیوں کو دین کی سرسبزی کے لئے جان کھپانے اور مال خرچ کرنے کے ساتھ وابستہ فرماکر ہمارے لئے اس زمانہ میں اس کی آسان ترین صورت چالو فرماکر اسکی برکات اور نصرتیں بارہا مشاہد کرادیں۔ اب جتنا بھی ہماری طرف سے اس نعمت کا استقبال ہوگا ہماری جانیں اللہ رب العزت کے راستے میں نکل کھڑی ہوں گی اور زیادہ سے زیادہ مالیت کے خرچ کی نسبت اس عالی عمل کی طرف قائم ہوجائے گی اتنا ہی حق تعالیٰ شانہٗ کی رحمت ونصرت اور ہدایت کے دروازے اہل عالم کے لئے کھل جائیں گے۔ اور معلوم نہیں وہ مبارک انسان جنکی جانی ومالی قربانی کی بنا پر اہل عالم کے لئے حق کی ہدایت واتباع کا دروازہ کھلا کتنے تقرب ودرجات کو حاصل کریں۔ اور کتنی بے نہایت نیکیاں ان کے حساب میں لکھی جائیں۔ خصوصاً ایسے وقت جبکہ رمضان المبارک کا عالی مہینہ شروع ہورہا ہے اور باعتبار دنیوی اعمال کے اس کا دوسرے مہینوں پر کوئی امتیاز نہیں جتنا دوسرے

مہینوں میں خواہشات پوری کی جاسکتی ہیں اتنا ہی اس مہینہ میں بھی ان کو پورا کیا جاسکتا ہے۔ البتہ اعمال ایمانیہ روحانیہ قرانیہ کے اعتبار سے یہ ایک مہینہ سینکڑوں مہینوں کے برابر ہے۔ عمل کے اعتبار سے تو ایک ہی مہینہ کے عمل کرنے پڑتے ہیں مگر درجات وثمرات کے ترتب کے لحاظ سے سینکڑوں ہزاروں مہینوں میں اعمال الٰہیہ کے انہماک پر جو انعامات مرتب ہوتے اور اللہ کی رحمتیں متوجہ ہوتیں وہ اس ایک مہینہ میں حاصل ہو جاتے ہیں۔ نوافل فرائض کے درجہ میں زیادہ کر دیئے جاتے ہیں۔ فرائض ستر گنے کر دئے جاتے ہیں۔ قدسی اور روحانی طاقتوں کا رُخ اہل عالم کی طرف کر دیا جاتا ہے۔ غروب شمس سے اجابتِ دعا کے دروازے کھول دئے جاتے ہیں۔ جنت کو مزین کر کے اُسکے دروازے مؤمنین کے لئے کھولدئے جاتے ہیں۔ جہنم کے دروازے بند کر دئے جاتے ہیں۔ گویا یہ مہینہ غضب کے مظاہرے کی بجائے اللہ رب العزت کے رحمت وانعامات کے مظاہرے کا مہینہ ہے۔ اس میں چھوٹی سے چھوٹی نیکی بڑے بڑے انعامات کا ذریعہ بن جاتی ہے۔ پھر اس عالی عمل کے درجات وانعامات کا کیا کہنا جس سے ساری ہی نیکیاں سرسبزی وفروغ پر پڑ جاتی ہیں۔

میرے عزیز دوستو!

یہ دنیا محنت کی جگہ ہے۔ بہت مبارک ہیں وہ انسان جنکی محنتیں حق تعالیٰ شانہٗ کے یقین ومحبت واطاعت پر جان ومال کے عمومی خرچ کے زندہ ہونے کا ذریعہ بن جائیں۔ آپ حضرات ہمت فرما کر اپنی جماعت بنا کر اس مردہ سنت کے زندہ ہونے کے لئے نکل کھڑے ہوں۔ ہر گاؤں سے ایک جماعت دوسرے صوبوں کے لئے زیادہ سے زیادہ خرچ کے ساتھ نکالنے کی سعی کریں۔ ایک اپنے ماحول کے علاقہ کے لئے پنجکوسوں کے گشتوں کے تین تین دن یا اس سے زیادہ کے لئے بھی جماعتیں نکالیں۔ مقامی گشتوں پر پورا زور دیں۔ روزانہ کی تعلیم

وتسابیح کے زندہ ہونے کے لئے بھی پوری پوری سعی فرماویں۔ روزوں کی اہمیت پوری طرح ذہن نشین کریں۔ وقت کے فریضہ کا ٹھکرانا بڑی نعمتوں سے محرومی اور خسران کا ذریعہ بنتا ہے۔ زکوٰۃ اور حج کی طرف بھی اہل علاقہ کو متوجہ کریں۔ اور اس سب کی جان باہر نکلنے اور نکالنے کو قرار دیں اور وقتی فانی مشاغل کو اتنے عالی عمل سے ہرگز حجاب نہ بننے دیں۔ اور جب تک جماعت گاؤں سے نہ نکال دیں آگے بڑھنے کو ضروری قرار نہ دیں۔

بندہ بعض وجوہات کی بنا پر اجتماعی آراء کی بنا پر نہ آسکا۔ مگر اللہ رب العزت کا کام کسی ذات پر منحصر نہیں۔ اگر آپ سب ہمت کر کے اللہ رب العزت پر بھروسہ کر کے محنت کریں گے تو انشاء اللہ تعالیٰ میری آمد سے بہت زیادہ نفع ہوگا۔ آپ اپنی محنتوں کے حق کو پوری طرح ادا کر کے دکھلاویں۔ پرانے احباب کی جماعتیں بنا کر سارے حلقوں میں کوشش کا نظم ضرور کریں۔

بندہ محمد یوسف غفرلہٗ

ناقل

احقر العباد بندہ محمد عیسیٰ عفی عنہٗ

خط (۲۷) دین کی سرسبزی کے لئے قربانیاں

۷۸۶

من محمد یوسف۔ مکہ مکرمہ

سعودی عرب۔ ش ۱۳۸۴۔۷۔۵ھ

مکرمین ومحترمین بندہ۔

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ

میرے دوستو اور بزرگو!

اللہ رب العزت کا بہت ہی بڑا لطف و کرم ہے کہ اس نے ہم امت محمدیہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنی ذات عالی سے استفادہ کے لئے اور ابدی اور بے نہایت انعامات کے حصول کے لئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا دین عطا فرما کر اور اسکی سرسبزی و فروغ کے لئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا طریق جہد عطا فرما کر اپنی نعمتوں کو تام اور اپنے دین کو ہمارے لئے مکمل فرما دیا۔ اب جتنا بھی اس امت مبارکہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے طریق حیات کے قیام کے لئے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے طریق پر محنتیں وجود میں آئیں گی آپ کے والے دین کی سرسبزی کی عمومی صورتیں پیدا ہوتے ہوئے اس عالم کی جزوی نعمتوں اور مددوں کے دروازوں کے کھلنے کے ساتھ ابدی بے نہایت نعمتوں کے اور کامیابیوں کے دروازے کھلتے چلے جاتے ہیں۔

آپ حضرات پر کتنا بڑا کرم و فضل ہے کہ اس نے ایسے وقت میں جبکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے طریق محنت کے ذریعہ استفادہ کی راہیں ہماری زندگیوں میں ضعف پذیر ہیں اور مادی اور فانی حقیر راستے زندگیوں کے کامیاب بنانے والی محنتوں میں مرجعیت اختیار کر چکے ہیں۔ آپ کو ان عالی راستوں کے چالو ہونے کے لئے محنت کی صورت عطا فرما دی۔ سو اگر اس پر قربانیوں اور محنتوں کے ذریعہ اسکی شکل کو تعلیم و تعلم کے ساتھ اللہ رب العزت کے ذکر و دعاؤں کی فضائیں قائم کرتے ہوئے اللہ رب العزت کی مددوں اور تصرفات خصوصی پر یقین کرتے ہوئے محض اپنے رب کو راضی کر لینے کی نیت سے چھوٹے بڑوں کے حقوق کی ادائیگی کے ساتھ اور ان کی مقرر کردہ نسبتوں کے حقوق کو ادا کرتے ہوئے اللہ رب العزت کے راستے میں پھرنے کی اور دوسروں کو اس راستے میں پھرانے کی مردہ سنت کے زندہ

ہو جانے کے لئے پوری محنتیں کرتے ہوئے اور اپنے اپنے ذاتی تقاضوں کی قربانیاں پیش کرتے ہوئے اللہ رب العزت کی بارگاہ میں فرائض کے بعد اور رات کی اندھیریوں میں اور اس کام کی ابتدا اور انتہا میں ہدایت کے عمومی دروازوں کے کھل جانے کے لئے دعائیں گڑگڑا کر بلبلا کر مانگی جائیں تو معلوم نہیں اس مبارک عمل کی تھوڑی سی حیات پر اور اس کے احیاء کے لئے تھوڑی سی قربانیوں پر اور اس عالی عمل کے لئے قربانیاں دیتے ہوئے تھوڑی سی گریہ وزاری کیساتھ دعاؤں کا اہتمام کتنی صدیوں کے لئے کتنی مخلوق بنی نوع انسان کے لئے ہدایت کے دروازوں کو کھلوادے. خصوصاً حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو وقت میں جبکہ خداوند قدوس کی بارگاہ عالی میں محبوبیت ودوستی کا مقام رکھنے والے جن کی اپنی اور اپنے متعلقین کی قربانیوں پر اور جذبات انسانیہ کے اوامر الہیہ کے امتثال کے لئے کچل دینے پر رحمتِ الہیہ کو جوش آیا اور امت مسلمہ کو وجود بخشا اور اس وقت عام معافی کی خوشخبری سنائی گئی اور آج تک ان مبارک ومقبول عالی وروحانی وایمانی متبعین بارگاہ محمدیہ کی نسبت پورے عالم میں ایک عام حرکت پیدا کر رہی ہے اور لکھو کھا جانیں گھر سے بے گھر ہو کر اس نسبت پر صعوبتیں برداشت کر رہی ہیں. اور کروڑہا کی مالیت اس عالی نسبت پر خرچ ہو رہی ہے. اور جان ومال کی ان عالی نسبتوں پر خرچ کی تعداد روز افزوں ہے۔

بہت ہی مبارک ہیں وہ لوگ جو ایسے عالی عطایا وانعامات الہیہ کے اہل عالم کی طرف متوجہ ہونے کے وقت اس عالی نسبتِ عطا کو اختیار کر کے جس پر حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اس عالم سے اپنی تشریف بری کے وقت امت کو کھڑا کر کے تشریف لے گئے. پوری امت محمدیہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ترقیات اور دین کی سرسبزی اور فروغ کے لئے دعائیں مانگیں. اور عام انسانوں کے لئے ہدایت کے طالب ہوں. اس مخصوص وقت میں جبکہ آپ کی جماعتیں بیت اللہ وبیت الرسول

میں باوجود اپنی بے بضاعتی اور کمزوریوں کے اس عمل میں مشغول ہیں۔ ان کی اعانت وپشت پناہی اس میں ہے کہ آپ بہت ہی فکر کے ساتھ صوبوں کے لئے پیدل وسواری کی جماعتیں چلوں کے لئے نکالیں۔ اپنے ماحول کے لئے جتنے اوقات کی ہوسکیں جماعتوں کا پھیر ڈالیں۔ مقامی گشت و تعلیم و تسبیحات کا اہتمام کریں۔ باہر نکلنے والوں کی اصولوں کی پابندی کی خصوصی نگرانی کریں۔ اور اپنے احوال وکارگذاریوں کی ہفتہ وار اہتمام سے خبر دیتے رہیں اور ہمارے اس سفر کے مقبول وبارآور ہونے کے لئے بہت ہی دعاؤں کا اہتمام کریں اور سب احباب کی خدمت میں بہت بہت سلام مسنون کے بعد دعوات کی درخواست کردیں۔ فقط

بندہ محمد یوسف غفرلہٗ

ناقل

محمد عیسیٰ عفی عنہٗ

خط (۲۸) احوال سے متأثر ہونے کا علاج

از محمد یوسف	الیٰ	۱۸ر شوال ۷۵ھ
الیٰ	انڈونیشیا	سہ شنبہ
محمد عیسیٰ	۷۸۶	۲۹ر مئی ۵۶ء

مکرمین ومحترمین بندہ میانجی محمد عیسیٰ وبھائی جمیل صاحبان زادکما اللہ وایانا جداً وسعیاً فی سبیلہ۔

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔

آپ حضرات کے خطوط مسرت کے باعث ہوئے حق تعالیٰ شانہ اپنے لطف وکرم سے آپ کی اپنی ترقیات کے ساتھ دین کی سرسبزی وفروغ کا آپ کی مساعی اور اس سفر کو ذریعہ فرمادیں اور ہر طرح کی مددیں اور نصرتیں دونوں جہان میں شامل حال فرمائیں اور ہر موقع وحال کی حوائج کا اپنے فضل وکرم سے بندوبست فرمادیں۔

میرے عزیزو!

کرنے والے صرف اللہ رب العزت ہیں اور ان کے لئے کوئی سی بھی حالت سخت نہیں ہے جونسی حالتِ ضلالت کو جونسی حالتِ ہدایت کے ساتھ جس وقت چاہیں بدل دیں۔ بندوں کی محنت ومساعی صرف اختیارِ سبب کا درجہ رکھتی ہیں۔ اب سبب میں جتنی صفات قبولیت ہوں گی خداوند قدوس کی رحمت متوجہ ہوکر سخت سے سخت خراب احوال بہتر سے بہتر احوال سے منجانب اللہ تعالیٰ ان کے اپنے تصرفات خاصہ سے مبدل ہوجائیں گے۔ لہٰذا اپنے کام کرنے والے احباب کو ان احوال سے نہ متاثر ہونا چاہیئے نہ یہ سننا چاہیئے نہ ناامید ہونا چاہیئے بلکہ اللہ رب العزت کی عظمت وقدرت وقوت کو سامنے رکھ کر ان سے مددیں حاصل کرنے کے لئے دین کی حیات وسرسبزی کے لئے جہد ونفر کے عالی اوامر کی تعمیل ان کی اعلیٰ شکلوں کے ساتھ کرتے ہوئے بارگاہِ الٰہیہ میں گڑگڑا کر اور بلبلا کر دعاؤں کا اہتمام کرتے رہنے میں ہی ان سب احوال کی تبدیلی مضمر ہے۔ حق تعالیٰ شانہٗ محنت کی صحیح شکل اپنے کو اور اپنے سب احباب کو نصیب فرمادیں۔ جماعت کے لانے کی بہت سعی فرمادیں۔ تین تین چلّہ کی جم کر دعوت دیں تعلیم وتعلم کے حلقوں کے قیام کا پورا اہتمام فرمادیں اور اپنی ذاتی تعلیم کا اہتمام کریں۔ اگرچہ تھوڑی ہی مقدار میں ہوسکے۔ اللہ کے ذکر کی کثرت کریں۔ اصول کا مذاکرہ رکھیں دنیا کے تعیش کی رغبت پر حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی سادہ زندگی کی اپنے میں

رغبت پیدا کرنے کی سعی کریں ایک دوسرے کی خدمت گذاری کی عادت ڈالیں۔ اخلاق کے سیکھنے کو بہت اہم سمجھیں اور اخلاص للّٰہیت تعالیٰ کو اس سب کی جان سمجھیں۔ اور دعاؤں کا اپنے لئے اور ہمارے لئے بہت اہتمام فرماویں اور غرباء اور کس مپرس طبقات میں کام کا ضرور پھیر ڈالیں کہ ان میں کا کام بہت سے رذائل سے حفاظت کا اہم سبب ہے۔ سب احباب کی خدمت میں سلام مسنون عرض کردیں۔

بندہ محمد یوسف غفرلہٗ

بقلم محمد عیسیٰ عفی عنہٗ

خط (۲۹) ہر قسم کے خطرات کا جامع علاج

من محمد یوسف

بقلم عبیداللہ عفی عنہ ۷۸۶

محترمین بندہ حفظنا اللہ وایاکم من کل فتنۃ ومعصیۃ وشر وبلیۃ والھمنا وایاکم مراشد امورنا۔

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ،

کل آپ حضرات کے گرامی نامے شوق وشوق سے پڑھے۔ طبیعت پر بہت اثر ہے۔ ایسا اثر بہت کم ہوتا ہے۔ جی جان دل ودماغ سے حضرت والا اور یہاں کے حضرات آپ کی طرف زیادہ متوجہ اور دعاگو ہیں۔ ان مع العسر یسرا ان مع العسر یسرا۔ الصبر مفتاح الفرج۔ یاایھا الذین آمنوا استعینوا بالصبر والصلوۃ۔ ان اللہ یقبل دعاء الملح۔ الوضوء سلاح المؤمن۔ اذکر اللہ فانہ حصن حصین۔ وعلیکم بصلوۃ اللیل فانھا مطردۃ

للشیطان الخ۔ ان امور کے جب آپ حضرات پابند ہیں تو انشاء اللہ خطرات سے حفاظت کی اُمید ہے۔ اور جبکہ حضراتِ اکابر خصوصاً حضرت شیخ و حضرت رائے پوری مدظلہما متوجہ ہیں بالخصوص دعوت الی اللہ کا عمل جوان سب کو اپنی سلوٹوں میں لئے ہوئے ہے۔ مثلاً اذان طاغوتی اور شیطانی قوتوں کو نہ صرف داعی یعنی مؤذن سے ہٹانے اور بھگانے والی ہے بلکہ جہاں تک دعوت و اذان کا اثر اور آواز پہنچے وہاں تک سے تمام اثرات کو دفع کرنے والی ہے۔ اللہ پاک آپ حضرات کی غیبی حفاظت فرمائے۔ اور کارِ دین کی راہیں کشادہ فرمائے اور اصولِ کار کی حقیقتیں پیوست فرمائے اور آپ حضرات کی دعا کی برکت سے ہمارے ساتھ بھی یہی معاملہ فرمائے۔ ایک چیز ضرور قابل لحاظ ہے کہ اس بات کی پوری کوشش فرمائی جائے کہ ہر طبقہ کی مخلوط جماعت کافی وقت کے لئے اسی راستہ سے یہاں دوآبہ میوات اور بقیہ حصص ہند کے لئے تشریف لائے۔ جس راستہ کا آپ نے پتہ بتلایا ہے ملایا مدراس کے مابین کا۔ یہ ۹۹ فی صد تجربہ میں بات آچکی ہے کہ جماعت نکال کر لانے سے اس علاقہ میں کار دین کی جڑ لگتی ہے اور صرف یہاں کی جماعت جانے سے نہیں لگتی۔

باوجود ان ساری باتوں کے جو آپ حضرات نے اپنے اپنے گرامی ناموں میں تحریر فرمائی ہیں ان میں بہت سے کمالات اور جواہر ایسے بھی ہوں گے جو اسلامی عربی مزاجوں میں فطرۃً ودیعت ہوتے ہیں ان کو ڈھونڈ ڈھونڈ کے نکالنا اور ان سے استفادہ اور ان کی توقیر و احترام کا حق ادا کرنا ہزاروں صعوبات کو مذلل کرنے والا اور ہزاروں فوائد کی راہوں کو کھولنے والا ہے۔

ناقل محمد عیسیٰ عفی عنہٗ

بقلم محمد عیسیٰ عفی عنہٗ

خط (۳۰) بنام محمد عیسیٰ فیروزپوری اور تمام پرانے مبلغین

۱۰؍شوال سنہ ۱۳۸۰ھ ۷۸۶

مکرمین و محترمین بندہ ادام اللہ سعیکم وزادکم اللہ جداً فی سبیلہٖ وتقبل عنا وعنکم وتجاوز عن سیأتنا۔

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ

انسانی زندگی کی دارین کی کامیابی یہاں حاصل کرنے کے لئے حق تعالیٰ شانہٗ نے طریقۂ زندگی عطا فرمایا جس کا تعلق انسان کی چوبیس (۲۴) گھنٹہ کی زندگی سے ہے۔ اس کے لئے یقین بھی خاص تجویز فرمایا علم بھی خاص عطا فرمایا نیت بھی خاص عطا فرمائی تأثرات بھی خاص تجویز کئے۔ جان خرچ کرنے کے لئے خاص طریقے بتلائے اور مال خرچ کرنے کے لئے بھی تفصیل تجویز کی۔ ان خصوصیات کو اپنی زندگی کے طریقوں میں حاصل کرنے کے لئے نماز عطا فرمائی۔ اور مساجد میں حاضری کا حکم دیا تاکہ مساجد میں مجالس ایمانیہ کے ذریعہ یقین کی خصوصیت حاصل کریں۔ اور مجالس علمیہ کے ذریعہ جان و مال کے خرچ کرنے کے طریقوں کو اپنی زندگی کے شعبوں میں داخل کریں اور ذکر کی مجالس کے ذریعہ اپنے تأثرات اور توجہات کو کائنات سے خالق کائنات کی طرف اور بازاری یقینوں سے حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے لائے ہوئے اعمال کی طرف جوڑ لیں۔ ان ہی خصوصیات کے حاصل کرنے کے لئے رمضان المبارک کا مہینہ عطا فرما کر رات دن اسی محنت کا مطالبہ فرمایا۔ اسی کی مشق کے لئے زکوٰۃ کا فریضہ عطا فرمایا اور ان خصوصیات کی تکمیل کے لئے حج کا مبارک ترین عمل عطا فرمایا۔ اب جو انسان اعمال کے انہماک کے ذریعہ اپنی زندگی گذارتے ہیں ان

خصوصیات کو حاصل کرلیں تو ان کے لئے دنیا اور آخرت میں حق تعالیٰ شانہٗ کی ذات عالی کے لامحدود بے نہایت خزانوں کے ہمیشہ کے لئے عطایا اور انعامات کے دروازے کھل جاتے ہیں۔ اور بازار کے نقشوں سے اساس زندگی ہٹ کر دعاؤں پر آجاتی ہے۔ اور بڑے سے بڑا اور مشکل سے مشکل مرحلہ خداوند قدوس کی قدرت کاملہ سے آسان سے آسان بن جاتا ہے۔ اور دونوں جہان کی کامیابیوں سے نواز دیا جاتا ہے۔ حق تعالیٰ شانہٗ نے جہاں حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے ذریعہ خاص طرح کی عبادات عطا فرمائیں وہاں ان خصوصیات کو زندگیوں میں پیدا ہونے کے لئے محنت کے بھی خاص طریقے عطا فرمائے جن کے اختیار کرنے پر اعمال کی خصوصیات زندہ ہوکر دعاؤں کی قبولیت کے عام دروازے کھل جاتے ہیں اور ان خاص محنت کرنے والوں کو دارین کی اعلیٰ نعمتوں اور رحمتوں سے نوازا جاتا ہے۔ اور ان کی دعاؤں کی قبولیت میں انبیاء علیہم السلام کی دعوات کی قبولیت کی جھلک حق تعالیٰ شانہٗ نصیب فرما دیتے ہیں۔

میرے عزیز دوستو!

فرائض خداوندیہ میں جونسا بھی طریقہ امت کی طرف متوجہ ہوتا ہے۔ دو لائن کی محنت امت پر عائد ہوتی ہے۔

ایک اس فریضہ کو اپنی خصوصیات کے ساتھ اپنی ذات سے ادا کرنا۔

دوسرے اس فریضہ کے صحیح نوعیت کے ساتھ قائم ہونے کیلئے محنت کے میدان قائم کرنا۔

فریضہ کی صحیح نوعیت کے ساتھ ادائیگی ثمرہ کا درجہ رکھتی ہے اور وہ محنت ومجاہدہ جس سے فریضہ کی صحیح نوعیت قائم ہو۔ جڑ اور بنیاد کا درجہ رکھتی ہے۔ اگر جڑ وجود میں نہیں آئیگی ثمرہ کا ترتب نہیں ہوگا۔ اور بقدر جڑ کے وجود میں آنے کے

ثمرات کا ترتب ہوگا. حج کے فریضہ اور اسکی صحیح نوعیت قائم کرنے کے لئے محنت کا فریضہ امت کی طرف متوجہ ہوتا ہے. اب اگر ہمت کر کے جانے والے حجاج میں ان خصوصیاتِ اعمال کے زندہ ہونے کی محنت کر لی جائے جو حج کے ثمرات کے مرتب ہونے کے لئے شرائط کا درجہ رکھتی ہے تو جانے والے حجاج کی اور ان محنت کرنے والوں کی دعائیں اپنے اپنے درجہ کے مطابق قبول ہو کر رحمتہائے خداوندیہ اور نصرتہائے الٰہیہ کے دروازے کھلنے کی صورتیں پیدا ہوں. حج کے فریضہ کا تعلق صرف حج کرنے والوں سے نہیں بلکہ پوری امت کے دین اور محنت کا جائزہ خداوند قدوس اپنے اس گھر پر لیتے ہیں جس کے اثرات پورے نظامِ عالم پر پڑتے ہیں. وہاں کی زندگی میں پاک طریقوں کے اختیار کرنے پر سارے عالم پر رحمتوں انعامات کے اثرات پڑتے ہیں اور وہاں کی زندگیوں کی خرابیاں سارے عالم پر پریشانیوں کے اثرات ڈلواتی ہیں. آپ حضرات ہمت فرما کر جانے والے حجاج کا تفقد کر کے ان کو نمازوں کا عادی بنائیں، مساجد میں ایمان کی مجلسوں میں بیٹھنے کی عادت ڈلوائیں. علم کے حلقوں میں کتابوں کے سننے اور سیکھنے سکھانے کا مزاج پیدا کریں. گشتوں کی اور دعوت دینے کی مشق کرائیں. اللہ رب العزت کے راستہ میں نکلنے اور دین کے لئے محنت کرنے پر آمادہ کریں اور اسکی عملی مشق جتنی کرا سکیں ضرور کرائیں. خدمت گذاری کی تواضع کی اکرام مسلم کی ذکر و دعوت کے اہتمام کی پابندی پر خوب ابھاریں اور عملی مشق بھی جتنی کرا سکیں ضرور کرائیں، اپنے مقام پر بھی اسکی محنت کریں. ماحول میں بھی اس کے لئے جماعتیں بھیجیں. بندرگاہوں پر جماعتیں روانہ کرنے کی سعی کریں. اور جہاں جہاں حجاج جمع ہو کر روانہ ہوتے ہیں ان سب جگہوں کے لئے جماعتیں روانہ کریں تاکہ حجاج میں عمومی محنت کے ذریعہ حرمین مبارکین اور حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم اور انبیاء کرام علیہم السلام اور صحابہ

عظام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین اور اولیائے امت رحمہم اللہ کے بھرے ہوئے علاقوں کے فیوض و برکات امت میں عام ہوں۔ مساجد والے اعمال سر سبز ہوں اور امت کی روحانی و نورانی ایمانی واخلاقی ترقیات زندہ ہوں اور بازاری پھسلنوں اور دھوکوں سے امت کی حفاظت ہو۔ اور آپ حضرات کے لئے اسکے صلہ میں قرب خداوندی کے وہ درجات حاصل ہوں جو تصور میں نہ آسکیں۔

اللهم وفقنا لما تحب وترضیٰ من القول والعمل والجهد والنية الهدیٰ آمین یارب العلمین۔

بندہ محمد یوسف غفرلہٗ

ناقل فی البیاض

محمد عیسیٰ عفی عنہٗ۔

خط (۳۱) ایک اہم خط جو کہ بندی کو پرانے کاغذات میں ملا ہے

۷۸۶

مکرمین[1] ومحترمین بندہ میانجی محمد عیسیٰ ورفقائہ، سعیکم وزادکم اللہ جداً فی سبیلہ وتقبل عنا وعنکم وتجاوز عن سیئاتنا بمنہٖ وکرمہٖ۔

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ۔

انسان کی دارین کی کامیابی حاصل کرنے کے لئے حق تعالیٰ جل شانہٗ نے طریقۂ زندگی عطا فرمایا ہے جس کا تعلق انسان کی چوبیس گھنٹے کی زندگی سے ہے۔ اس کے لئے یقین بھی خاص تجویز فرمایا علم بھی خاص عطا فرمایا نیت بھی خاص عطا فرمائی۔ تأثرات بھی خاص تجویز کئے۔ جان خرچ کرنے کے خاص طریقے بتلائے

[1] یہ خط بندے کے ایک خط کے جواب میں حضرت نے خود اپنے قلم سے لکھا تھا لیکن کاغذات میں دب جانے کی وجہ سے پیچھے نقل کیا گیا ہے۔

اور مال خرچ کرنے کی بھی تفصیل تجویز کی. ان خصوصیات کو اپنی زندگی کے طریقوں میں پیدا کرنے کے لئے نماز عطا فرمائی. اور مساجد میں حاضری کا حکم دیا تاکہ مساجد میں مجالس ایمانیہ کے ذریعہ یقین کی خصوصیت حاصل کریں اور مجالس علمیہ کے ذریعہ جان و مال کے خرچ کے خاص طریقوں کو اپنی زندگی کے نقشوں میں داخل کریں اور ذکر کی مجالس کے ذریعہ اپنے تأثرات و توجہات کو کائنات سے خالقِ کائنات کی طرف اور بازاری نقشوں سے حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے لائے ہوئے اعمال کی طرف موڑلیں. انہی خصوصیات کے حاصل کرنے کے لئے رمضان کا مبارک مہینہ عطا فرما کر رات و دن اسی محنت کا مطالبہ فرمایا. انہی کی مشق کے لئے زکوٰۃ کا فریضہ عطا فرمایا- اور ان ہی خصوصیات کی تکمیل کے لئے حج کا مبارک ترین عمل عطا فرمایا- اب جو انسان ان اعمال کے انہماک کے ذریعہ اپنی زندگی گذارنے میں ان خصوصیات کو حاصل کریں تو ان کیلئے دنیا و آخرت میں حق تعالےٰ شانہٗ کی ذات عالی کے لامحدود اور بے نہایت خزانوں سے ہمیشہ کے لئے عطایا و انعامات کے دروازے کھل جاتے ہیں اور بازار کے فانی نقشوں سے اسایں زندگی ہٹ کر دعاؤں پر آجاتی ہے. اور بڑے بڑے مسائل اور مشکل سے مشکل مرحلے خداوند قدوس کی قدرتِ کاملہ سے آسان سے آسان تر بن جاتے ہیں. اور دونوں جہان کی کامیابی سے نواز دیا جاتا ہے. حق تعالیٰ شانہٗ نے جہاں حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے ذریعے خاص طرح کی معاشرت اور معاملات اور خاص طرح کے کمانے اور خرچ کرنے کے طریقے عطا فرمائے وہاں دعاؤں کی قبولیت والے طریقے بھی مرحمت فرمائے. ان تمام طریقوں کے اختیار کرنے پر اعمال کی خصوصیات زندہ ہوکر دعاؤں کی قبولیت کے عام دروازے کھل جاتے ہیں. اور ان خاص محنت کرنے والوں کو دارین کی اعلیٰ نعمتوں اور رحمتوں سے نوازا جاتا ہے اور ان کی دعاؤں کی قبولیت میں انبیاء علیہم السلام کی دعوات کی قبولیت

کی جھلک حق تعالیٰ شانہٗ نصیب فرماتے ہیں۔

میرے عزیز دوستو!

فرائض خداوندیہ میں سے جو فریضہ بھی امت کی طرف متوجہ ہوتا ہے۔ دو لائن محنت امت پر عائد ہوتی ہے۔

ایک اس فریضہ کو اسکی خصوصیات کے ساتھ اپنی ذات سے ادا کرنا۔

دوسرے اس فریضہ کو صحیح نوعیت کے ساتھ قائم ہونے کے لئے محنت کے میدان قائم کرنا۔

فریضہ کی صحیح نوعیت کے ساتھ ادائیگی ثمرہ کا درجہ رکھتی ہے اور وہ محنت ومجاہدہ جس سے فریضہ کی صحیح نوعیت قائم ہو جڑ اور بنیاد کا درجہ رکھتی ہے۔ اگر جڑ وجود میں نہیں آئے گی ثمرہ مرتب نہیں ہوگا۔ بلکہ جڑ کے وجود میں آنے کے بقدر ثمرات کا ترتب ہوگا۔

اس وقت حج کے فریضہ اور اس کی صحیح نوعیت قائم کرنے کے لئے محنت کا فریضہ امت کی طرف متوجہ ہے۔ اب اگر ہمت کرکے جانے والے حجاج میں خصوصیات اعمال کے زندہ ہوجانے کے لئے محنت کرلی جائے جو حج کے ثمرات کے مرتب ہونے کے لئے شرائط کا درجہ رکھتی ہیں تو جانے والے حجاج کی اور ان میں محنت کرنے والوں کی دعائیں اپنے اپنے درجہ کے مطابق قبول ہوکر رحمتہائے خداوندیہ اور نصرتہائے الٰہیہ کے دروازوں کے کھلنے کی صورتیں پیدا ہوں گی۔ حج کے فریضہ کا تعلق صرف حج کرنے والوں سے ہی نہیں بلکہ پوری امت کے دین اور محنتِ دین کا جائزہ خداوند قدوس اپنے اس گھر پر لیتے ہیں جس کے اثرات پورے نظامِ عالم پر پڑتے ہیں وہاں کی زندگی کے پاک طریقوں کو اختیار کرنے پر سارے عالم پر رحمت وانعامات کے اثرات پڑتے ہیں۔ اور وہاں کی زندگی کی خرابیوں کے سارے عالم

پر پریشانیوں کے اثرات ہوتے ہیں۔

آپ حضرات ہمت فرماکر جانے والے حجاج کا تفقد کریں اور ان کو نمازوں کا عادی بنائیں۔ مساجد میں ایمان کی مجلسوں میں بیٹھنے کی عادت ڈلوائیں۔ علم کے حلقوں میں کتابوں کے سننے اور سیکھنے سکھانے کا مزاج پیدا کریں۔ گشتوں کی اور دعوت دینے کی مشق کرائیں۔ خدمت گذاری کی تواضع کی اکرام مسلم کی ذکر و دعوت میں انہماک کی پابندی پر خوب اُبھاریں اور عملی مشق بھی جتنی کرا سکیں ضرور کرائیں۔ اگر یہ محنت ہر بستی اور ہر شہر میں ہونے لگے اور ماحول میں بھی اس کے لئے جماعتیں بھیجی جانے لگیں اور جن جن بندرگاہوں سے حجاج جمع ہو کر روانہ ہوتے ہیں وہاں پر جماعتیں پہلے سے پہنچی ہوئی ہوں اور حجاج میں مذکورہ محنت ہونے لگے تو بہت جلد حجاج کا رُخ صحیح اعمال اور ان کی محنت کی طرف پڑ سکتا ہے۔

آپ حضرات اسکی پوری محنت کریں کہ جانے والے حجاج نمازوں کا اہتمام کرتے ہوئے، تعلیمی حلقوں میں اہتمام سے شرکت کرتے ہوئے سیکھنے سکھانے میں منہمک رہتے ہوئے، ذکر و اخلاق و اکرام اور خدمت و تواضع کی صفات سے آراستہ ہوتے ہوئے دعوت و گشتوں کو زندہ کرتے ہوئے، حرمین مبارکین اور حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم اور انبیاء کرام علیہم السلام اور صحابۂ عظام رضؓ اور اولیائے امت رحمہم اللہ کے پھرے ہوئے علاقوں میں حاضر ہوں تاکہ وہاں کے فیوض و برکات امت میں عام ہو جائیں، مساجد والے اعمال سر سبز ہوں اور امت کی روحانی و نورانی ایمانی و اخلاقی ترقیات زندہ ہوں اور بازاری پھسلنوں اور دھوکوں سے امت کی حفاظت ہو۔ اور آپ حضرات کے لئے اس کے صلے میں قرب خداوندی کے وہ درجات حاصل ہوں جو تصور میں بھی نہ آسکیں۔

اللھم وفقنا لما تحب وترضیٰ من القول والعمل والجھدا و

والنیۃ والھدیٰ۔ آمین یارب العالمین۔

بندہ محمد یوسف غفرلہٗ

۹ر شوال دوشنبہ ۱۳۸۱ھ

ناقل محمد عیسیٰ فیروزپوری

خط (۳۲) سوچ سمجھ کر قدم اٹھانا چاہیئے

۱۷ر شعبان المعظم ۱۳۸۴ھ ۷۸۶

مکرم ومحترم بندہ جناب میانجی محمد عیسیٰ صاحب زادت عنایتکم۔

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ!

گرامی نامہ ملا۔ حالات سے آگاہی ہوئی۔ میرے عزیز! ہمیں تعلیم ہے کہ جو قدم اٹھاویں سوچ سمجھ کر اٹھاویں۔ میں نے کسی سے تمہاری کوئی شکایت نہیں سنی۔ میں نے اپنی رائے سے تمہیں جماعت میں لگایا تھا۔ لیکن جب ان لوگوں کی منشا معلوم نہ ہوئی اور مشورہ ان کی دلجوئی کا ہوا تو میں نے مجبوراً محض ان کی رعایت میں قاری محمد ظہیر صاحب کا جانا طے کر دیا۔ رات کو دیر ہوجانے کے باعث میں تم سے نہ کہہ سکا۔ صبح تمہیں بلایا تو ملے نہیں۔ یہاں تک کہ تمہارے بلانے کے لئے مسجد یک برج تک محمد یامین صاحب کو بھیجا۔

خیر جو ہوا سو ہوا۔ اب جلد سے جلد آجاؤ اور خود ہی بتلاؤ کہ کیا شکایتیں ہیں۔ تمہارے خط سے ایسا معلوم ہوتا ہے کہ بہت کچھ شکایتیں ہیں۔ پاٹ کھوری سے واپسی پر نوح میں قیام کے موقعہ پر میں نے ارادہ کیا تھا بلکہ مولوی انعام الحسن صاحب

نے بھی کہ ہم دونوں فیروز پور نمک تم سے ملنے چلیں۔ لیکن معلوم ہوا کہ تم گاؤں چھوڑ کر کہیں چلے گئے ہو۔ اور اب بھی ارادہ ہے کہ اگر تم خود نہ آئے تو کسی دن بھی فیروز پور نمک آکر تم سے بات کر کے لانے کی پوری سعی کریں۔ بہتر ہے کہ خود ہی آجاؤ۔

فقط بندہ محمد یوسف غفرلہ
بقلم بشیر احمد عفی عنہ
ناقل محمد عیسیٰ عفی عنہ

خط (۲۳) حجاز کے معلّمین کے نام

۷۸۶

مکرمین و محترمین جناب فلاں فلاں صاحبان وفقنا اللہ وایاکم لما یحب ویرضیٰ وزادنا وایاکم جداً وسعیاً فی سبیلہ وَاَسْبَلَ علینا وعلیکم نعمہ الظاہرۃ والباطنۃ ونصرنا ونصرکم جمیع المسلمین فی مشارق الارض ومغاربہا وقدر لنا العفو والعافیۃ والفوز فی الدنیا والآخرۃ۔

السلام علیکم وعلیٰ کل من لدیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ،

حق تعالیٰ شانہ، کے لطف وکرم وفضل سے بخیر ہوں۔ آپ حضرات کی خیریتوں کا متمنی ہوں۔ خدا کرے اس ناچیز کے گمان کے موافق آپ حضرات بخیر ہوں اور معمولات نبویہ آپ حضرات کے ہاتھوں اچھی طرح انجام پا رہے ہوں اور اسکے تعدیہ کے لئے آپ پوری طرح کوشاں ہوں اور اس کے لئے جس ایقان واحتساب پر اللہ رب العزت کی مددیں اور رحمت وانعامات اہل عالم کی طرف متوجہ ہوا کرتے ہیں اس مایہ سے اللہ رب العزت آپ حضرات کو اور آپکی وساطت سے اپنے اور اپنے سارے احباب کو پوری طرح مالا مال فرماتے ہوئے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم

کی لائی ہوئی میراث عظمیٰ سے آپکے منتسبین کو پوری طرح منتفع و متمتع فرماویں۔

میرے دوستو!

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اس امت کے لئے ترقیات بے نہایت لیکر تشریف لائے ہیں۔ سارے انبیاء کرام مل کر بھی اپنی امتوں کے لئے وہ ترقیات نہیں لائے جو حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اپنی امت کے لئے لائے ہیں۔ آپ کی لائی ہوئی چیزوں میں سے چھوٹی سے چھوٹی چیز بڑی چیزوں کی ترقیات کے مقابلہ میں تو چھوٹی ہے مگر اپنی ذات سے اتنی زبردست ترقی والی ہے کہ اس کی ترقی کی بھی کوئی حد نہیں۔ اسی میں اگر مستقل عمر صرف ہو جائے تو بھی ناکافی ہے۔ آپ کی لائی ہوئی ترقیات میں سے سب سے اعلیٰ و برتر ترقی آپ کے والے طریقۂ حیات کے لئے آپ کے والے طریقۂ جد وجہد کی دعوت پر جانوں کے اور ہر طرح کے سرمایوں کے کھپانے کا رواج ڈالنا یعنی جس طرح حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اجتماعی طور پر اپنے صحابہ کرام کو اپنی والی زندگی اپنی والی جد وجہد کی دعوت پر اٹھایا تھا اسی طرح اس جد وجہد اور آپ کے والے طریقہ کی دعوت کو اپنا کام بنا کر اس کی ترویج میں اپنے ہر طرح کے سرمایوں جانوں مالوں علوم و توجہ الی اللہ و گریہ و زاری غرض ہر طرح کی اللہ رب العزت کی نعمتوں کو اس میں لگا کر اس کے سیکھنے اور سکھانے کا رواج ڈالنے پر اپنے کو نثار کر دینا۔ اسی کے وجود و ترقی کے بقدر آپ کی والی چیزوں کے حقائق منکشف ہو کر آپ کی والی چیزوں سے ترقیات کی طرف آپ کے منتسبین کے رُخ پھرینگے۔ اور ہر چیز کی حقیقت اشتغال و انہماک والوں کی بقدر اس کے انوارات و العامات سے عالم جگمگا اٹھیگا اور اسی زمین و آسمان کی وہ برکتیں اور مددیں جو حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی مبارک چیزوں کے ضیاع پر رک کر اہل عالم کے لئے بلایا کے دروازے کھلوا چکی ہیں۔ متوجہ ہو کر بنی نوع انسان اور خصوصاً آپ کی امت کیلئے

بے نہایت سرسبزی و ترقی کا ذریعہ ہوں گی۔

میرے بزرگو!

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو حق تعالےٰ شانہٗ نے اتنا زیادہ ترقیات سے نوازا ہے جس کا ادراک بھی انسانی طاقت سے بالاتر ہے۔ وہ خطاباتِ جدوجہد و تبلیغ و تعلیم جو انبیاء کرام کو اپنے اپنے زمانہ میں بحیثیت واحد کے دئے جاتے تھے اسی کی بقدر ترقیات تھیں اسی کی بقدر مدد و انعامات تھے۔ ایک نبی والے خطابات سے ایک امت چکی تھی حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ خطابات بحیثیت امت کے اور جمعیت کے مرحمت ہوئے۔ امت کے ایک ایک فرد کی طرف اللہ رب العزت کے خطابات و اوامر متوجہ ہیں اسی کی بقدر انعامات و مددیں موعود ہیں جیساکہ آپ کے اہل زمانہ کے لئے یہ اوامر متوجہ ہیں۔ اسی طاقت و پھیلاؤ و گہراؤ کے ساتھ آج بھی متوجہ ہیں۔ بعض اوامر کے تعمیل کی استعداد بعض کی تعمیل پر موقوف ہے۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے حق تعالےٰ شانہٗ سے اس خطاب پر "اذھب الیٰ فرعون انہٗ طغیٰ" پر درخواست فرمائی "رب اشرح لی صدری ویسر لی امری و احلل عقدۃ من لسانی یفقھوا قولی واجعل لی وزیرا من اھلی ھارون اخی اشدد بہ ازری واشرکہ فی امری کی نسبحک کثیرا ونذکرک کثیرا انک کنت بنا بصیرا قال قد اوتیت سؤلک یاموسیٰ ولقد مننا علیک مرۃ اخری اذ اوحینا الی امک ما یوحیٰ الاآیۃ"۔

اللہ رب العزت نے سابقہ احسانات بیان فرماتے ہوئے کس طرح اس واحد کو تثنیہ کے ساتھ بدل کر کرم فرمایا۔ "اذھب انت واخوک بآیاتی ولا تنیا فی ذکری اذھبا الیٰ فرعون انہٗ طغیٰ فقولا لہٗ قولا لینا لعلہٗ یتذکر او یخشیٰ قالا ربنا اننا نخاف ان یفرط علینا او ان یطغیٰ قال

لا تخافا انني معكما اسمع و اریٰ۔

اب اگر ایک طور پر توراۃ کے لینے کے لئے متوجہ ہے تو دوسرا قوم کی طرف متوجہ ہے۔ اور اب گویا مددیں اور غیبی طاقتیں بڑھادی گئی ہیں۔

اس امت مرحومہ پر اللہ رب العزت نے کتنا کرم فرمایا۔ کہ اس دعوت اور جدوجہد کے خطابات سے ساری امت کو نواز کر حد سے زیادہ رحمتوں سے نوازا۔ اور ہجرت ونصرت، تعلیم و تعلم کے اختلاطی اصولوں کے اوامر سے نواز کر اس دعوت وجدو جہد کو اور بھی آسان فرما کر اس راستہ سے اس امت کے لئے بہت ترقیات فرمادیں اور جدوجہد کی فضاؤں میں ہر چیز کو ایک حقیقت سے معروف فرما کر ہر حقیقت کو اپنے تقرب کا مستقل ذریعہ فرمادیا۔

میرے بزرگو!

اس دوڑ دھوپ کے عمومی اور اجتماعی نہ رہنے سے ہر چیز کی حقیقت اوجھل و مضمحل ہو کر ہر چیز رسم بن کر جزوی منافع پر آپڑی یا مضرت کا رُخ اختیار کر چکی۔ آپ کے والے حقائق میں سے ایک زبردست حقیقت یہ مبارک حج ہے۔ اسی کی خاص طرح کی ایک اجتماعی ہیئت تھی۔ تعلیم و تعلم غرض ہر وہ نعمت وحقیقت جس پر اس امت کو اُٹھایا تھا یہ حج اس کا اجتماعی مظہر تھا۔ گویا جس طرح کی قربانی ایک ابراہیم خلیل اللہ نے یہاں کر کے دکھلائی تھی محمد صلی اللہ علیہ وسلم اسی قربانی سے یہیں سے اٹھے۔ اسی کی آواز دی اسی طرح سے گھر بار چھوڑ کر اسی توحید خلیلی کے ساتھ ہر طرف پھرے اور پھرایا۔ ہر طرف سے رخوں کو پھیر کر ہر چیز میں سے ایک ذات کی طرف مجموں کے رخوں کو پھیر کر اسی ایک کے ہر چیز میں طریقے ہر ہر قدم پر سکھائے اسی سے لو لگائے ہر غیر سے منقطع کرتے ہوئے اور اس کی ذات سے وابستہ کرتے ہوئے اور اس کے علوی اسباب پر ڈالتے ہوئے اور اس کے طریقے سکھواتے

ہوئے اس طریقے کے لئے دوڑ دھوپ پر جان و مال کے صرف کو محبوب ترین شئے بناتے ہوئے ایک دن تقریباً ایک لاکھ کی جمعیت کو اس طرح وہاں لیکر پہنچے کہ ہر شخص اس ایک کی رضا میں مشغول ہے۔ ہر ایک اپنے میں سے اعلیٰ طریقہ سے اخذ کرنے کی بھی کوشش کر رہا ہے اور اپنے ادنیٰ کے سکھانے اور نگرانی سے بھی غافل نہیں بلکہ پوری طرح مشغول ہے۔ ہر ایک میں جد وجہد کا بھی پورا جذبہ اور استعداد ہے۔

اپنے ہر طرح کے تعلقات و دلچسپیوں کو ایک کے تعلق و دلچسپی پر نثار کر کے اس کا مظہر بن چکے ہیں۔ "الیوم اکملت لکم دینکم و اتممت علیکم نعمتی و رضیت لکم الاسلام دینا۔"

میرے بزرگو!

اللہ رب العزت نے محض اپنے لطف و کرم سے اتنی زبردست نعمت سے نوازا ہے۔ اسکی قدر دانی کے بقدر تمام امت مرحومہ کی بھرپور مددیں ہونگی انشاء اللہ تعالیٰ۔

اپنی تمام توجہات کو پوری طرح اس پر صرف کردو کہ اس مجمع میں اس مجمع کی مشابہت پیدا ہو جائے۔ یہاں سے اسی سعی کے لئے ان اطراف میں نکلیں جہاں جہاں حضور صلی اللہ علیہ وسلم اس مبارک مجمع کے ساتھ ان عالی اوامر کی تعمیل میں پھرے اور ان مبارک زمینوں نے آپ کے اس کے جذبات کے انوارات کو اپنے میں جذب کر لیا اور آپ کی والی زندگی کی دوڑ دھوپ کی بقدر ان کا حصول ہوگا۔ ان مبارک مواقع میں اپنی سی پوری سعی کرتے ہوئے اگر وہاں کے بھی جذبات پیدا ہوں جہاں حضرات صحابہ کرام کے مبارک اقدام پہنچے تو بہت ہی مبارک ہو۔ مگر ہمارے یہ معدودے چند احباب تو اس مبارک خطۂ مرجع انام ہی میں کوشاں ہوں اور اس سعی کے وہاں تک تعدیہ کے لئے ضرور پوری طرح کوشاں اور

اس اجتماع میں تو بہت ہی اہتمام سے لگیں۔ آنے والے جہاز کے موقعہ پر کچھ دنوں کے لئے مولوی عبید اللہ کو بھیج دیں۔ دوسرے احباب جمع رہیں انشاء اللہ ان کی مشاورت سے جلد ہی بہتر صورت کی جائیگی۔

مولانا عبد الحق صاحب دام مجدہٗ العالی قاری طیب صاحب مولینا ادریس صاحب ندوی خلیفہ حضرت مدنی سید سلیمان ندوی۔ ان حضرات کے سامنے آپ حضرات کی مساعی بارہا آئیں اب بھی تذکرہ آیا۔ اب آپ حضرات کی توجہ الی اللہ اور حسن سلیقہ کے بقدر استفادہ ہے۔

بندہ محمد یوسف غفرلہٗ

نقل از محمد عیسیٰ فیروز پوری عفی عنہٗ

خط (۳۴) تبلیغ پر سب سے مفصل مکتوب دو گو گرمانے والا

۷۸۶

۱۸ / جمادی الثانی ۶۷ھ

مکرمین و محترمین بندہ وفقنا اللہ وایاکم لما یحب ویرضیٰ والھمنا وایاکم مراشد الامور فی الجہد والسعی فی سبیلہ لاعلاء کلمتہ ومتعنا اللہ والمسلمین بفیوضکم۔

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ

حق تعالیٰ شانہٗ کے لطف و کرم سے اور آپ حضرات کے اخلاص اور سعی کی برکت سے یہاں سب احباب خیریت کے ساتھ ہیں۔ حق تعالیٰ شانہٗ آپ سب احباب کو بھی اپنی بے نہایت مرضیات سے نوازیں اور ہر طرح کے رحمت و انعامات

کے ہمیشہ ہمیش کے لئے دروازے کھولدیں اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی اس میراث کے کہ جس سے وہ اہل عالم کی بگڑی ہوئی طبیعت کی ظلمت کی زندگیوں کو بدلا کرتے ہیں اور نبوت کے سرچشمے و منبع مورد اولیں و آخرین کے سینہ کے اندر کے درد و کرب کے انوارات سے نکلی ہوئی زندگی کو سرسبز فرمایا کرتے ہیں آپکے لئے اور آپ کی برکت و وساطت سے میرے اور میرے سارے دوستوں کیلئے بے انتہاد ہانے کھول دیں اور اس کے جو حقوق اور استقبال وہ عائد فرمایا کرتے ہیں اسمیں بصیرت عطا فرما کر عمل کی توفیق کے سارے اسباب مساعد فرمادیں اور اپنے لطف و کرم اور مراحم خسروانہ و نعیم ازلیہ و قدسیہ سے تمام آنے والی گھاٹیوں سے عفو و ستر رحمت و مغفرت کے ساتھ گذار دیں۔ اللّٰہم آمین

وما ذلک علی اللہ بعزیز

میرے بزرگ دوستو!

میرے دل کے اندر کے گھر کئے ہوئے محبوب دوستو! یہاں کا کام انتہائی اضمحلال کو پہنچ کر آپ حضرات کی مساعی کی برکات سے اور صرف آپ حضرات کی ہی برکات سے جسمیں میرے وجود کو کوئی دخل نہیں صرف تم ہی بزرگوں کو دخل ہے اور اپنے اکابر اور جو بھی اس دوران میں اسمیں لگے رہے حق تعالیٰ شانہٗ ان سب کی انکی بہت ہی جزائے خیر مرحمت فرماویں اور پوری امت کی بد دینی کے رُخ کی دین کی طرف تبدیلی کا ان کو مرادف قرار دے کر بھرپور اجور سے پوری طرح ان کو مالامال فرماویں اور ان کے حقوق کو مجھ ضعیف کو پہچاننے کی اور ہر ہر قدم پر انکو ادا کرتے ہوئے چلنے کی پوری طرح توفیق نصیب فرماویں۔ آپ حضرات بھی مجھ پر احسان فرما کر ہر موقع میں بے انتہا دعاؤں سے مدد فرماویں اور جہاں تک آپ کی ذاتوں کا تعلق ہے عفو و ستر کو بھی استعمال فرماویں۔

میرے دوستو!

آپ حضرات کی غیبت پر آپ حضرات کی امثال دستیاب ہونے میں ہم بہت قاصر رہے جسمیں بہت زیادہ تو اپنی کوتاہیوں کو دخل ہے اور کچھ نہ کچھ یہ آپ حضرات کے سر پر بھی عائد ہوتی ہے کہ آپ حضرات پوری طرح متفکر ہو کر اپنا بدل نہ دے سکے۔ لہذا اجانبین کی طرف سے رو کر بارگاہ خداوندیہ مین پیش کر کے بندوبست کرانا آپ ہی کے ذمہ عائد ہے اور تحریروں کے ارسال کے ذریعہ بندوبست بھی آپ ہی حضرات کے ذمہ ہے۔ میں تو ہمیشہ سے کوتاہ رہا اور کوتاہ ہوں اور کوتاہی سے نکلنے کی بظاہر تو کوئی صورت نظر نہیں آتی۔

میرے بزرگ دوستو!

یہ تبلیغ ایک نہایت جامع زبردست گہری حد سے زیادہ نازک و لطیف اور بے نہایت خوبیوں کو اپنے اندر لئے ہوئے ایک نعمتِ خداوندیہ ہے جسمیں بصیرت ہم پر فرض ہے اور اس کا شکر ہم پر واجب ہے۔ اسکی ترکیب اور ترتیب جڑوں اور شاخوں اہم غیر اہم اعلیٰ ادنیٰ کے درمیان فقاہت ایک زبردست نعمتِ خداوندیہ ہے حق تعالیٰ شانہٗ ہمیں تمہیں فقاہت میں بصیرت عطا فرما کر عمل کی توفیق کی زنجیروں میں جکڑ کر گریہ وزاری شرم وندامت کی کیفیات سے معمور فرماویں۔ اللھم آمین۔

میرے دوستو!

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے لئے کیا کچھ لیکر آئے ہیں۔ اللہ رب العزت کی تربیت کے طریقوں میں سے اعلیٰ طریقۂ تربیت پر ڈالا۔ یہ بہت غور و فکر کی چیز ہے۔ جس زندگی کو حضرت آدم علیہ السلام سے اٹھایا گیا تھا حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر لاکر اس کا پھیلاؤ ختم ہوا۔ جسکی ایک ایک خبر نے وقتاً فوقتاً اس عالم کے عروج و فروغ پر پہنچے ہوئے بے انتہا مادہ کو نہایت حقیر و ناکارہ کر دکھایا۔ اس زندگی کو بھی آپ اپنی

امت کے لئے اس سے زیادہ پھیلاؤ اور وسعت کے ساتھ اور اس سے کہیں زیادہ گہراؤ اور حقیقت کے ساتھ دین بنا کر دے گئے۔ اور اس پوری پھیلی ہوئی زندگی کو جس کی تھوڑی تھوڑی سی جھلک نے اپنے زمانے کے انبیاء کرام کی نسبت سے اس عالم کے مادہ میں ایک زبردست تغیر کر کے دکھلایا تھا اور حقیقت کی طرف مخلوق کی پرواز پیدا کی تھی۔ آپ اپنی بلند ترین نسبت کے انوارات کے ساتھ منور کر کے محبوبیت کے انوارات و کیفیات کے ساتھ اس کو عظیم ترین طریقۂ حیات بنا گئے۔ جس کا ایک ایک ذرہ بھی حق تعالےٰ شانہٗ کے یہاں ایسا عظیم ہے کہ اس کا صلہ ابدی چین و راحت و سرور ہے چہ جائیکہ پورا طریقۂ حیات وہ تو کتنے انعامات اور اجور کو اپنے اندر لئے ہوگا۔ اور پھر چونکہ اس پورے طریقۂ حیات کا وجود و سر سبزی جدوجہد اور سعی پر موقوف ہے۔ اس لئے حق تعالےٰ شانہٗ نے اس کو انتہائی قیمتی اور قابل رشک قرار دیا ہے۔ اور اس کے لئے انبیاء کرام کے مبارک گروہ کا انتخاب فرمایا جس نے اپنی بے نہایت جدوجہد اور تحمل شدائد و مصائب کے ذریعہ اس بچلی ہوئی مخلوق کو مادہ کے انہماک کی نحوست اور ظلمتوں سے نکال کر عبدیت کی عطا فرمودہ زندگی کے انوارات سے منور کر دیا۔ جس کے صلے میں حق تعالےٰ شانہٗ نے بے انتہا نعمتیں رحمتیں ان پر نازل فرمائیں۔ چین کی زندگی بدلی اور زبردست طاقت اور غیبی مددوں اور ہمیشہ ہمیشہ ترقی کرتے رہنے والے اجور و درجات سے نوازا۔ اس مبارک گروہ کو جس نے اپنے اپنے علاقوں اور قوموں اور زمانوں میں جدوجہد کیں اور اللہ رب العزت کے ساتھ ان کے بندوں کا رابطہ قائم کیا۔

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو حق تعالےٰ شانہٗ نے یہ ساری مساعی اور انکے ساتھ کی غیبی مددیں اور بے انتہا رحمت و انعامات مرحمت فرما دیں۔ آپ نے اپنی شان اور پرواز کے مطابق ان کو اپنی نسبت کے بے انتہا انوارات و درجات

سے منور فرماکر اس امت کی طرف منتقل فرمایا۔ سابقہ مکانی و زمانی محدود مساعی میں ان انبیاء کرام کے انوارات و درجات اور مددیں تھیں اب حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی بلند و گہری نسبت کے انوارات اور اسی کی بقدر درجات اور مددیں ہیں۔

میرے بزرگ دوستو!

حق تعالیٰ شانہٗ نے اپنے لطف و کرم اور فضل سے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو بے انتہا ترقیات سے نوازا ہے۔ سابقہ ساری نعمتیں بھی آپ کو مرحمت فرمادیں اور ان کو آپ کی نسبت سے بلندی اور پرواز مرحمت فرمائی اور ہر لائن میں مزید بھی آپ کو بہت کچھ مرحمت فرمایا۔ ہر شعبہ میں سابقہ ترقیات بھی آپ کے یہاں بے حد و بے حساب ہیں۔ اور آپ کی خصوصی بھی بے نہایت ہیں۔ کسی ایک شعبہ کو بھی اگر کوئی اپنے لئے دوڑنے کا میدان بنالے تو عمر نوح گذر جائے لیکن اس کی ترقیات ختم نہ ہوں ؎ اے برادر بے نہایت در گہے است

ہر چہ بروے میرسی بروے مئے است

لیکن ان سب سے بلند تر اور انتہائی ترقیات و انوارات کو اپنے اندر لئے ہوئے آپ کا وہ کارنامہ ہے جس میں آپ کے ختم نبوت کی لائن کی ترقیات اور زبردست غیبی طاقتیں اور شمار اور احصار میں نہ آنے والے درجات ہیں۔ ساری ترقیات جس ترقی کے مقابلہ میں ذرہ ہیں۔ اور سارے انعامات و انوارات جس کے مقابلہ میں ہیچ ہیں۔ ساری مساعی اور طریقۂ حیات کے ترقیات کے انوارات جس میں مستتر ہیں اور جو اللہ رب العزت ہی کے علم میں ہے۔ کتنے زمانوں اور علاقوں تک پرواز کرکے یہ ساری چیزیں سرسبز ہوئی ہیں۔

دوسروں کے ہاتھوں یہ سرسبزیاں اور ترقیات وجود میں آتی ہیں اور پہلوں کے حساب میں نہ معلوم کتنی اضعاف مضاعفہ کے ساتھ جمع کرلی جاتی ہیں

یعنی آپ کا طریقۂ سعی اور جدوجہد آپ کے طریقۂ حیات کو لیکر ملک بملک پھرنے کا رواج حق تعالےٰ شانہٗ کی بارگاہِ عالیہ سے آئے ہوئے طریقوں میں سے یہ سب سے آخر ہے اور اس امت کو سکھانے کے اعتبار سے سب سے پہلی مایہ ہے۔ جتنا اس امت میں اس زبردست عظیم طریقۂ حیات کے لئے دوڑ دھوپ اور حرکت کے تعدیہ کی قوت و مہارت بڑھتی چلی گئی آسمانوں پر سے طریقۂ حیات کی بارشیں بھی بڑھتی چلی گئیں۔

میرے بزرگو!

حق تعالےٰ شانہٗ نے محض اپنے لطف و کرم سے تمہیں کیسی زبردست مایہ کی طرف متوجہ فرمایا اور تمہارے ذریعہ امت کے لئے کیسی زبردست ترقیات کا دروازہ کھولا۔ ؎

داد او را قابلیت شرط نیست
بلکہ شرط قابلیت داد و لیست

اور تمہیں خاص تمہیں اس مبارک سرزمین سے نوازا جس کا ایک ایک ذرہ اس مبارک جدوجہد کا گہوارہ رہ چکا ہے۔ اور جس کا ایک ایک ذرہ اس کے بے انتہا انوارات سے منور ہے۔ اور وہاں کا ایک ایک انسان ان انوارات کی زبردست استعداد اپنے اندر لئے ہوئے ہے۔ یہ مبارک خطۂ عرب وہ ہی مبارک خطہ ہے جہاں اس مبارک دوڑ دھوپ کو متعدی ہونے والی صورت کے ساتھ ایسے طریقہ پر سکھلادیا گیا تھا کہ عالم کے ایک ایک گوشے میں یہ حرکت پہنچی اور ہر ہر جگہ حق تعالےٰ شانہٗ کی طرف پرواز کے ایسے ایسے بلند طریقے امنڈ پڑے جن سے انحطاط ہوتے رہنے کے لئے بھی صدیاں گذر گئیں اور اب تک کسی نہ کسی درجہ میں پرواز کہیں نہ کہیں موجود ہے۔

میرے بزرگو!

حق تعالیٰ شانہٗ نے پھر اپنے لطف وکرم سے ان مساعی کے احیاء کی صورت کی جھلک دکھلائی ہے۔ مقصد کے درجہ میں تو صرف ایک ہی چیز ہے کہ ان مساعی جزئیہ فانیہ کے مقابلہ میں جن کی بے انتہا نہ ادراک میں آنے والی کثرت نے آخرت کی روحانی پرواز کی بے مثل لاتتناہی قیمتی حسنات کو ماہیٔ بے آب کی طرح مضمحل کر دیا ہے اور تقریباً ان کی جڑیں کاٹ دی ہیں وہ مساعی پھر زندہ ہوں اور دوڑ دھوپ وجد وجہد کا عالم میں وہ رخ قائم ہو جس سے ان میں کشش پیدا ہو کر ان کی ترقیات کا دروازہ کھلے اور بے انتہا صدیوں کے لئے یہ روحانی ترقیات زندہ ہو کر بنی نوع انسان اور اللہ کی تمام مخلوق کے لئے انکے حقوق کی ادائیگی کا دروازۂ رحمت کھل جائے۔ شرط کے طور پر ان تمام چیزوں کی پیداوار کے لئے بھی متوجہ ہونا ہے جن سے اس مقصد میں کامیابی حاصل ہو اور اصل توجہ اس طریقہ کے سیکھنے اور سکھانے کی طرف مرکوز کرنی ہے جس سے امت مسلمہ مرحومہ کی مساعی کا انتہائی غلط رخ صحیح مساعی کی طرف پلٹے۔

میرے دوستو! یہی اصل نزاکت ہے۔ شیطان جیسی غلط غیبی زبردست خبیث طاقت اول اس طریقہ سے دفاع کی طرف متوجہ ہوگی اور پھر اسمیں ناکام ہو کر اس سے ادنیٰ اِمالہ کی طرف متوجہ ہوگی۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ کی خاص نسبت والی چیزوں کی کیفیات وترقیات آج غیر مدرک ہیں اور جتنی کوئی چیز اقرب الیٰ زمانہ ہے اسکی سرسبزی اور نور مدرک ہے۔ لہٰذا ہر ہر قدم پر بڑھنے اور مقصود میں کامیاب ہو جانے کی بجائے انوارات کے حجاب اور توقعات میں بہجانے اور بھٹک جانے کا قوی امکان ہے اور اس کے خطرات صاف دکھائی دیتے ہیں۔

میرے دوستو!

میرے جیسے ضعیف و ناکارہ کے پاس اس کا اسکے سوا کیا علاج ہے کہ تم انتہائی ہمت صرف فرما کر اصل شے کے لئے دوڑ دھوپ کے چالو کرنے کیلئے حد سے زائد جد و جہد کرو اور بارگاہِ خداوندیہ میں اسکے لئے رونے دھونے بلبلانے اور گڑگڑانے کی مقدار کو بہت بڑھا دو۔ اور جہاں تک خود اس سعی کے تعدیہ میں کمال حاصل کر سکو کرتے ہوئے حرکت کے تعدیہ کے ذریعہ اور تحریر کے ذریعہ کوششوں کو تام کرتے ہوئے اس خدائے پاک کے آگے جس کے قبضۂ قدرت میں سب کچھ کر دینے کی ایک آن میں طاقت ہے سروں کو جھکا کر انتہائی ظلم کا اقرار انتہائی ندامت کے ساتھ کرتے ہوئے دعائیں مانگو اور انکی قبولیت کا پوری طرح یقین کرو۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی تربیت کرنے والی چیزیں اپنے میں انتہائی تربیت کرنے کی شان رکھتی ہیں اور ان میں زبردست طاقت موجود ہے۔ کلیات اور جزئیات دونوں کی وہ تربیت کرتی ہیں۔ اگر تمہارا رخ جزئیات اور آپ کی بارگاہ عالی کی سفلی چیزوں کی طرف ہوگا تو ان کو قوت پہنچے گی اور ان کی تربیت ہوگی۔ وہ بھی آپ کی ہی چیزیں ہیں۔ نہ معلوم اللہ رب العزت کے یہاں سے کیا کچھ دلوا دیں۔ مگر اس کے باوجود اصل شئے کی تربیت اور اس کی ترقیات و انعامات سے محرومی کا باعث بنکر نہ معلوم کتنی مخلوق کی کتنی زبردست ترقیات ٹوٹ کر اس کے والے صلہ اور انعامات سے محرومی ہو کر خدانخواستہ العیاذ باللہ کہیں گرفت کا ذریعہ نہ بن جائیں۔ میں اپنی دوستوں کے لئے اس کا بہت خطرہ محسوس کر رہا ہوں۔ حق تعالےٰ شانہٗ کی بارگاہ میں رحم آجانے والی صورتوں کے ساتھ اس کے درد و کرب کو اپنے میں پیدا کرتی ہوئے اور اس صفت کے بڑھنے والی کیفیت کے ساتھ کوشش کرتے ہوئے خوب

گڑگڑا کر اس کے لئے دعائیں فرمائیں۔ اور ہر طرف اس کے لئے دعوات کی درخواست بار بار پیش فرماتے رہیں۔ تمہارے علاوہ کے لئے تو انشاء اللہ ترقیات ہی کا دروازہ کھلے گا۔ لیکن تمہاری بلند چیز کے ضیاع پر نہ معلوم تمہارے سے کیا باز پرس ہو جائے۔ فاللہ خیر حافظا وھو ارحم الراحمین۔ حسبنا اللہ ونعم الوکیل۔

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے طریقہ حیاۃ کی سرسبزی اور فروغ کے لئے آپ کی والی دوڑ دھوپ اور طریقہ جد وجہد کی تبلیغ کے تعدیہ میں مہارت والی صفت کے ساتھ کوشش کرتے ہوئے اور اس کی ایک ایک چیز کو انتہائی مغتنم اور تمام حسنات سے اعلیٰ حسنہ قرار دیتے ہوئے اور اس کا یقین کرتے ہوئے اور اسکے نقصان کو ایک ناقابلِ تلافی نقصان یقین کرتے ہوئے اس خاکہ کو ظاہری طور پر انتہائی آپ کے مشابہ بنانے کی جد وجہد اور اس کے تعدیہ کی پوری کوشش کرتے ہوئے اور اس کے خاکہ کے تمام ناکوں اور نالیوں کو اللہ رب العزت کے ساتھ اور حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم والے اذکار و دعوات کے ساتھ اور حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے اس موقعہ والے نصوص کے تاثرات کے تعدیہ کے ساتھ بھر دو اور اس میں قوت پانے کے لئے اپنی خلوتوں کو کسی نہ کسی مقدار میں اللہ رب العزت کے ذکر کی مشق کے لئے اور اس چیز کی عظمت کو اپنے قلوب کی گہرائیوں میں اتارنے کے لئے وقت فارغ کرتے ہوئے مشق کرو۔

مگر اپنے اس مبارک خاکہ کو قوت پہچانے کے لئے اس کے تعدیہ والی صورتوں کے فروغ کے ساتھ اس میں پوری طرح بصیرت پیدا کرنے کیلئے اور حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے نہج پر ہر چیز کے پڑنے پر بصیرت پیدا کرنے

پیدا کرنے کے لئے نمازوں کا، آپ کی والی صورت وسیرت کے ساتھ انفرادی واجتماعی انتہائی اہتمام اور اس میں آپ کے والے فضائل اور وعدہ وعید کا انتہائی استحضار اور آپ کی والی ترغیبات وتہدیدات سے انتہائی تأثر اور دوسروں میں اس کے احیار کے لئے انتہائی فکر وکوشش اور حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے علوم کے ساتھ الاہم فالاہم پر نگاہیں جماتے ہوئے تأثر کی پیداوار اور فروغ کی کوشش کرتے ہوئے ہر موقعہ پر اس کے ساتھ وابستگی اور ہر عمل میں اس کا استحضار اور دوسروں میں اسکی کوشش کرتے ہوئے اپنی ذات سے اسکی پوری مشق کی کوشش دوسروں کی خوبی کو پوری طرح خوبی قرار دیتے ہوئے اس کا وہ درجہ اور عظمت قرار دے کر جو حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی نسبت سے اس خوبی کو حاصل ہے پوری طرح قدر دانی کی مشق کرتے ہوئے اپنی اس کوتاہی پر پوری طرح شرم وندامت وزاری کے ساتھ دعاؤں کا اہتمام رکھیں جو اس اہم نیکی کے ساتھ ہماری ذاتوں سے صادر ہورہی ہیں اور ہر وقت اس مبارک وعظیم کام کے شایانِ شان عزائم اور نیتوں کی بلندی اور صحت کی مشق کرتے ہوئے اپنے کو اس بارہ میں انتہائی کوتاہ اور متہم قرار دیکر ٹوٹے ہوئے قلوب کے ساتھ رہنے کی مشق کرتے ہوئے دوسروں میں اس کی پوری جدوجہد فرمادیں اور ہر چیز اور بات وخیال کو جس سے اس مبارک سنت کو فروغ نہ ہو یا خدانخواستہ اس کی کسی شق کو نقصان پہنچے بیکار قرار دیکر اس سے اجتناب کی مشق کریں اور مجھ گنہگار وسیہ کار ننگ اسلاف کے لئے ان ساری چیزوں پر پڑنے اور قول کے مطابق عمل پر پڑنے کے لئے انتہائی اضطراب واضطرار کی دعوات کے ساتھ متوجہ رہیں۔

حق تعالیٰ شانہٗ آپ جیسے حضرات کے صدقہ اور طفیل سے میری عیوب

کی ہمیشہ ہمیشہ ستاری فرماکر محض اپنے فضل سے بخش دیں اور میرے سے محبت کرنے والوں اور اس دعوت کی بنا پر متوجہ ہونے والوں کو انتہائی مستحکم اقرب الی السنۃ ترقیات سے نوازیں اور اس راستہ کی ساری مشکلات کو مساعدت وموافقت وسہولت وعافیت سے بدل کر ہم ضعفاء کے لئے اس کی سہولت والی صورتوں کو زندہ فرمادیں۔ میں تم سب کے مسئلہ میں انتہائی محجوب اور شرمندہ ہوں۔ اور میرے پاس ان کوتاہیوں کا کوئی جواب نہیں سوائے اسکے کہ حالات اور فضاؤں نے اور اپنے دوست احباب کے انتشار نے اور نقل وحرکت کی دشواریوں نے اور اہل فہم وبصیرت کے اجتماع کے فقدان نے اس میں اور بہت اضافہ کردیا۔ قہر درویش برجان درویش۔ بس کسی کی ذرا کوتاہی نہیں اور میری بہت کوتاہیاں ہیں۔ حق تعالیٰ شانہٗ محض اپنے فضل سے معاف فرمادیں اور میرے پردہ کو چاک نہ کریں۔ ان سب حالات پر اور اپنی ان کوتاہیوں پر جتنا رنج کروں تھوڑا ہے۔ اب یہاں بھی کام کے فروغ کے آثار ہیں۔ فقط

بندہ محمد یوسف غفرلہٗ
ناقل محمد عیسیٰ عفی عنہٗ

وصایا حضرت مولانا محمد یوسف صاحب رحمۃ اللہ علیہ

مقصد | مقصد یہ ہے کہ محنت میں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا طریقہ

۱؎ یہ وصایا حضرت مولانا محمد یوسف رحمۃ اللہ علیہ نے ایک موقعہ پر چند اہم حضرات کو فرمائی تھیں۔

زندہ ہو اور زندگی کے شعبوں میں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے طریقے چالو ہوں جس کی صورت یقینوں کا زندہ کرنا اور عبادات کا صحیح نہج پر قائم کرنا اور حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے اخلاق کی مشق کرنا اور ان ساری چیزوں کے وجود میں آنے کیلئے علم اور ذکر کی عام فضائیں قائم کرنا ہے۔

جس کا طریقہ یہ ہے کہ وہ اعمال جن میں بظاہر انسان کو اس دنیا کی کامیابیاں ملتی ہوئی دکھائی نہیں دیتیں اور اللہ اور اللہ کے رسول نے ان میں کامیابیاں بتلائی ہیں۔ مثلاً عبادات و اخلاق، ان کو ان کی حقیقت پر لانے کیلئے محنت کرنا۔ اس یقین کی مشق کے ساتھ کہ اگر ہماری یہ عبادات حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم والی پابندیوں کے ساتھ ہم میں زندہ ہو جائیں گی تو حق تعالیٰ شانہ اپنی قدرت سے ہمیں کامیاب کر دیں گے اور خدا کے بندوں کے ساتھ اگر ہمیں ان کے طریقوں پر پابند بن کر چلنا آجائے گا تو اللہ کی مددیں متوجہ ہونگی۔ جتنا ان عبادات و اخلاق کے ان کی حقیقت پر آنے کے لئے ان کے وعدہ و وعید کا علم حاصل کر کے اس کے اوپر اس یقین کے ساتھ عبادات و اخلاق اختیار کئے جائیں گے اُتنا ہی زندگی کے سارے شعبوں میں یقین کی جھلک پیدا ہوگی۔ پھر ان عبادات و اخلاق کے جو طریقے بتلائے گئے ہیں ان کے سیکھنے سکھانے کی شکلیں اختیار کر کے ان کی ظاہری شکل کو جتنا بنایا جائے گا۔ اور اللہ رب العزت کے ذکر کے ذریعہ ان عبادات میں خشوع کی جتنی مشق کی جائیگی جتنا ان عبادات کو اللہ رب العزت کے راضی کرنے کے جذبے سے کیا جائے گا اُتنا ہی ان عبادات والے وعدے وجود میں آئیں گے۔ اور انہی اساس پر اخلاقی زندگی وجود میں آئے گی۔ اور پورا معاشرہ ان ہی اساس پر دین کے طریقوں پر زندہ ہو کر رحمت و انعامات کے دارین میں حصولِ منافع کا ذریعہ بنے گا۔

خلاصۂ کلام پانچ٥ چیزوں پر جب اعمال آجائیں گے تو دین کا نقشہ وجود میں آجائے گا۔
یقین١ کی خصوصیت۔ علم٢ کی شکل۔ خدا٣ کا دھیان۔ رضاء الٰہی٤ کا جذبہ اور نفس٥ کا مجاہدہ۔
پہلے١ درجہ میں یہ عبادات میں مطلوب ہیں۔ دوسرے٢ درجہ میں اخلاق ہیں۔ تیسرے٣ درجہ میں معاشرہ ہیں۔
اب ان عبادات کو ان پانچ٥ پر لانے کے لئے سب سے پہلے محنت کیجائیگی اور ان پانچ٥ باتوں کو عبادات میں زندہ کیا جائے گا۔ عبادات ان پانچوں پر زندہ ہوں گی بقیہ شعبوں میں یہ پانچوں چیزیں چل جائیں گی اور جب زندگی کے شعبے ان پانچ٥ کے ساتھ چلنے لگیں گے تو عبادات کی طرح بقیہ شعبے بھی خدا کی مددوں کے نزول کے باعث بنیں گے۔
بس تبلیغ کا طریقۂ کار ان اپنی عبادات کو ان پانچ٥ کے مطابق ہونیکی محنت کرتے ہوئے دوسروں کو ان پانچ٥ باتوں کے ساتھ عبادات کی مشق کی طرف کھینچنا ہے۔ اس کے لئے مقام پر محنتیں کرنی ہیں اور اسی کے لئے محنت کے لئے علاقوں میں پھرنا ہے اور ملکوں میں جانا ہے۔

طریقۂ کار طریقۂ کار میں کچھ آدمی اکٹھے ہو کر محلوں میں ہفتہ میں دو٢ دفعہ گشت کر کے لوگوں کو اکٹھے کر کے اس مقصد کی طرف متوجہ کرتے ہیں اور مشق کے لئے باہر نکلنے کا مطالبہ کرتے ہیں۔ جس میں ہر شخص سے ساری عمر میں تو چار مہینے مانگتے ہیں۔ ہر سال میں چالیس٤٠ دن ہر مہینہ میں تین٣ دن۔ اپنی اپنی وسعت کے مطابق خرچہ لیکر نکلنے پر آمادہ کرتے ہیں۔ جو لوگ تیار ہوجاتے ہیں ان کو جماعتیں بنا کر روانہ کر دیتے ہیں اور جن جگہوں پر اس کام

کے جاننے والے ہیں ان کی زیر نگرانی اس مشق کے طریقے سیکھنے کے لئے روانہ
کر دیتے ہیں۔ جو لوگ سیکھ جاتے ہیں ان کو دوسرے علاقوں اور ملکوں میں اس
مقصد اور طریقۂ کار کو پھیلانے کے لئے ان کے اپنے خرچوں کے ساتھ روانہ
کر دیا جاتا ہے۔ باہر نکلنے کے زمانے میں اپنے چوبیس ۲۴ گھنٹوں کو علاوہ سونے
کھانے کی ضروریات کے وقت کے چار ۴ چیزوں میں وقت کو مشغول رکھنے کی کوشش
کی جاتی ہے۔ کچھ وقت اس کام کی دعوت میں خرچ کیا جاتا ہے۔ جس کے لئے
خصوصی افراد سے بات چیت کرنے کے لئے دو ۲ تین ۳ افراد بھیجدیئے جاتے
ہیں جو سلیقہ سے انہیں اس بات کو سمجھائیں اور اپنے ساتھ محنت میں شریک
ہونے پر آمادہ کریں۔ کچھ وقت پوری جماعت پورے محلے یا بازار میں گشت
کر کے مسجدوں میں جمع کر کے عام مجمع کو اس بات کو سمجھانے کی کوشش کرتی
ہے اور جو جتنے وقت کو تیار ہو جائے اللہ رب العزت کی توفیق سے انہیں پھر
دوسری جگہ اسی مشق کے لئے روانہ کر دیا جاتا ہے۔ اس سے فراغت پر تعلیم
کے حلقے قائم کئے جاتے ہیں۔ جن میں دین کے جذبات پیدا کرنیوالی کتابوں
کی تعلیم ہوتی ہے۔ یعنی ایک آدمی سناتا ہے اور سب غور سے بیٹھ کر سنتے
ہیں اور کچھ وقت نماز کی چیزوں کے سیکھنے سکھانے میں خرچ کرتے ہیں۔ اسکے
علاوہ نمازوں کی خشوع خضوع کی مشق کے ساتھ کثرت کرنے کو کہتے ہیں۔
اور بقیہ وقت کو قرآن پاک کی تلاوت میں اور تسبیحات و اذکار میں مشغول
رکھنے کی تاکید کی جاتی ہے۔ اس کے علاوہ معاشرت میں اپنی طبیعت کے
خلاف ایک دوسرے کی خدمت گذاری، قدر و منزلت، اکرام و اعزاز کی
مشق کی طرف متوجہ کیا جاتا ہے۔ کھانا پکانا، بوجھ اٹھانا، ضروریات کی فراہمی
نوبت بہ نوبت جماعت کے افراد کرتے ہیں اور آپس کی ہمدردی و غمگساری

کا مادہ پیدا کرنے کی مشق کی طرف متوجہ کیا جاتا ہے اور نکلنے کے زمانے میں سوائے ان بنیادی مشق کی باتوں اور کاموں کے اور کسی بھی کام اور بات کی طرف متوجہ نہ ہوں تاکہ پوری توجہ کے ساتھ مشق کرنے سے یہ مٹا ہوا راستہ زندہ ہو۔

جب جماعتوں سے مقاموں پر واپس ہو جائیں تو ان سارے عملوں کی اپنے مقام پر کرنے کی کوشش اگرچہ تھوڑی مقدار میں ہو جن کی مشق کے لئے نکلے تھے۔ جسکا کم سے کم ضابطہ یہ ہے۔

ہفتہ میں دو گشت کرلیا کریں۔ کسی ایک شب میں جمع ہو کر اس محنت کے وجود میں آنے کے لئے محنت کرلیا کریں۔ روزانہ گھنٹہ بھر تعلیم کرلیا کریں اور نوافل اور تسبیحات کا کوئی نہ کوئی معیار قائم کرلیں اور اس کی پابندی کرتے رہیں۔

آخری بات یہ ہے کہ مقامی اور بیرونی جتنی قسم کی بھی محنتیں کی جائیں دعوت کی تعلیم کی عبادات کی اخلاق کی۔ اس میں اپنی جان و مال لگانا مقصود ہو محض اس لئے کہ اللہ رب العزت راضی ہوں اور امت میں اللہ رب العزت کے راضی کرنے کے لئے محنت کا اور جان و مال کے خرچ کا رواج پڑے کیونکہ اخلاص کے بغیر کسی عمل کا ثمرہ مرتب نہیں ہوتا۔ حب جاہ، شہرت، ریا، لالچ وغیرہ خبیث و مہلک صفات سے احتراز کی پوری کوشش کی جائے۔ یہاں تک کہ اگر کسی کے کھانے کی بھی دعوت قبول کی جائے تو کھانے کا لالچ قبول کی وجہ نہ ہو بلکہ کام کے لئے مفید ہونا اس کے قبول کرنے میں مطمح نظر ہو۔

کیونکہ یہ امت کے ہر فرد کے لئے اپنی جان و مال کے خرچ کی ایک مخصوص طریقہ سے مشق ہے۔ اس لئے ایسی ساری صورتوں سے احتراز کیا جائے گا جو اس مشق میں جان و مال کے خرچ کی کمی کا باعث ہوں یا نام و نمود

اور شہرت وجاہ کی طرف مشق کرنے والوں کو کھینچنے والی ہوں :۔ مثلاً سفر اپنے اپنے خرچ پر اٹھایا جائے گا دوسروں کے خرچ پر نہیں۔ اور اخبار و اشتہارات اور ہر قسم کے رواجی پروپیگنڈے سے احتراز کیا جائے گا۔ اور بحث مباحثہ سے اور اختلافی مسائل سے اور وقت کی متنازعہ صورتوں سے احتراز کیا جائیگا اور جہاں تک ہوسکے جفاکشی، سادگی، تواضع، انکساری، خواہشاتِ فانیہ کی قربانی کے ساتھ اس مشق کو بڑھایا جائے اور پھیلایا جائے۔ یہی اس کام کا مزاج ہے جسکی وجہ سے اس کام کے اثرات اللہ کے فضل وکرم سے بڑھ رہے ہیں۔ کیونکہ اسمیں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے مبارک صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین کے طرز محنت کو سامنے رکھا گیا ہے۔ اب جتنا ان کی شباہت میں قدم بڑھینگے اُتنا اس کے اثرات بڑھینگے اور جتنا اسمیں کمی آئیگی اثرات کم ہوتے جائینگے۔

ملفوظاتِ یوسفی

(۱) ایک محنت کا نقشہ ہے اگر وہ نقشہ وجود میں آجائے تو قومیں اسلام میں داخل ہوجائیں۔ اگر وہ نقشہ وجود میں نہ آئے تو پھر مسلمان دوسرے مذاہب میں داخل ہوتا ہے۔ اگر اس نقشے کے بغیر ہم دنیا کے ملکوں میں دعوت دیں تو وہ اسلام میں آکر بھی اسلام سے نکل جائینگے۔ جس طرح حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز روزہ حج دیا اسی طرح محنت کا طریقہ بھی دیا۔ نبیوں کی دعوت مسلمان کو ملی۔ مسلمان یہ سمجھ رہا ہے کہ لوگ کمائیں کھائیں اور اپنا موجودہ نقشہ چلائیں۔

(۲) دعوت کے نقشہ کے ساتھ غیر مسلم اسلام میں داخل ہوتا ہے۔

③ دعوت کا کامل نقشہ یہ ہے کہ دعوت دینا اور اس کے مطابق زندگی بنانا
دعوت کی نقل و حرکت شخصی نہ تھی مجموعی تھی۔ اور لوگ مذہب جو قبول
کیا کرتے ہیں شخصوں سے نہیں کیا کرتے بلکہ مجمع سے کیا کرتے ہیں۔
مذہب مجموعہ کو ایسا بنانے والا ہے۔ عملی زندگی ہے۔ افراد ان غیر مسلموں
کے یہاں بھی ریاضت و مجاہدہ والے ملتے ہیں۔ اگر ہماری بات سے متأثر
ہو کر جائیں اور اپنے مجمع سے بات کریں تو وہ کہینگے کہ اگر مسلمانوں کے
یہاں افراد ایسے ہیں تو ہمارے یہاں بھی ہیں۔ وہ بھی اپنے افراد کی
تاریخ نکال دیں گے چاہے وہ واقع میں نہ ہوں۔
دعوت جو چلے گی وہ ایک آدمی کے دینے سے نہ چلے گی۔ اجتماعی زندگی
لائیں گے اس میں کھانا پینا، عادات، نظریات، تخیلات، حاکموں اور
غریبوں کے ساتھ کو دیکھیں گے۔ اپنی مدد خود کرنے کو دیکھیں گے۔
④ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی جو دعوت ہے ایک تو اسمیں نقل و حرکت ہے۔
اور نقل و حرکت اجتماعی ہے۔ (ہر ایک) اپنا پیسہ خرچ کر رہا ہے اور آخر
میں خیر خواہی مقصود ہے۔ ملک اور اقتدار مقصد نہیں۔ صرف یہ جذبہ کہ
خدا ان سے راضی ہو جائے۔ تمہارے ملک و مال کے لئے نہیں آئے
بلکہ اس لئے آئے ہیں کہ جب تم ان کلیوں پر آؤ گے تو خدا تم کو چمکا ئینگے۔
پھر وہ تمہاری اجتماعی زندگی مساواتِ معاشرت و محبت کی زندگی دیکھینگے
تو وہ مسلمان ہوں گے۔ ایک وقتی طور پر جماعت کو دیکھ کر مسلمان ہو گیا۔
لیکن وہ مقامی آدمیوں کے ساتھ لگ گیا۔ جو مسلمان حضورؐ کے زمانے
میں ہوتا تھا وہ مدینہ منورہ آتے تھے تو مدینہ کے لوگ ان کو دین سکھلاتے
کھانا کھلاتے تھے تحفے بھی دیتے تھے۔ جب وہ واپس گئے تو

ان کے قبیلوں نے دیکھا کہ مدینہ منورہ سے جو لوگ دین سیکھ کر آئے ان کو دیکھا کہ وہ خوش حال ہو کر آئے۔ آپس کا تعاون سیکھ کر آئے تو ان کو دیکھ کر تمام قبیلہ مسلمان ہو جاتا تھا۔ اب بات یہ ہے کہ جب دعوت دی جاتی ہے اور لوگ مسلمان ہو جاتے ہیں جب اس کے مطابق اپنے یہاں دوسروں کی زندگی نہیں دیکھتے تو وہ مضبوط نہیں رہتے۔ تو اب اگر ہم اسلام کی دعوت دنیا میں اٹھائیں تو مسلمان کو داعی بنانا ہے۔ کھانا کھلانے والا بنانا ہے۔ تو غیر مسلم ہماری زندگی کو دیکھ کر مسلمان ہوں گے۔ ہم غیر مسلم کو دعوت دیں گے تو ہم پر اس کے فریضے آکر پڑیں گے۔ ان کو بھی دین کو سکھانا، کھانا کھلانا، زکوٰۃ کا ادا کرنا، غریبوں پر خرچ کرنا ہم پر آئے گا۔ اگر ہماری ایسی فضا نہ ہوگی تو اگر ایک فیصد مسلمان بھی ہو گیا تو زندگی دیکھ کر اپنے مذہب میں واپس لوٹ جائے گا۔ آج مسلمان مزدور، مزدوری کے اعتبار سے باتیں کرتا ہے۔ آپس میں مسلم اور غیر مسلم کی تفریق بغیر اب یونینیں ہیں۔ زراعین کی مزدوروں کی تاجروں کی یونینیں۔ اب کاموں کے کرنے کے طریقے غیر مسلموں کے آگئے۔ ایسی صورت میں اگر کمیونسٹ کوئی تحریک اٹھائیں، تو یونینوں والے اٹھیں گے ان کے کہنے پر۔ اور سب ان کی طرف ہو جائیں گے۔ اسی طرح اگر سرمایہ دار کو گولی لگے تو جو اسکی مدد کو آئے گا تو یہ معلوم ہو جائیگا کہ امریکہ کے کتنے ساتھی ہیں اور کمیونسٹ کتنے ہیں۔

(۵) حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں ایسا نقشہ بنایا گیا تھا کہ دعوت تعلیم عبادات سب کا مزاج بن گیا تھا۔ اب تو دعوت دی اور اس کو نظام الدین رائے ونڈ جا کر سیکھ آؤ۔ کہہ دیتے ہیں جب امت کا مزاج

ایسا بن جاوے تو ہر جگہ کے لوگ سکھانے والے بن جائیں گے۔ دعوت آج کے مفہوم میں خالی دوسرے کو قائل کر دینا ہے۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم والا نقشہ ہے کہ دعوت کا کام ایسا ہو کہ اگر وہ مرتد ہو جائے تو سمجھاتے بجھاتے اور اگر نہ سمجھے تو اس کو قتل کرتے۔ لیکن جب قتل کریں تو کوئی ہاتھ نہ اُٹھا سکے۔ جب تک کفر کی چالیں چلیں گی اس وقت تک چالیں چلائیں گے اور جب چالیں نہ چلیں گی تو تشدد پر آئیں گے۔ ہم داعی تیار کر رہے ہیں پیسے سے کب تک دعوت چلائینگے کب تک پیسے سے تعلیم چلائینگے۔ بغیر ٹریننگ کے اپنوں کو ہی مارینگے۔

۶ پہلے سے کیونکہ نظام الدین سے کام ہو رہا ہے اس لئے ان سے مشورہ کرنے کے لئے ان کو بلاتے ہیں۔ اس کام کو جنھوں نے ابتداء میں کیا ہے کچھ یہاں ہیں کچھ وہاں ہیں اور کچھ مکہ مکرمہ میں ہیں۔ اب وہ کام کرنے والے آپس میں مذاکرہ کرتے ہیں۔ اس کام کے اصولوں پر جمانے کے لئے۔ کیونکہ وہ کام کرنے والے ہیں اس لئے ان کو مشورہ کے لئے بلاتے ہیں۔

۷ خرچ کی نوعیت یہ ہے کہ جان و مال دونوں کا خرچ قرآن وحدیث نے بتلایا ہے۔ آپس میں ہی خرچ کر لیا جاتا ہے جو کام میں شریک ہوتی ہیں۔

۸ **عُلمَاء** کام کی اہمیت جن کے ذہن میں آجاتی ہے اور کام کی نوعیت جن کے ذہن میں آجاتی ہے وہ اس میں شامل ہو جاتا ہے۔ اس میں علماء بھی ہیں اور عوام بھی ہیں۔ اور علماء کو دوسرے دین کے کام بھی ذمہ ہیں اس لئے اس میں کم شرکت کر پاتے ہیں۔

آپ جو آدمی بھیجنا چاہیں گے ہم ان کو سکھانے میں سمجھانے میں آپ کی

مدد کریں گے۔

⑨ شریعت میں جو حکم ہے ہم اس کو مانتے ہیں۔ یہ جزئیات کلیات پر متفرع ہیں۔ پہلے کلیات سمجھ لیتے ہیں جن سے جزئیات سمجھ میں آجائیں۔ ان کلیات پر محنت کرنا ہے ہم جزئیات نہیں چھیڑتے۔ ہماری جماعت میں ہر طرح کے آدمی ہیں وہ سب ایک طرح کی مشق کرتے ہیں۔

⑩ مقصد یہ ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی کے طریقے زندگی کے ہر شعبے میں زندہ ہوں اور عام مسلمانوں میں حق تعالیٰ شانہٗ کی مرضی کے مطابق معاشرہ کی اصلاح وجود میں آئے۔ اور اس کی صورت اس وقت تک ممکن نہیں کہ معاشرے کے جو اساس ہیں وہ وجود میں نہ آجائیں، یعنی کامیابیوں کے خدا کے ہاتھ میں ہونے کا یقین اور حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے طریقہ سے اللہ سے کامیابیاں لینے کے انحصار کا یقین اور اس کے سیکھنے سکھانے کی عمومی فضائیں جبتک قائم نہ ہوں گی معاشرہ قائم نہ ہوگا۔

⑪ اور ان طریقوں کے ضیاع پر جو مصیبتیں آرہی ہیں وہ ختم ہوں اور ان طریقوں کے وجود پر جو دارین کی نعمتیں وعدہ کی گئی ہیں وہ دارین میں حاصل ہوں اور حق تعالیٰ شانہٗ کی خوشنودی اور رضا حاصل ہو۔ ہمارا کام ہے کہ پبلک کے جان ومال کو اسلام کے پھیلانے میں لگانا اسلام طریقوں کا نام ہے اور جب خصوصیت پیدا ہوں گی تو لوگوں کو بدلنا خود اسلام کی دعوت ہے۔ جب غیروں میں اسلام کی دعوت دی جاتی ہے لیکن جب وہ طریقوں میں کوئی فرق نہیں دیکھتے تو اسلام نہیں پھیلتا۔

۱۲ جب پبلک اسلام کے پھیلانے والی بنائی جائے گی تو یہ اپنی زندگی کے طریقے بھی بدلے گی۔ اسلامی زندگی کی حقانیت بتانے کو بھی سیکھے اور اپنی زندگی کے طریقوں کو بھی اس کے مطابق بدلے۔ اس سے اسلام پھیلے گا۔

۱۳ ہمارا مطمحِ نظر ہے کہ یورپ و ایشیا کی قومیں اسلام میں آئیں، لیکن اس کام کو نہ کوئی حکومت کر سکتی ہے نہ کوئی سرمایہ دار کر سکتا ہے۔ پبلک کو پبلک ہی کے پیسے سے نکالنا پبلک کا ذہن ہو کہ پیسہ لگانا ہے۔ اب پبلکی طور پر کام کو اُٹھائیں گے تو اس کا ذہن بنے گا۔ اس پبلک میں سرمایہ دار غریب تاجر زارع عہدہ دار سب ہی آئیں گے۔

۱۴ نیکیوں کو گناہ سمجھ کر رونا شروع کر دو گناہوں کا دروازہ بند ہو جائیگا۔

۱۵ ساری عبادات کا نچوڑ قوتِ دعا پیدا کر لینا ہے۔

۱۶ تبلیغ سے مراد کیا ہے؟ تبلیغ کام کرنے والے کا وصف ہے۔ یعنی ہر

۱۷ عمل کو بصفتِ تبلیغ کرنا۔

۱۸ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جس صفت سے زندگی گزار رہے تھے اور جس صفت سے دین کا کام کر رہے تھے وہ صفت "تبلیغ" ہے۔ پہلے درجہ کی بات یہ ہے کہ طاقت اور کسی چیز پر خرچ نہ ہو صرف اللہ پر خرچ ہو جتنی یہ چیز حاصل ہو جائے (یہ اجمال ہے) پھر اسکی تفصیل یہ ہے کہ اس طرح خرچ ہو (معروف) اور اس طرح خرچ نہ ہو (منکر)

۱۹ **تبلیغ کی نیت** ہر عمل میں اس نیت سے شرکت کہ یہ عمل بارگاہِ نبوت میں کس طرح تھا۔ جو عمل کر رہے ہو اس میں یہ چھ نمبر لگا دو۔

کلمہ کی ذہنیت ۔ نماز کا طریق ۔ علم کی تلاش ۔ ذکر کی کیفیت ۔ دوسروں میں جدوجہد ۔ اللہ کی رضا ۔

۲۰ اسلام کیا ہے ؟ جان و مال کا خدا پر خرچ ۔

۲۱ عبادت کیا ہے ؟ تجرد کے ساتھ خدا کا عمل ۔

۲۲ نماز کیا ہے ؟ خدا سے لینا ۔

۲۳ دعوت کیا ہے ؟ مخلوق کو دینا ۔

۲۴ یقین تو ہر وعدہ کا کرو لیکن غرض نہ بناؤ ۔ (وجہ عمل وعدہ نہ ہو بلکہ اللہ کی رضا ہو ۔)
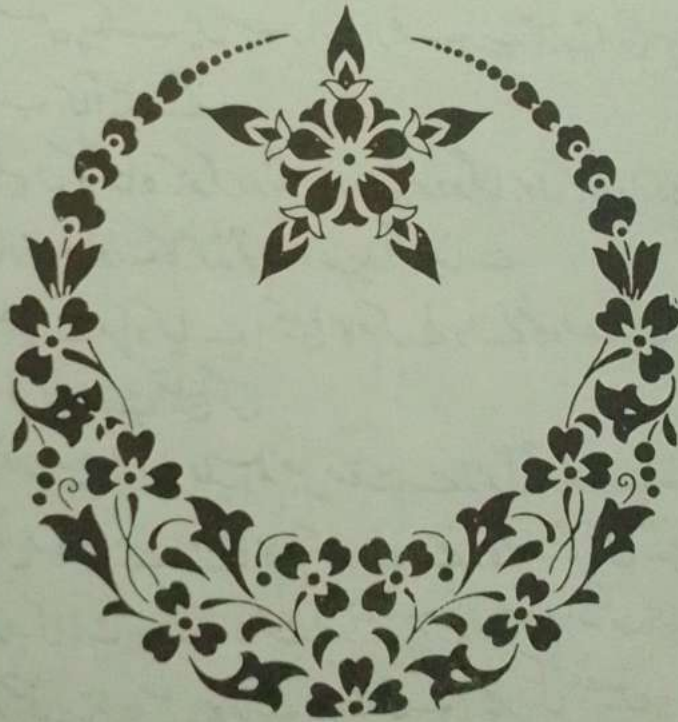
حضرت مولانا محمد یوسف صاحبؒ کا دورۂ پاکستان:

آخری ایام اور وصال کی مصدقہ حالات:

۲۰ اپریل ۱۹۶۵ء ۷۸۶ بروز جمعہ

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ:

ملتان کے بعد کنگن پور، ٹل، راولپنڈی کا سفر رہا۔ کنگن پور میں مجمع کافی تھا۔ مگر دلجمعی کم تھی۔ ٹل میں حضرت جی کی عجیب کیفیت تھی۔ انکے (اہل علاقہ) کی سادگی اور جفاکشی کو ایک نعمت فرمایا کہ یہ اسلام کی اصل مایہ ہے اور انکی جوانمردی پر فرمایا کہ یہ آج مال حاصل کرنے پر خرچ ہو رہی ہے۔ اسکو دین کی اشاعت پر خرچ ہونا چاہیئے تھا۔ ٹل کے سارے تاجروں نے ڈو دن تمام دوکانیں اور بازار بند کر دئے تھے۔ پنڈی مردان اور صوات میں دیہاتی طبقہ کافی آیا ہوا تھا۔ جامع مسجد صدر میں اجتماع ہوا۔ خلاف معمول بارش خوب ہوئی۔ پھر رائے ونڈ کے اجتماع میں آگئے۔ دس پندرہ ہزار کا مجمع ہوگا۔ کھانے پینے کا نظم بھی اچھا چلا۔ شہری طبقہ کافی آیا تھا۔ حضرت جی کے بیانات بھی نرالے تھے۔ کلمہ کے نمبر کے ساتھ اب کے عبادت پر بہت زور تھا۔ ایک عرب کے شیخ محمد سلیمان جو کہ دمام میونسپلٹی کے صدر ہیں اور انشورنس

نوٹ:- بندہ نے یہ خط حضرت شیخ الحدیث رحمۃ اللہ علیہ کو لکھا تھا اور اس کی نقل بندہ کی بیاض میں تھی جس میں سے اس کو نقل کیا گیا۔

تصدیق شدہ بھائی محمد بشیر صاحب جی پی او پاکستان۔ عبدالوہاب صاحب رائے ونڈ۔ عبدالمالک صاحب رائے ونڈ اور کئی احباب پاکستانی۔

محمد عیسیٰ فیروزپوری

کے محکمہ کے ڈائرکٹر ہیں۔ وہ بھی بھائی عبد الباسط الخبر والوں کے ساتھ رائے ونڈ
میں پہنچ گئے تھے۔ ان کا بیان بھی ہوا۔ انھوں نے علمار کرام کے تعلیم کے ساتھ
حلقہ میں شرکت بھی فرمائی اور بعد میں بیان بھی عجیب انداز اور درد کے ساتھ
فرمایا کہ مختلف دوروں میں اللہ مختلف شیوخ سے اپنے دین کا کام لیتے رہے ہیں۔
اور اس صدی میں شیخ محمد الیاس رحمۃ اللہ علیہ سے کام لیا ہے اور امت کی
رہبری فرمائی ہے۔ اب مسئلہ آپ (علمار کرام) کے ہاتھ میں ہے۔ اگر آپ
کھڑے ہو گئے تو امت کی ڈوبتی ہوئی کشتی سلامتی کے ساتھ منزل پر پہنچ
جائیگی۔ اور اس کام کے ظاہر ہونے کے بعد اگر اسمیں غفلت ہوئی تو خطرہ عظیم
ہے۔ علمار کرام کے مجمع کو خوب رلایا اور خود بھی روئے۔ تین چار سو مختلف
کالجوں کے طالب علم آئے ہوئے تھے اُن سے خالد صاحب لیکچرار علیگڑھ یونیورسٹی
نے خصوصی بات چیت کی۔ لڑکوں نے بہت اچھا اثر لیا۔ انھوں نے بتلایا کہ
کس طرح یونیورسٹی علی گڈھ کمیونسٹوں کا اڈہ بنی ہوئی تھی اور پھر اب کس طرح
دین کی فضار اس کام کی برکت سے پیدا ہو رہی ہے۔ اور اب کے علی گڈھ یونیورسٹی
کے تمام پروفیسروں کا اجتماع ہوا۔ اور اس میں حضرت جی کی تقریر ہوئی۔ آپ نے
فرمایا (حضرت جی) کہ ولایت کی دو قسمیں ہیں۔ ایک یہ کہ سب کچھ چھوڑ کر جنگلوں
میں نکل جانا۔ تزکیہ اختیار کرنا۔ اور اللہ کی طرف چلنا۔ یہ ولایت کا ادنیٰ درجہ ہے۔
اور دوسرا ولایت کا اعلیٰ درجہ ہے کہ جس شعبہ میں چل رہے ہیں اسکو ولایت
والوں کی صفات سے چلانا۔ اس کے لئے اپنے اپنے شعبوں سے نکل نکل کر اپنا
یقین۔ عبادت اور اخلاق بنانے کی ضرورت ہے۔ ان چیزوں کو بنا کر پھر
شعبوں میں لگ جائے۔ رائے ونڈ میں کالج کے طالب علموں نے کثرت سے
اوقات لکھائے۔ ستر جماعتیں نقد نکلیں (رائے ونڈ) سے۔ الوداع کے

وقت حضرت جی کی رقت انگیز تقریر نے عرب کے شیخ تک کو رُلا دیا۔ اجتماع کے بعد جنرل حق نواز صاحب کی کوٹھی پر ایک دن اور عبد الرحمن قریشی صاحب جی ایم اے ڈی سی کی کوٹھی پر دوسرے دن افسروں کا اجتماع ہوا۔ دونوں جگہ ملا کر تقریباً ایک سو افسروں اور کالج کے پروفیسروں نے بات کو سنا۔ لاہور میں تین شب قیام رہا۔ اس کے بعد ایک دن کے لئے نونار موضع جو کہ نارووال ضلع سیالکوٹ کے قریب ہے میں میواتی لوگوں کا اجتماع ہوا۔ اس اجتماع میں حضرت جی نے سکرات الموت اور غمرات الموت سے بچنے کی بار بار دعا کی۔ جس کو پہلے کبھی نہیں سنا تھا۔ پھر ایک شب لاہور قیام رہا۔ دوسرے دن رائے ونڈ تشریف لے گئے اور تین دن قیام رہا۔ ہر صبح مختلف بیانات فرمائے۔ ایک دن امت کیسے بنی اور اس کا عروج وزوال کیسے ہوتا ہے۔ بیان فرمایا۔ ایک دن فرمایا یہ کام کیا ہے دعوت تعلیم، ذکر، نماز کو زندہ کرنا اور انتظامی امور سب اس کے تابع ہیں وہ اصل نہیں ہیں نہ ہی ان کو کام بنایا جاوے۔ تیسرے دن یہ فرمایا کہ اس کام سے ماحول بنے گا اور کسی کے دل میں درد پیدا ہوگا اور فکر لگے گا کہ یہ امت کس طرح سے یہود ونصاریٰ کے ہاتھ سے چھوٹے اور اسکی درد بھری آہ وزاری پر منجانب اللہ اس امت کے دوبارہ چمکنے کی صورت پیدا ہوگی۔ جیسے تاتاریوں کے زمانہ میں جنھوں نے ۲۲ لاکھ میں سے ۱۸ لاکھ اٹھارہ لاکھ مسلمانوں کو شہید کر دیا تھا، حضرت شہاب الدین سہروردیؒ کے فکر پر دروازہ کھولا۔ اکبر کے دین الٰہی پر حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کے ہاتھوں دروازہ کھولا۔

غرضیکہ خصوصی مجلسوں اور مشوروں میں عجیب عجیب نصیحتیں فرمائیں طبیعت پر بارِ ان ۵۵ روزہ سفر مشرق ومغرب کا اثر تھا۔ کمزوری اور نقاہت کے اثرات تھے۔

دیہاتیوں میں کام بڑھانے پر خصوصی زور دیا اور فرمایا آئندہ ہمارے سفر میں اجتماعات کو دیہاتوں میں رکھا جائے اور شہری طبقہ کو دیہات کی فضا میں لاکر بات سنائی جائے۔ سرحدی علاقہ میں کام کو بڑھایا جاوے۔ اور مشرقی پاکستان میں کوشش کو بڑھایا جاوے اور اسلامی ممالک میں جماعتوں کو کثرت سے بھیجا جائے۔ یہ خصوصی تقاضے بیان فرمائے۔ آخری ایام میں شفقت بہت تھی لوگ پانی لاتے فوراً دم کر دیتے۔ بعض نے پیسوں پر دم کرایا۔ غرضکہ کسی سائل اور اہلِ حاجت سے انکار نہ تھا۔ فوراً توجہ فرماتے تھے۔

بروز جمعرات یکم اپریل کو لاہور بلال پارک عصر کی نماز آکر پڑھی۔ بدھ سے گلے سے معدہ تک سانس کی نالی میں چبھن کی شکایت کر رہے تھے۔ اس دن بیان فرمانے کا ارادہ نہیں تھا۔ مولوی محمد عمر صاحب پالنپوری کو مغرب کے بعد بیان کرنے کے لئے بھیج دیا۔ اور تاکید کی کہ تم کو ہی تشکیل کرنی ہے۔ لیکن لاہور کے دوستوں نے زور دیا اور بار بار تقاضے کرتے رہے آپ انکار ہی فرماتے رہے۔ اور پلنگ پر بھائی یعقوب کے کمرہ میں لیٹے ہوئے تھے۔ مولانا انعام الحسن صاحب۔ قریشی صاحب۔ مفتی زین العابدین صاحب۔ محمد عیسیٰ فیروز پورنگی۔ عبد المالک صاحب سیالکوٹی مقیم رائے ونڈ۔ کمرہ میں آپکے پاس بیٹھے ہوئے تھے اور دوست بھی آتے جاتے رہتے تھے۔ فرمایا مفتی صاحب میرے سانس کی نالی میں چھالیہ سی معدہ سے اٹھکر اوپر کی جانب آتی ہے جس سے سخت تکلیف ہوتی ہے۔ میں پانی پی کر اسے دباتا ہوں جبتک وہ نیچے نہ اتر جائے پانی پیتا رہتا ہوں۔ آپ اس تکلیف کے بارے میں کیا فرماتے ہیں۔ مولوی انعام الحسن صاحب نے ہنستے ہوئے فرمایا مفتی صاحب فتویٰ دیجئے۔ پھر فرمایا بھائی ہماری منزل تو پوری ہو چکی۔

مولٰنا انعام الحسن صاحب نے فرمایا کہ ابھی کہاں۔ ابھی تو آپ کو چین اور روس اور امریکہ اور ہندوستان میں اسلام کو پھیلانا ہے۔ اور سارے ممالک میں اسلام کی دعوت پہنچانی ہے۔ فرمایا کہ پالیسی مکمل ہو چکی اب کرنے والے کرتے رہیں گے۔ پھر پوچھا۔ حضرت جی رحمۃ اللہ علیہ نے کس عمر میں وصال فرمایا۔ مولانا انعام صاحب نے فرمایا باسٹھ ۶۲ سال کی عمر میں۔ فرمایا حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا؟ مولانا نے فرمایا تریسٹھ ۶۳ سال کی عمر میں۔ پھر خود فرمایا کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے بھی تریسٹھ ۶۳ سال کی عمر میں وصال فرمایا۔ اور ہمارے لئے اڑتالیس ۴۸ سال ہیں۔ مولانا نے فرمایا ابھی سے۔ ذرا سکتہ کے بعد فرمایا کیا تریسٹھ ۶۳ سال ٹھیک ہے؟ مولانا نے فرمایا یہ مشورہ کی چیز تھوڑی ہے۔ پھر تو اپنے اپنے لئے طے کرلیں۔

اسی قسم کی باتیں فرما رہے تھے کہ لاہور کے دوست باری باری آئے اور تقاضہ کرتے رہے کہ شہری مجمع کثیر تعداد میں آیا ہوا ہے اور مسجد اوپر نیچے بھری ہوئی ہے۔

آخر میں بھائی عبد الخالق صاحب لاہوری نے شدید تقاضہ کیا اور عرض کیا کہ حضرت تشریف لے چلیں نماز کا وقت قریب ہے۔ جواب دیا کہ اذان دلوا دو اور چلو نماز پڑھ لیں۔ اس پر چند دوستوں نے عرض کیا کہ حضرت تقریر کے لئے عرض کر رہے ہیں۔ قریشی صاحب کی طرف متوجہ ہو کر فرمایا کیا قریشی صاحب مجھے کہنا ہی پڑے گا۔ میں کیا کہوں۔ مجھے جو کہنا تھا سب کچھ کہہ چکا۔ اب مجھے کچھ نہیں کہنا۔ قریشی صاحب نے عرض کیا کہ حضرت احباب کا اصرار بہت ہے اور یہ تقریر اس سفر کی آخری تقریر ہوگی۔ مجمع بھی اچھی صلاحیتوں والا آیا ہوا ہے۔ اس پر حضرت کے چہرے کے آثار بدل گئے اور محمد عیسیٰ فیروز پوری جو کہ

حضرت کا بدن دبا رہا تھا اُس سے فرمایا عیسیٰ! مجھے اٹھا دو۔ عیسیٰ نے ایک ہاتھ سے
حضرت کا ہاتھ پکڑا۔ دوسرے ہاتھ کو کندھے کے نیچے لگا کر پوری طاقت سے
اٹھایا۔ عیسیٰ کا بیان ہے۔ کہ میں پوری طاقت لگا رہا تھا لیکن حضرت مجھ سے اٹھ
نہیں رہے تھے۔ حالانکہ حضرت خود بھی اٹھنے کی طاقت لگا رہے تھے۔ قریشی صاحب
دوڑ کر آئے اور دوسرے کندھے اور کمر پر ہاتھ رکھ کر اٹھانے میں مدد کی۔ دونوں
کے اٹھانے سے بمشکل حضرت جی اُٹھے اور کھڑے ہو کر لنگی باندھ رہے تھے،
پائجامہ اتار رہے تھے کہ سامنے سے مولوی شمس الدین میواتی (قاری بدر الدین
کے بھائی) آگئے۔ فرمایا تم سب ہندوستان کو چھوڑ کر یہاں آگئے۔ وہ مؤدب
خاموش کھڑے رہے۔ پھر خود ہی فرمایا۔ اچھا حضرت شیخ وہاں ہیں۔ وہ ہی بہت
کافی ہیں۔ پھر استنجا فرمایا وضو فرمایا اور تقریر فرمانے تشریف لے چلے۔ مجمع
کافی تھا۔ مسجد اوپر نیچے سے بھری ہوئی تھی۔ باہر کا صحن اور میدان بھی بھرا ہوا
تھا۔ تقریباً سوا گھنٹہ تقریر فرمائی۔ اس میں نماز کی ایک ایک چیز کو کھولا۔ تکبیر تحریمہ
سے سلام پھیرنے تک کی ایک ایک بات کی تشریح کی۔ دورانِ تقریر پسینہ
آتا رہا۔ آپ بار بار پونچھتے تھے۔ درمیان میں پانی بھی مانگا اور پیا۔ تقریر کے بعد
تشکیل ہو رہی تھی آپ پر تکان کے اثرات غالب تھے۔ لیکن عزت پوری ابن
عبد الحمید پوری کراچی والوں کا نکاح پڑھانا تھا جبر کر کے بیٹھے رہے۔ تشکیل کو
روک کر نکاح پڑھایا۔ بہت مختصر خطبہ پڑھا مختصر سی دعا کی اور مسجد کے اندر
سے تیزی سے باہر کو چل دیئے۔ مسجد سے نکل کر حاجی بشیر صاحب کے مکان
کے سامنے جو بالکل مسجد کے ملحق ہے آواز دے کر فرمایا سعد مجھے سنبھالو۔
سعد ابن حافظ صدیق نوحی ایک کار کے قریب کھڑے تھے۔ دوڑ کر آئے اور
حضرت کو سنبھالنا چاہا۔ لیکن وہ گھبرا گئے اور سنبھالنا مشکل ہو گیا۔ انھوں

نے ایک دوسرے کو آواز دی. سعد کی آواز پر ریاض لاہوری دوڑ کر آئے اور دونوں حضرت کو سہارا دے کر لیکر چلے. بھائی یعقوب کے دروازے میں داخل ہوتے وقت ان سے نہ سنبھالا گیا. حضرت لڑکھڑائے اور غشی طاری ہوگئی۔ ان دونوں نے آواز دی۔ دوسرے دوڑ کر بھائی یعقوب اور احسان (بھانجا قریشی صاحب) آئے اور سب نے ملکر اٹھا کر چارپائی پر لٹادیا. خبر ملنے پر سب دوست آگئے. قریشی صاحب، حکیم عبدالحیٔ صاحب (برادر مولوی ضیاء الدین صاحب ٹیکسلا والے) اور ان کے صاحبزادے احمد حسن صاحب بھی آگئے. حکیم احمد حسن کی جیب میں جواہر مہرہ تھا انھوں نے دودھ میں اسے دیا. تو ہوش آگیا. اس سے پہلے بدن ٹھنڈا تھا. نبض بند تھی اور بیہوشی طاری تھی. جواہر مہرہ کھلانے سے ہوش بھی آیا. نبض چلنے لگی. بدن میں گرمائی آگئی. بیہوشی کے دوران پیشاب خطا کر گیا تھا، ٹٹی بھی نکل گئی تھی. حکیم عبدالحیٔ صاحب نے فرمایا کہ یہ دل کا حملہ ہے. ان کے اس فرمان کی وجہ سے ڈاکٹر کرنل ضیاء اللہ کو بلانا تجویز ہوا. کیونکہ یہ بہترین ماہر قلب ہیں. حکیم صاحب نے دوبارہ جواہر مہرہ دیا اور تین چمچے دودھ پلایا. دودھ کو حضرت نے خود ہی نیچے اتارا اور اس سے بدن میں اور زیادہ قوت محسوس ہونے لگی اور کچھ طبیعت سنبھل گئی. کرنل ضیاء اللہ صاحب کو لایا گیا. تقریباً گیارہ بجے شب ڈاکٹر صاحب تشریف لائے. انھوں نے نبض دیکھتے ہی فرمایا کہ یہ (دل کی بیماری)[1] کا شدید حملہ تھا. اس سے بچ جانا ایک معجزہ ہے. ابھی تک ہاتھ پاؤں ٹھنڈے، نبض ۶۰، خون کا دباؤ ۹۰ تھا. ڈاکٹر صاحب نے ہسپتال کے لئے بہت اصرار کیا اور حرکت سے قطعاً منع کیا. یہاں تک کہ کروٹ بھی خود نہ لیں. کمبل بھی خود نہ لیں. رفع حاجت لیٹے لیٹے

[1] یعنی ہارٹ اٹیک۔

ہی کرائی جائے۔ نماز عشاء کا مسئلہ درپیش تھا۔ حضرت نے نماز عشاء ادا نہ کی تھی، جسم اور کپڑوں کو بلا حرکت پاک کرنے کا مسئلہ درپیش۔ آخر کسی نہ کسی طرح یہ سب کچھ کرایا گیا۔ رات کے ساڑھے تین بجے لیٹے لیٹے نماز عشاء ادا فرمائی۔ رات بیچینی میں گذری کبھی نیند آتی کبھی اڑ جاتی۔ نیند کا ٹیکہ لگایا گیا۔ کچھ نیند آئی۔ صبح کو طبیعت میں بشاشت تھی۔ پوچھتے رہے رات کو کیا ہوا تھا۔ اور فرمایا کام کو بڑھایا جاوے۔ اورنگ زیب رحمۃ اللہ علیہ کے علاقہ کے لوگوں میں کام کرنے کی اہمیت کو فرمایا۔ فرمایا کہ یہ ہماری ریڑھ کی ہڈی ہیں۔ حکیم عبدالحئی صاحب کو فرمایا کہ ان لوگوں میں آپ جماعت لیکر جاؤ۔ رات کو ڈاکٹر صاحب نماز اشارہ سے پڑھنے، مکمل آرام کرنے اور بیس روز قیام فرمانے کو کہہ گئے تھے۔ جمعہ کی صبح کو حکیم صاحب سے دریافت فرمایا کیا آپ کی بھی یہی رائے ہے؟ انھوں نے عرض کیا ہماری طب میں بھی یہی رائے ہے۔ کیونکہ حرکت کرنے سے دورہ کا پھر خطرہ ہے۔ قریشی صاحب سے فرمایا۔ آرام کے دوران تقریر کی سفارش تو نہیں کروگے۔ عرض کیا نہیں۔ فرمایا اگر تمہارا کوئی خاص آدمی آگیا تو؟ عرض کیا پھر بھی نہیں۔ فرمایا اگر ہمارے ہی جی میں آگیا تو۔ قاری رشید خورجوی نے عرض کیا ہم سب ملکر آپ کو روک دینگے۔ اتنے میں چائے کا وقت ہوگیا۔ آپ سے پوچھا تو فرمایا لے آؤ۔ ایک پیالی چائے نوش فرمائی اور ایک توش بھی کھایا۔ بہت سی باتیں فرماتے رہے۔ تقریباً ساڑھے دس بجے دن بروز جمعہ ڈاکٹر کرنل ضیاء اللہ صاحب پھر تشریف لائے۔ آتے ہی پوچھا سانس کی تکلیف اور کھانسی تو رات میں نہیں تھی۔ کہا گیا نہیں۔ ڈاکٹر صاحب نے زور سے فرمایا الحمدللہ اور کہا کہ اتنی جلدی صحت میں ترقی ہمارے خیال سے باہر کی چیز ہے۔ ڈاکٹر صاحب نے فرمایا نبض ١٢٠ ڈاکٹر نبض ١١٠ رہا کرتی تھی (خون کا دباؤ ١٢٨ تھا۔ حالت اچھی تھی۔ ڈاکٹر صاحب نے دل کی حرکت کا تحریری چارٹ

ای کارڈیوگرام بھی لیا۔ اسے دیکھ کر ڈاکٹر صاحب نے فرمایا۔ ابھی دل پر مرض کا اثر باقی ہے. لیکن آج ڈاکٹر صاحب نے ہسپتال کا زور نہیں دیا اور کہا ڈاکٹر اسلم صاحب نگرانی کرتے رہیں گے. دن میں کبھی نیند آتی تھی اور کبھی اکھڑ جاتی تھی۔ سہارنپور روانگی ملتوی ہونے کا تار دیا گیا۔ حضرت نے فرمایا میری پوری حالت سے حضرت شیخ الحدیث صاحب کو مطلع کر دو۔ فون کے ذریعہ مطلع کیا گیا۔ جمعہ کا دن تھا سب احباب غسل کرنے اور کپڑے بدلنے جمعہ کی تیاری میں مصروف ہو گئے۔ حضرت نے تقاضہ فرما کر لاہور کی تمام مسجدوں کو جن جن میں جمعہ ہوتا ہے جماعتیں روانہ کرائیں، چنانچہ آنے والے مہمانوں کے ساتھ پرانے کارکنوں کو لگا کر جماعتیں بھیج دی گئیں. جمعہ کا وقت ہو گیا تو بقیہ حضرات اور مہمان نماز کو چلے گئے حضرت آرام فرماتے رہے. خطبہ ہوا خطبہ کے بعد نماز کے لئے صفیں سیدھی کی جا رہی تھیں کہ اتنے میں بھائی خدا بخش صاحب نے ڈاکٹر اسلم صاحب کو اونچی آواز سے بار بار پکارا۔ مولانا انعام الحسن صاحب، ڈاکٹر اسلم صاحب، قریشی صاحب اور چند احباب فوراً آ گئے. نماز جمعہ مفتی زین العابدین نے پڑھایا تھا۔ بہت ہی مختصر خطبہ اور نماز ادا کی اور سارے احباب آ گئے. سانس کی تکلیف شروع ہو چکی تھی. قاضی عبد القادر صاحب کو بلوایا۔ ان کا ماتھا پہلے ہی ٹھنک چکا تھا انھوں نے دیکھتے ہی فرمایا وقت قریب ہے آپ لوگ یٰسین پڑھیں. حضرت نے فرمایا تم بھی پڑھو۔ یہ تکلیف دوپہر کی ڈیڑھ گولیاں کھانے کے بعد فوراً شروع ہو گئی تھی جن کو ڈاکٹر کرنل ضیاء اللہ صاحب دوپہر کو کھلانے کے لئے دے گئے تھے. فرمایا مجھے مختصر سی نماز ظہر پڑھوا دو۔ مولانا انعام صاحب نے بہت مختصر نماز پڑھا دی۔ ڈاکٹر اسلم صاحب نے فرمایا دوبارہ حملہ شروع ہو گیا ہے. آکسیجن کے لئے ہسپتال لے جانا ضروری ہے. حضرت آمادہ نہ تھے. مفتی زین العابدین

نے یقین دلایا کہ عورتیں نہیں ہوں گی ہم پہلے چل کر ہسپتال میں اس کا انتظام کرلیں گے۔ تو آپ آمادہ ہوگئے۔

بھائی بشیر فرماتے ہیں کہ جب میں جمعہ کے بعد حضرت کو دیکھنے آیا اور آپ کے کمرہ کے دروازے کو کھول کر اندر داخل ہونا چاہا تو سانس کی کھڑکھڑاہٹ زور زور سے آرہی تھی اور حضرت ربی اللہ ربی اللہ فرمارہے تھے اور میری طرف بڑی بڑی سی آنکھوں سے ایسا گھور کر دیکھا کہ میں حضرت کو دیکھ نہ سکا۔ اور اندر داخل ہونے سے بدن میں کپکپی اور لڑکھڑاہٹ آنے لگی تو میں واپس ہوگیا اور اندر داخل نہ ہوسکا اور باہر موٹر کے انتظام میں چلا گیا۔ مولوی محمد الیاس میواتی کا بیان ہے کہ حضرت نے شام کی دعائیں (حین تمسون) وغیرہ پڑھنی شروع کردی تھیں۔ بھائی یعقوب بلال پارک والوں کا بیان ہے کہ شہادت کی انگلی اٹھاکر لا الٰہ وحدہٗ۔ وعدہٗ ونصرہ عبدہٗ والی حضور کی دعا بھی بار بار پڑھتے تھے۔ کبھی کلمہ شریف پڑھتے تھے۔

موٹروں کا انتظام ہوگیا۔ ایک کار میں مفتی صاحب بھائی بشیر ڈاکٹر منیر صاحب وغیرہ۔ آگے انتظام کے لئے ہسپتال کو روانہ ہوگئے۔ دوسری کار میں (یعنی قریشی صاحب کی) حضرت جی کو لٹایا گیا۔ لیٹتے وقت تکیہ کی طرف بدن کو خود کھینچکر سر کو تکیہ پر کرلیا۔ مولوی الیاس ڈاکٹر اسلم اور مولانا انعام الحسن حضرت جی کی کار میں تھے۔ تیسری کار میں حافظ محمد صدیق صاحب قریشی صاحب اور چند دوسرے ساتھی تھے۔ ریل کا پل پار کرکے گڑھی شاہی کے چوک کے قریب دریافت فرمایا ہسپتال کتنی دور ہے۔ عرض کیا گیا آدھا فاصلہ باقی ہے۔ کلمہ پڑھ رہے تھے لا الٰہ رک رک کر اور الا اللہ پہ زبان میں لکنت اور لڑکھڑاہٹ تھی زبان پھول گئی تھی آنکھیں پتھرا گئی تھیں۔

مولانا انعام الحسن صاحب نے یٰسین شریف پڑھنا شروع کر دی تھی۔
بس وقت موعود آگیا تھا۔ روح پرواز کرگئی۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔
۲۱ برس جو جان دن رات کھپتی رہی۔ یوں اللہ کی راہ میں چلی گئی۔ مولانا انعام الحسن صاحب نے فرمایا کہ ہسپتال مت لے چلو واپس چل دو مگر ڈاکٹر اسلم صاحب کا اصرار آکسیجن دینے کا رہا۔ ۵، ۶ منٹ میں ہسپتال آگیا۔ مولانا انعام الحسن صاحب نے کار سے اُتارنے سے منع فرمایا مگر ڈاکٹر اسلم صاحب کے اصرار پر اُتار اگیا اور ہسپتال میں لیجا کر لٹا دیا گیا۔ ۴، ۵ منٹ دو تین ڈاکٹر مل کر آکسیجن دیتے رہے اور جسم کو دباتے رہے۔ دو انجکشن بھی لگائے کہ قلب کی حرکت شاید شروع ہو جائے مگر نہ ہوئی۔ جب ڈاکٹر منیر صاحب نے مایوسی کا اظہار کیا تو سب رونے لگے۔ حافظ محمد صدیق صاحب اور مولوی الیاس بہت زور زور سے رو رہے تھے۔ لیکن بھائی بشیر ہمت سے رہے۔ قریشی صاحب کی حالت بھی غیر تھی۔ انکو ڈاکٹر منیر نے گولی کھلائی اور احباب ان کو لیکر بلال پارک آگئے۔ بھائی بشیر نے ڈاکٹر منیر صاحب کے ذریعہ ایمبولینس کار کا انتظام کیا اور حضرت جی رحمۃ اللہ علیہ کو اسمیں لٹا کر اور ساتھیوں کو بٹھا کر بلال پارک آگئے۔ چودھری عزیز الدین صاحب تار گھر والے کو پہلے ہی روانہ کر دیا گیا کہ سہارنپور حضرت شیخ کو فون کے ذریعہ حضرت جی کی انتقال کی اطلاع کر دیں۔ بلال پارک پہنچ کر دفن کا مسئلہ در پیش تھا۔ سب کی رائے لاہور یا رائے ونڈ کی تھی لیکن حافظ محمد صدیق صاحب، میاں جی محمد عیسیٰ (یعنی بندہ) اور میاں جی اسحاق اڑ گئے کہ حضرت کو نظام الدین ہی لے جانا ہے۔ ان سب کی طرف سے حافظ صدیق متکلم تھے اور وہ بہت زور زور سے کہہ رہے تھے کہ وہاں ہی لیجائیں گے۔ اور ہم دونوں بھی روتے روتے چلا رہے تھے کہ ہم حضرت کو یہاں دفن نہ ہونے دیں گے کہ مولوی انعام صاحب نے فرمایا کیا اسلام کے خلاف کرانا چاہتے ہو۔ اس پر بھی ہم تینوں نظام الدین

کی ہی کہتے رہے۔ آخر طے پایا کہ حضرت شیخ سے فون پر مشورہ کر لیا جاوے اور جو شیخ فرماویں اس پر عمل کیا جاوے۔ اس پر ہم تینوں بھی متفق ہو گئے۔ حضرت شیخ کو فون کیا گیا۔ تقریباً سوا گھنٹہ میں جواب ملا کہ نظام الدین لانے کی سعی کی جاوے۔ اور اگر انتظام نہ ہو سکے تو رائے ونڈ دفن کیا جاوے۔

یہ اطلاع ملتے ہی عبد الحمید پوری صاحب اور جناب احمد شاہ صاحب چارٹر کے انتظام اور روانگی کے دوسرے امور کے انتظام کرنے چلے گئے اور ملک کے مختلف شہروں کو فون کر دیا گیا۔ ملک نے ریڈیو پاکستان پر اعلان کر دیا۔ مجمع بڑھتا چلا گیا۔ بعد نماز عشاء ۹ بجے شب نماز جنازہ مولٰنا انعام الحسن صاحب نے بلال پارک میں پڑھائی۔ تھوڑی دیر بعد مولانا عبد العزیز صاحب خلیفہ و قائم مقام حضرت اقدس رائے پوری رحمۃ اللہ علیہ نے دوبارہ نماز جنازہ ادا کی۔ کیونکہ وہ بعد میں پہونچے تھے۔ گیارہ بجے اطلاع آگئی کہ چارٹر ہوائی جہاز کا انتظام ہو گیا۔ اور ہند نے بھی اجازت دیدی ۱۲ بجے طیارہ تیار ملے گا۔ چنانچہ ۱۲ بجے ہوائی اڈہ پر پہونچے حضرت جی کو ایک صندوق میں لحاف وغیرہ اوپر نیچے لگا کر لٹا کر بند کر دیا گیا۔ لیکن وہ صندوق بڑا بن گیا تھا جو جہاز کے دروازہ میں داخل نہ ہو سکا۔ اسی لئے ہوائی اڈہ پر دوسرا صندوق بنوانا پڑا اور دوسرے میں لحاف وغیرہ بچھا کر حضرت کو لٹا کر بند کر کے چارٹر میں سوار کیا۔ اسکی وجہ سے ذرا تاخیر ہو گئی۔ طیارہ چارٹر ڈیڑھ بجے رات کو اُڑا۔ مولانا انعام صاحب نے احباب سے رخصتی کے وقت کام کی ہدایتیں دیں اور فرمایا کہ بھائی اب بوجھ آپ حضرات پر کلیۃً آپڑا اسکو ہمت کر کے اٹھاؤ اور کام کو چلاؤ۔

کسی نے پوچھا کتنی سواریاں ہیں؟

حافظ صدیق نے کہا ساتؔ ہیں۔

مولانا انعام صاحب نے فرمایا۔ سب کی جوڑیاں ہیں سوائے میرے اور فرمایا حضرت تو کام کر کے چلے گئے اب اسے کرتے رہنے کی ضرورت ہے۔ جو کریگا اللہ کی مدد اس کے ساتھ ہوگی۔

بھائی بشیر نے کہا کہ حضرت جیؒ بھائی خدا بخش اور چودھری نذیر سے بات کرنا چاہتے تھے مگر نہ کر سکے اب آپ فرماویں۔ چنانچہ آپ نے فرمایا کہ حضرت جی یہی چاہتے ہوں گے کہ اس کام کو اصل بنایا جاوے اور دوسرے ذاتی مشاغل نگرانی کے علاوہ اور کوئی ذمہ میں نہ لیا جاوے۔ اس کے بعد طیارہ پورے ڈیڑھ بجے شب روانہ ہو گیا اور ہم سب دیکھتے رہ گئے۔

ہفتہ کو نظام الدین کو فون کیا، معلوم ہوا کہ تین بجے شب ہوائی اڈہ پر اور ۲½ بجے نظام الدین پہنچے۔ حضرت شیخ ۴ بجے شب نظام الدین پہنچے۔ ۹ بجے دن کے نماز جنازہ پڑھی گئی اور ۱۱ بجے حضرت جی رحمۃ اللہ علیہ نور اللہ مرقدہٗ کے برابر دفن کیا گیا۔ کم سے کم اسّی ہزار کا مجمع دہلی میوات دوآبہ کا نماز جنازہ میں شریک ہوا۔

کاتب محمد عیسیٰ عفی عنہٗ

بتصدیق

بھائی بشیر۔ بھائی عبدالوہابؔ

وغیرہم

لہ ناموں کے لکھنے سے اپنے بڑوں نے منع فرمادیا اس لئے ناموں پر قلم پھیر دیا گیا۔ بندہ کا پاسپورٹ گم ہو گیا تھا اس لئے بندہ چارٹر میں نہ جاسکا۔

مکتوباتِ اکابرِ تبلیغ
حصہ سوم
حضرت غوثِ زمانہ، مرجعِ خلائق، سردارِ اولیاء
الحافظ الحاج الشیخ الحدیث
مولانا محمد زکریا صاحب
رحمۃ اللہ علیہ

خطوط حضرت شیخ الحدیث رحمۃ اللہ علیہ

خط (۱) اصلاح کا جامع مختصر اور پُر تاثیر طریقہ

۷۸۶

مکرم و محترم جناب میانجی محمد عیسیٰ صاحب۔

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ،

آپ کا گرامی نامہ مولانا عبید اللہ صاحب نے پڑھ کر سنایا۔ میرے عزیز! میں بھی بیمار ہوں۔ آپ اگر بیماری کی وجہ سے نہ آسکے تو کوئی حرج نہیں۔ حق تعالیٰ شانہ صحت عطا فرمائے۔ فقط والسلام از زکریا[۱] بقلم (مولانا) عبید اللہ صاحب

۱۰ رشوال ۲۲ ر اگست ۱۹۸۰ء

حضرت اقدس نے اس سال رمضان پاکستان گزارا تھا۔ بندہ نے ویزا حاصل کرنے کی بہت کوشش کی لیکن بندہ کو پاکستانی ویزا نہ مل سکا۔ اس لئے حضرت کی خدمت میں حاضر نہ ہو سکا۔ عید کے بعد حضرت ہندوستان تشریف لے آئے اور جہاز سے دہلی اتر کر پہلے نظام الدین تشریف لائے

---

[۱] حضرت اقدس کو اپنے خطوط میں تاریخیں لکھنے کا بہت اہتمام تھا۔ اپنے دست مبارک سے لکھتے تو ہر خط پر ہوتی تھی اور اگر کسی کاتب سے لکھواتے تو بعض مرتبہ کاتب سے تاریخ لکھنی رہ جاتی تھی اسی وجہ سے اس بیاض میں بعض خطوط میں تاریخیں لکھی ہوئی نہیں ہیں۔

اور چند دن یہاں قیام فرمایا۔ ویزا نہ ملنے اور پاکستان حاضر نہ ہونے کی معذرت تو خط کے ذریعہ پاکستان کو ہی لکھ کر بھیجدی تھی۔ لیکن عید کے بعد بندہ کو بخار ہو گیا تھا جسکی معذرت نظام الدین کو ایک جانے والے کے ذریعہ ایک عریضہ میں لکھ دی جس کا یہ جواب ہے :-

اس کی حقیقت کو سمجھنے کے لئے تعلق و محبت کی ضرورت ہے۔ حضرت اقدس نے عجیب انداز سے بندہ کی خوب پٹائی بھی فرمادی اور شفقت کے انداز میں اصلاح بھی فرمادی۔ جملہ مختصر ہے (کہ میں بھی بیمار ہوں۔ آپ اگر بیماری کی وجہ سے نہ آسکے تو کوئی حرج نہیں) لیکن اسکی شرح بہت لمبی ہے۔ مختصر یہ ہے کہ میں بیمار ہونے کے باوجود حجاز مقدس اور پاکستان کا اتنا لمبا سفر کرکے جب نظام الدین آسکتا ہوں تو کیا تم پچاس میل کا سفر کرکے نظام الدین نہ آسکتے تھے کیا تم مجھ سے بھی زیادہ بیمار اور معذور تھے۔ اور (حرج) کا لفظ بڑھا کر شفقت و محبت کا اظہار فرمادیا تاکہ میرے دل پر زیادہ شدید چوٹ نہ لگے۔

لیکن میں آج تک اس عریضہ کے لکھنے پر شرمندہ ہوں اور اس قدر غم ہے کہ اس کا اظہار الفاظ سے ادا نہیں کر سکتا اور یہ غم موت تک رہے گا۔ اور اپنے آپ کو واللہ باللہ بار بار لعنت بھیجتا ہوں کہ میرے شیخ تو اتنا لمبا سفر کرکے تیرے قریب تشریف لے آویں اور تو معمولی بخار کی وجہ سے معذرت کرتا ہے۔ اس سے تو اچھا تھا کہ عریضہ ہی نہ لکھتا کہ حضرت کو تکلیف تو نہ پہنچتی۔

اللہ رب العزت معاف فرمائے۔

فقط

محمد عیسیٰ عفی عنہ

خط (۲) کشفِ وکرامات کے بارے میں

۴۸۶

عنایت فرمایم میانجی محمد عیسیٰ صاحب۔

بعد سلام مسنون!

گرامی نامہ لفافہ پہنچا۔ آپ نے جو اپنے احوال رفیعہ لکھے ان سے مسرت ہوئی حق تعالےٰ شانہٗ استقامت اور ترقیات عطا فرمادیں اور انکشافات سے محفوظ فرمادیں۔ یہ کشف وغیرہ امور خطرناک ہوتے ہیں ان سے بڑا محقق تو گذر جاتا ہے ہم جیسے لوگوں کو اکثر مشکلات پیش آتی ہیں۔ میرے حضرت اقدس قدس سرہٗ[۵۷] تو جب کوئی شخص کشف وغیرہ لکھتا تھا اس کا ذکر چند روز کیلئے بند کرادیا کرتے تھے۔ مثلاً وحدۃ الوجود کا مسئلہ ہے اس میں بڑے بڑے کو مشکلات پیش آگئیں۔ ایسے امور کی طرف دھیان نہ کیا کریں۔ بالخصوص ایسی حالت میں کہ دین کی باریک جزئیات کا ذہن میں ہر وقت رہنا مشکل ہے اور شیطان کو ایسے امور میں اپنے دخل کا بہت موقعہ مل جاتا ہے۔ ہمارے حضرت امام ابو حنیفہ رضؓ نے تو کشف کے زائل ہونے کے لئے بہت دعائیں کی تھیں۔ حالات جو آپنے لکھے ہیں وہ سب بہت ہی بہتر اور قابل رشک ہیں۔ اللہ تعالیٰ شانہٗ شیطان کے مکارہ سے محفوظ رکھیں۔

اصل مقصد عبدیت اور اتباع سنت کا پیدا کرنا ہے اس کی بہت کوشش رکھیں۔ خواہش کا ترقی کرنا بھی بے محل نہیں۔ جب قوت روحانی بڑھتی ہے تو اس کا اثر جملہ قویٰ پر پڑا کرتا ہے۔ اللہ تعالیٰ شانہٗ سے دعا کریں کہ وہ شر سے محفوظ رکھیں۔

[۵۷] حضرت اقدس سے مراد حضرت اقدس مولانا خلیل احمد نور اللہ مرقدہٗ سہارنپوری مہاجر مدنی ہیں۔

تنہائی کا پسند ہونا بھی اچھی چیز ہے لیکن دین کے کام میں انہماک اس سے زیادہ پسندیدہ ہے۔ حضرت رائے پوری[1] دام مجدہم کو افاقہ ہے۔ ابھی سہارنپور میں قیام ہے۔

فقط زکریا

۲۷ ذی الحجہ ۱۳۷۴ھ

خط (۳) عجب اور ریا کا علاج

۷۸۶

عنایت فرمایم میاںجی محمد عیسیٰ سلمہ،

بعد سلام مسنون!

تمہارے حالات سے مسرت ہوئی۔ اللہ تعالیٰ مبارک فرمائے۔ زبانی بھی کہا تھا اور اب بھی لکھتا ہوں منامات یا لوگوں کی تعریف سے دل میں بڑائی نہ لانا چاہیئے۔ یہ شیطان لعین عجب و ریا پیدا کرا دیتا ہے۔ تہجد[2] میں کلام پاک کی تلاوت کی جو تاکید خواب میں کی گئی ہے اس کا ضرور اہتمام کریں۔ نیز چچا جان[ع] کے ملفوظات کا اہتمام سے مطالعہ کرتے رہا کریں۔ تم نے جو انوارات اور شعلوں کا ذکر کیا یہ مبارک تو ہیں مگر ان کو اہمیت نہ دینی چاہیئے۔ میری ٹانگوں کے لئے دعا کرنا یہ تمہاری محبت ہے۔ آج ہی ملک[3] عبدالحق دہلی گئے ہیں ان کے ہی ہاتھ یہ خط بھیجدیتا مگر تمہارا خط تاخیر سے ملا۔ یہ خط ڈاک سے بھیجنے کا خیال تھا مگر چونکہ

ع مراد حضرت شاہ محمد الیاس نور اللہ مرقدہ ہیں۔

[1] حضرت رائپوری سے مراد حضرت اقدس مولانا عبدالقادر رائپوری ہیں [2] تہجد میں کلام پاک دیکھ کر پڑھنے کی یعنی تلاوت کرنے کی حضرت مولانا شاہ محمد الیاس رح بانی تبلیغی تحریک بہت تاکید فرمایا کرتے تھے اور حضرت مولانا محمد یوسف رح صاحبزادہ مرحوم اجل خلیفہ حضرت مولانا الیاس نے بار بار اسکو جاری رکھنے کی تاکید فرمائی اور خواب میں بندے کو تاکید کی اسی کی طرف حضرت شیخ اشارہ فرما رہے ہیں [3] ملک عبدالحق مکہ مکرمہ کے بڑے تاجر ہیں اور حضرت شیخ رح کے خلیفہ ہیں۔

تم نے لکھا ہے کہ دستی بھیجدینا اس کا جواب لکھواکر رکھ رہا ہوں۔ رات دستی خط ملا جس میں میوات[1] کے مختلف مقامات پر پولس جانا لکھا ہے جس سے بہت فکر ہوگیا ہے۔ دعائیں تو آجکل بہت ہو رہی ہیں۔ اللہ ہی رحم فرمائے۔ کسی دستی خط میں میوات کے جدید حالات سے ضرور مطلع کریں کہ پولس نے ان گرفتار شدہ لوگوں سے کیا معاملہ کیا۔ میری طرف سے ان لوگوں سے کہلوادیں کہ ان مظالم کا حل گناہوں سے بچنا اور توبہ استغفار ہے۔ مالک کا فضل ہے کہ ہمارے اعمال سے بہت کم سزائیں ہیں۔ حکومت یا پولس کو گالیاں دینے سے کچھ نہیں ہوتا۔ راتوں کو رونا گڑگڑانا اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے اتباع کی کوشش کریں۔ فقط

زکریا بقلم شاہد

خط ۴ وصول الی اللہ اور مکاشفات کے بارے میں

۶۸۶

عنایت فرمایم جناب الحاج میانجی محمد عیسیٰ سلمہٗ۔

بعد سلام مسنون آپ کا ایئر لیٹر مؤرخہ ۱۶ ر محرم کا یکم صفر کو مجھے ملا معمولات کی پابندی سے مسرت ہوئی۔ اللہ تعالیٰ مزید ترقیات سے نوازے۔ وصل کی تمنا بھی مبارک ہے۔ مگر یہ تمنا ہی کی حد تک رہتا ہے۔ اس کے حصول کے در پے نہیں ہونا چاہیے اور نہ عدم وصول سے دل ہراساں ہونا چاہیے کہ وصول تو جتنا ہی ہوگا وہ ہے عبث ہے جستجو بحرِ محبت کے کنارے کی

بس اس میں ڈوب ہی جانا ہے اے دل پار ہو جانا

[1] میوات ۱۹۷۶ء میں نسبندی کے سلسلہ میں بہت زیادہ مظالم کئے تھے انکا علاج اس خط میں بتلایا گیا ہے۔

آپکی اہلیہ کی صحت کیلئے بھی دعا کرتا ہوں اور آپکی اولاد کے نیک ہونے کی بھی۔ اور آپ کی قدم بقدم چلنے کی بھی۔ اللہ تعالیٰ توفیق عطا فرمائے۔

میاں جی ایک بات ہمیشہ بہت یاد رکھیں۔ پہلے بھی کہا کہ یہ قلق تو مبارک ہے کہ میں کچھ نہ ہوا اور ہونا چاہیئے اور جتنا زیادہ ہوگا اتنا ہی مفید ہوگا۔ لیکن غور سے سمجھنے کی بات ہے کہ اس میں یہ خیال آنا کہ اتنے دنوں سے میں کام کر رہا ہوں بڑے حضرت[1] جی کے زمانے سے پھر بھی کچھ نہ ہوا۔ اسمیں شائبہ شکوہ شکایت کا ہے۔ اور آقا کی شکایت کا دل میں آنا بھی ترقی سے محرومی ہے۔ مالک اپنی یاد کی توفیق عطا فرماوے اس سے بڑھ کر اور کیا احسان ہوگا ۔ منت منہ کہ خدمت سلطان ہمی کنی

منت شناس ازو کہ بخدمت بداشت

خواب بہت مبارک ہے کسی تعبیر کا محتاج نہیں۔ تبلیغی اجتماعات تو جہاں جہاں ہوتے ہیں بہت کثرت سے لوگ اس ناکارہ کی شرکت اس میں دیکھتے ہیں اور وہ غلط بھی نہیں ہوتا۔ اصل شرکت قلبی اور روحی ہے جو بحمداللہ تعالیٰ دعاؤں کے ساتھ تم دوستوں کے اجتماعات میں ہمیشہ شریک رہتی ہے۔ میرے پاس تو اس قسم کے خواب کثرت سے آتے رہتے ہیں۔ ان منامات میں توجہ قلبی کی شرکت ہے۔ اپنے اعذار کی وجہ سے بدنی شرکت سے تو محرومی ہے مگر قلبی شرکت سے محرومی نہیں۔ بیت اللہ کی روشنی انشاء اللہ تعالیٰ مبارک ہے۔ اللہ تعالیٰ کے ساتھ لو لگانے والوں کیلئے خصوصی تعلق اور محبت کی طرف اشارہ ہے۔ یہ ناکارہ آپ سب کیلئے دعا کرتا ہے اور سب کی طرف سے روضۂ اقدس پر صلوٰۃ و سلام بھی پیش کر دیا ہے۔

فقط والسلام

زکریا بقلم حبیب اللہ

[1] مراد حضرت مولانا شاہ محمد الیاس نور اللہ مرقدہٗ ہیں۔ ۱۲

خط (۵) وصلِ مولیٰ نعمتِ ذکر اور موت کے شوق کے بارے میں

۷۸۶

باسمہٖ تعالیٰ. عنایت فرمایم میاںجی عیسیٰ صاحب سلمہٗ.

بعد سلام مسنون!

تمہارا ائیر لیٹر مورخہ ۲ صفر کا ۱۱ صفر کو بہت جلدی مل گیا. تم نے جو کچھ اس ناکارہ کے بارے میں لکھا ہے وہ تو تمہاری محبت کی علامت ہے. اللہ تعالیٰ تمہاری اس محبت کو طرفین کے لئے ترقیات کا ذریعہ بنائے. مخلوق سے دل نہیں لگانا چاہیئے. دل لگانے کے واسطے تو صرف ایک ہی ذات ہے. اور جو عرض ومعروض کرنا ہو اسی سے کرنا چاہیئے. معمولات کی پابندی سے بہت مسرت ہے. اللہ تعالیٰ مزید ترقیات سے نوازیں. تمہارے لئے دعا سے کسی وقت بھی دریغ نہیں ہوتا. اللہم تمہیں زیادہ سے زیادہ ترقیات سے نوازے. آدمی کا ایک حال کبھی نہیں رہا کرتا. کبھی ذوق وشوق رہتا ہے کبھی افسردگی ہوتی ہے. اس سے افسردہ نہیں ہونا چاہیئے. مالک کا یہ بھی بڑا احسان ہے کہ اس نے اپنے نام کے رٹنے کی توفیق عطا فرمائی. مایوسی تو ہرگز نہیں چاہیئے. اور جو کچھ ہوتا ہے یہ بھی تو وصل ہی ہے. حقیقی وصل تو اس دنیا میں محال بلکہ رویت بھی محال ہے ؎

عبث ہے جستجو بحرِ محبت کے کناری کی بس اسمیں ڈوب ہی جانا ہے اۓ دل پار ہو جانا

اس دنیا میں تو حضور ہی وصل ہے اور اس کا ظہور عدم غفلت سے ہوتا ہے. اللہ تعالیٰ تمہیں بھی نصیب فرمائے اور اس ناکارہ کو بھی. موت کا شوق بھی مبارک ہے مگر وہ بھی ہر وقت نہیں رہا کرتا. تمہاری طرف سے پہلے بھی صلوٰۃ وسلام پیش کرتا اور اب بھی پیش کرتا رہتا ہوں.

فقط والسلام

زکریا بقلم حبیب اللہ

خط (٦) بیخودی

٤٨٦

عنایت فرمایم میانجی محمد عیسیٰ سلمہٗ۔

بعد سلام مسنون!

اللہ پاک مبارک کرے۔ بیچینی تو بہت مبارک اور اچھی چیز ہے۔ اسی کو دوسرے الفاظ میں بے خودی بھی کہتے ہیں۔ آدمی یکسو ہو جائے حتیٰ کہ اپنے سے بھی۔ اس سے مسرت ہوئی کہ معمولات میں جی لگ رہا ہے۔ مبارک ہے بلکہ بہت ہی مبارک ہے۔ اللہ تعالےٰ آپ کے پیارے کو جلد ملا دے۔ اور وہ تو ملا ہوا ہے۔ البتہ احساس نہ ہونا مصالح کے موافق ہے۔ بیعت و خلافت کے متعلق میری آپ بیتی کے تینوں حصوں میں بہت مضمون ہے۔ اسے غور سے پڑھو۔ کسی وقت زبانی مجھ سے بھی بات کرلیں۔ فقط والسلام

زکریا بقلم محمد شاہد

خط (٧) تبلیغ ذکر اور مراقبہ کے متعلق

٤٨٦

عنایت فرمایم میانجی محمد عیسیٰ سلمہٗ۔

بعد سلام مسنون آپ کا عنایت نامہ پہنچا۔ مژدۂ عافیت و حالات سے مسرت ہوئی۔ آپ جس قسم کے مبارک کام میں مشغول ہیں۔ اس میں اگر اوراد وظائف میں حرج ہوا کرے تو مضائقہ نہیں۔ یہ کام بہت اہم ہے۔ (تبلیغ) اگر اس کام (تبلیغ) میں یہ مراقبہ یعنی اس کا استحضار رہے کہ اللہ جل شانہٗ

میری ہر نقل و حرکت کو دیکھ رہے ہیں تو یہ مراقبہ بہت سے مراقبوں سے بہتر رہے گا۔ اور ان شاء اللہ موجب ترقیات ہوگا۔ آپ کے گھر والوں کے لئے یہ ناکارہ دل سے دعا کرتا ہے۔ اللہ جل شانہٗ ان کو شرور و فتن سے محفوظ رکھے۔ رزق کا دروازہ مفتوح فرمائے۔ دنیا کی پریشانیاں آخرت کی ترقیات کا ذریعہ ہیں۔ گھر والوں کو بھی سمجھائیں کہ ان سے دل برداشتہ نہ ہونا چاہیئے۔ یہ ناکارہ دل سے دعا کرتا ہے۔

فقط والسلام

زکریا بقلم عبد الرحیم

خط (۸) تحدیثِ نفس اور اجازت و خلافت کے بارے میں

۷۸۶

عنایت فرمایم محمد عیسیٰ سلمہٗ۔

بعد سلام مسنون!

میں مدینہ پاک آنے کے بعد سے ابتک مسلسل بیمار ہوں۔ بخار کا سلسلہ چلتا ہی رہتا ہے۔ آج ذرا سکون ہوا تو ڈاک کا پلندہ کھلوایا۔ اس میں آپ کا خط بھی ملا جو سہارنپور گیا تھا۔ لیکن وہاں جواب کا وقت نہیں ملا۔ میرا سایہ تو بہت طویل ہوچکا مزید گنجائش نہیں رہی۔ میرے لئے تو مغفرت اور حسنِ خاتمہ کی دعا کی ضرورت ہے۔ یہ بھی مالک کا احسان ہے کہ نماز اور اوراد میں شیطان پریشان نہیں کرتا۔ تحدیثِ نفس تو بڑا موذی مرض ہے۔ اللہ تعالیٰ مجھے اور آپ کو اور میرے سب دوستوں کو اس سے محفوظ رکھے۔

آدمی کو اپنے آپ کو ہمیشہ نااہل ہی سمجھنا چاہیئے اور اجازت کا درجہ کمال نہیں سمجھنا چاہیئے۔ اجازت تو محض سلسلہ کی برکات سمجھیں کہ اللہ تعالیٰ جل شانہٗ

تمہارے ذریعہ سے دوسروں تک پہنچادیں۔ جیسے ڈاکیہ خط پہنچاتا ہے۔ ڈاکیہ کا خط سے کوئی تعلق نہیں ہوتا۔ اصل بندے کی طرف سے طلب ہے اور مالک کی طرف سے عطا ہے۔ ورنہ ڈاکیہ کا کام تو محض پہنچانا ہے کہ بھیجنے والے نے جس کو بھیجا ہے اس تک پہنچادے۔

تعویذ میں اللہ تعالیٰ کا کلام پاک یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا پاک ارشاد لکھ دیا کریں۔

فقط والسلام

زکریا بقلم حبیب اللہ

خط (۹) کسی ذات پر کام کا مدار نہ سمجھنا چاہیئے

۷۸۶

عنایت فرمایم میاںجی عیسیٰ صاحب۔ مدفیوضکم۔

بعد سلام مسنون!

آپ کا کارڈ اور جماعت کے مولوی یحییٰ صاحب کے ذریعہ پرچہ پہنچا۔ مضمون دونوں کا مشترک تھا۔ مولانا یوسف کی روانگی پر اصرار اگر وہاں کے حضرات کریں تو بے محل نہیں کہ ان حضرات کے جذبات کا بھی تقاضہ ہے۔ لیکن آپ سے تعجب ہے۔ اس لئے کہ آپ تو مولانا یوسف کی مشکلات سے واقف ہیں۔ آپ حضرات کو تو بجائے اصرار کے ان حضرات سے مشکلات کا اظہار کرنا زیادہ مناسب تھا۔ اب آپ حضرات کو اس کام (تبلیغ) کو خود سنبھالنا اور اپنانا چاہیئے۔ مولانا یوسف کی ذات پر نہ رکھنا چاہیئے۔ کام اللہ جل شانہٗ کا ہے اس کا کام سمجھ کر اپنے آپ کو اس میں لگا دینا چاہیئے۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر مدار نہ رکھا اور مَنْ[ع۵] كَانَ يَعْبُدُ اللّٰهَ فَإِنَّهٗ حَيٌّ لَا

ع۵ جو اللہ تعالیٰ کی عبادت کرتا ہے تو بیشک وہ زندہ ہے اور اسے کبھی موت نہیں آئے گی۔ ۱۲۰

یتیمتوں فرما دیا۔ بہر حال اس وقت تو وہ ارادہ فرما رہے ہیں اور انشاء اللہ اس خط سے پہلے پہنچ جاویں گے۔ لیکن اس کی کوشش ضرور ہونا چاہیئے کہ ان کا وقت زیادہ نہ لگے۔ بہت سی جگہ کا سفر بھی ہرگز مناسب نہیں ان کو چلتے ہیں واپس کر دینا چاہیئے۔ مولانا یوسف کی بخیر رسی کے خط کا شدت سے انتظار رہے گا۔

زکریا مظاہر علوم

۶ رجمادی الثانی ۱۳۷۵ھ

خط (۱۰) نفس اور شیطان کے شر سے حفاظت کا عمل

۴۸۶

عنایت فرمایم میاںجی عیسیٰ سلمہٗ۔

آپ کا مژدۂ عافیت اور تبلیغی کام کی کارگذاری پر مشتمل گرامی نامہ ملا۔ انڈونیشیا میں بے حیائی اور بے پردگی کے مناظر معلوم ہوئے۔ آپ کام تبلیغ ہمت سے کرتے رہیں۔ اللہ تعالیٰ حفاظت فرمائیں گے۔ مندرجۂ ذیل عمل کو کرتے رہیں نفس و شیطان سے حفاظت رہے گی انشاء اللہ۔

یَا رَءُوْفُ۔ یَا حَکِیْمُ۔ یَا مَنَّانُ واؤ۔ کاف۔ ن کو اچھی طرح سے کھینچیں۔ تین سو مرتبہ روزانہ پڑھیں آخر میں چار یا پانچ مرتبہ دل پر رکھ کر زور سے ضرب لگائیں اول و آخر سات سات مرتبہ درود شریف پڑھ لیں۔ بندہ سہارنپور خیریت سے پہنچ گیا۔

فقط والسلام زکریا

۱۵ر محرم ۱۳۷۵ھ

خط (۱۱) دُعا کی حَقیقت کے بیان میں

۷۸۶

عنایت فرمایم میاںجی عیسیٰ سلمکم اللہ تعالےٰ

بعد سلام مسنون!

اس وقت مفصل عنایت نامہ پہنچا۔ تفصیلی احوال سے بہت ہی مسرت ہوئی اللہ جل شانہٗ اپنے فضل و کرم سے دارین کی ترقیات سے نوازیں اور مساعی جمیلہ کو مُثمِر برکات بنائیں۔

دعا کے لئے کسی خاص طریقہ کی ضرورت نہیں۔ دل میں جتنی زیادہ عاجزی اور افتقار اور احتیاج ہو سکے اس کی کوشش کی جائے۔ زیادہ سے زیادہ لمبے چوڑے الفاظ کی ضرورت نہیں۔ چاہے مختصر ہی کیوں نہ ہوں مگر دل میں وہ ہی جذبہ ہو جیسا کہ واقعی محتاج کسی سے بھیک مانگ رہا ہو۔

ایک امر یہ بھی ضروری ہے کہ مساعی میں اپنی سعی سے زیادہ مالک کے فضل پر دل سے نگاہ ہو۔ ہر سعی کو مُثمِر بنانا اس کے قبضہ کی بات ہے۔ اس سے ایک نفع یہ بھی ہوگا کہ عُجب کا اندیشہ نہیں ہوگا۔

یہ ناکارہ سیۂ کار دل سے دعا کرتا ہے اللہ جل شانہٗ ترقیات سے نوازیں۔ حضرت مولانا یوسف کی خدمت میں سلام مسنون کہہ دیں۔ ان کو خواب میں بے ریش دیکھنا مبارک ہے۔ انشاء اللہ مغفرت کا مژدہ ہے۔

فقط والسلام

زکریا

مظاہر علوم ۷۴ھ

خط (۱۲) آسیب یا جادو کو دور کرنے والا مجرب عمل

۴۸۶

عنایت فرمایم محمد عیسیٰ سلمہٗ۔

بعد سلام مسنون!

اس وقت دستی عنایت نامہ پہنچا۔ آپ کے گھر کے حالات سے ہمیشہ تشویش رہتی ہے۔ اللہ پاک کے کلام میں بڑی برکت ہے۔ تعجب ہے کہ باوجود ان اعمال کے جو آپ کو وقتاً فوقتاً لکھے گئے یہ بلا ابتک زائل نہیں ہوئی۔ ایسا تو نہیں کہ اعمال کئے نہ جاتے ہوں۔

اوّل آخر درود شریف تین تین مرتبہ اور بسم اللہ سمیت الحمد شریف۔ آیۃ الکرسی۔ قل اعوذ برب الفلق قل اعوذ برب الناس تین تین مرتبہ پڑھ کر پانی پر دم کر کے مکان کی سب دیواروں پر صبح و شام ایک ہفتہ مسلسل چھڑکیں۔ نیز مریض خود یا کوئی دوسرا اس عمل کو پڑھ کر اپنے اوپر دم کر لیا کرے یا دوسرا پڑھ کر دم کر دیا کرے۔ نیز ایسی طرح کہ باہر زیادہ آواز نہ جائے کثرت سے اذان بھی مکان میں چند روز تک کہیں۔ اللہ تعالیٰ اس آفت کو دور فرمائے۔ آمین

فقط والسلام زکریا مظاہر علوم

۲۳ر جمادی الثانی ۸۱ھ

خط (۱۳) قبض و بسط کے بارے میں

۴۸۶

عنایت فرمایم میانجی عیسیٰ صاحب مد فیوضکم۔

بعد سلام مسنون۔

کئی دن ہوئے آپ کا خط پہنچا۔ چونکہ آپ نے جواب کا پتہ نظام الدین لکھا تھا۔ اس لئے یہ خیال ہوا کہ نظام الدین پہنچنے کا صحیح حال معلوم ہوجائے تو جواب لکھوں۔ آج مولوی انعام صاحب کا خط حیدرآباد سے پہنچا۔ جس سے یہ اندازہ ہوا کہ آپ حضرات آج کسی وقت دہلی پہنچ جاویں گے۔ اس لئے جواب لکھ رہا ہوں۔ آپ نے قبض و بسط کے متعلق جو لکھا ہے وہ کوئی اشکال کی چیز نہیں۔ یہ حالت سب ہی کو بکثرت پیش آیا کرتی ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے خود اپنی ذات اطہر کے متعلق اس کی طرف اشارہ فرمایا ہے۔ اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے حالات میں کثرت سے یہ چیز پائی جاتی ہے اس لئے اسکی فکر کی ضرورت نہیں۔ واردات مبارک ہیں۔ مگر قابل التفات نہیں۔ جان[۱] بوجھ کر غلطی کرنا مناسب نہیں۔ جذبہ قابلِ عمل نہیں۔ اس سے مسرت ہوئی کہ اہلیہ کی طبیعت اب اچھی ہے۔ حق تعالیٰ شانہٗ بچوں کو بھی صحت عطا فرماوے۔

فقط والسلام

زکریا

مظاہر علوم

۲۱ رجب ۸۰ھ سہ شنبہ

---

[۱] اس اجمال کی تفصیل یہ ہے کہ بندہ جب نظام الدین رہتا تھا تو بعض لوگ حسد کی وجہ سے بندی کی شکایت حضرت شیخ مدظلہٗ کو لکھ دیا کرتے تھے اور بعض صرف حضرت جی تک محدود رکھتے تھے۔ حضرت شیخ مجدہم نے ان کی طرف کبھی توجہ نہ کی نہ ہی حضرت جی نے۔ لیکن بندہ کو بہت رنج اور غصہ آتا تھا۔ اسلئے حضرت شیخ کو لکھا کہ بندہ بھی ان کے متعلق کچھ لکھ دیا کرے اس پر حضرت شیخ مجدہم نے لکھا کہ یہ جان بوجھ کر غلطی کرنا ہے اس لئے مناسب نہیں نہ ہی ایسا جذبہ مناسب ہے۔

خط (۱۴) نگاہ کا فتنہ اور اس کا علاج

۸۶ھ

عنایت فرمایم میانجی عیسیٰ صاحب مدفیوضکم۔

بعد سلام مسنون!

گرامی نامہ پہنچا۔ ماہ مبارک کے اعتکاف اور اس کے بعد کے اسفار سے مسرت ہوئی۔ حق تعالےٰ شانہٗ اپنے فضل و کرم سے ان سب کو قبول فرمائے اور شرور سے اپنے فضل و کرم سے محفوظ رکھے۔ نگاہ کا فتنہ بہت سخت ہے۔ حق تعالےٰ شانہٗ مجھے اور آپ کو اور دیگر احباب کو اس فتنے سے محفوظ رکھے۔ اسفار میں واقعی اس سے دوچار ہونا پڑتا ہے مگر مالک سے لاحول اور اعوذ کے ساتھ پناہ مانگتے رہنا چاہیئے۔ جب بھی مسجد میں داخل ہوں اَعُوْذُ بِاللّٰہِ الْعَظِیْمِ وَبِوَجْہِہٖ الْکَرِیْمِ وَسُلْطَانِہٖ الْقَدِیْمِ مِنَ الشَّیْطَانِ الرَّجِیْمِ ط پڑھنا حدیث پاک میں مفید بتایا ہے۔ احباب کی خدمت میں سلام مسنون کہہ دیں۔

فقط والسلام

زکریا مظاہر علوم

۱۸ر شوال ۸۶ھ

خط (۱۵) اچھے خواب پر شکر کرنا اور گھمنڈ سے بچنا

۸۶ھ

عنایت فرمایم میانجی محمد عیسیٰ مدفیوضکم۔

بعد سلام مسنون!

اس وقت گرامی نامہ پہنچا مژدۂ عافیت اور حالات سے مسرت ہوئی، حق تعالیٰ شانہٗ مزید ترقیات سے نوازے۔ خواب بہت مبارک ہے کسی تعبیر کا محتاج نہیں۔ تعبیر تو اسمیں ہوتی ہے جہاں کوئی بات ظاہر نہ ہو۔ یہ مبشرات تو آپ خود ہی آپ کی ترقیات کا اظہار ہیں اور بروقت کی چیزیں ہیں۔ ان میں کسی کی بھی تعبیر کی حاجت نہیں۔ آپکے کاموں کی قبولیت کی علامات ہیں جو قابلِ مبارکباد ہیں۔ ایسے خوابوں سے اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرنا چاہیئے۔ کسی قسم کا عجب و گھمنڈ ہرگز بھی پاس نہ آنے دیا جاوے۔ کیونکہ یہ مضر ہوتا ہے۔ فقط والسلام زکریا

۲ رشعبان ۸۹ھ

خط (۱۶) عمل برائے سحر

۷۸۶

عنایت فرمایم عیسیٰ سلمہ اللہ تعالیٰ۔

بعد سلام مسنون!

عنایت نامے لفافے اور کارڈ دونوں پہنچے۔ لفافہ[1] میں تعویذ رکھ کر ارسال کر دیا۔ اور ایک عمل بھی لکھا ہے۔ وہ یہ کہ تینتیس ۳۳ آیات ہیں جو کہ سحر کے لئے خاص طور سے مفید ہیں اور مجرب ہیں۔ شاہ ولی اللہ رحمہ اللہ صاحب کے زمانے سے

---

[1] واقعہ یہ ہے کہ میری اہلیہ پر کسی نے سحر کر دیا تھا جس کی وجہ سے وہ بہت خطرے میں تھی بندہ نے حضرت مولانا محمد یوسف رحمۃ اللہ علیہ سے ذکر کیا۔ آپ نے فرمایا کہ حضرت شیخ زید مجدہم کو تفصیلی حالات لکھ کر بھیجو۔ بندہ نے حالات لکھ کر حضرت شیخ زید مجدہم کو لکھ دئے۔ آپ نے فوراً لکھا کہ واقعی یہ جادو ہے بندہ نے پہلے ہی خط کے ساتھ ایک دوسرا پرچہ اور جواب کے لئے لفافہ ارسال کر دیا۔ حضرت نے ایک تعویذ اور مذکور عمل لکھ کر بھیجا الحمدللہ تعویذ باندھتے ہی افاقہ ہونا شروع ہو گیا۔ لوگ کہہ رہے تھے کہ تمہاری بیوی کا بچنا مشکل ہے۔ لیکن وہ ابھی تک زندہ ہے۔

ہمارے خاندان میں معمول ہیں۔ اور میرے والدؒ بھی کثرت سے ایسے مواقع پر پڑھا کرتے تھے۔ "ظفر جلیل" شاہ ولی اللہ صاحبؒ کی اور "بہشتی زیور" کے ضمیمہ نوے حصہ میں لکھی ہیں۔ ترکیب بھی اسی میں لکھی ہے۔ خیریت سے جلد جلد مطلع فرماتے رہیں۔

فقط والسلام

زکریا مظاہر علوم

۲۰ ر جمادی الثانی [illegible]ھ

خط (۱۸) اعمال کی ظاہر اور باطن کی بارے میں

۴۸۶

عنایت فرمایم میاں عیسیٰ صاحب سلمہ اللہ تعالیٰ۔

بعد سلام مسنون!

میں کل بیہٹ گیا تھا۔ آج واپسی ہوئی۔ آپ کا کارڈ کل کا اور مولوی رحمت اللہ صاحب قاری داود صاحب کا خط ملا۔ کل شام بعد عصر حافظ مقبول صاحب اور مولوی حبیب اللہ صاحب بھی بیہٹ پہنچ گئے تھے۔ بندہ یہاں کے حرج کی وجہ سے صبح ہی لوٹ آیا تھا، یہ حضرات ابھی وہاں مقیم ہیں۔ حضرت (مولانا عبد القادر رائپوری) کی طبیعت کچھ اچھی ہے۔ وہ خبر جو اخبار الجمعیۃ میں چھپی تھی ان کی ہی ہے۔ وہاں[1] کے کام سے مسرت ہے۔ اللہ جل شانہٗ اپنے فضل و کرم سے زیادہ سے زیادہ اعانت فرماویں۔ ان دونوں حضرات سے (یعنی مولانا عبید اللہ اور افتخار فریدی مراد آبادی) سے تفصیلی حال معلوم ہوا تھا۔ آج حاجی نجم الدین دہلوی (مدراس بوٹ ہاؤس) وغیرہ کی جماعت کے تین افراد بھی مالیر کوٹلہ سے واپسی پر یہاں پہنچے۔ اسی وقت پہنچے اور اسی وقت بیہٹ جارہے ہیں۔ شاید شام کو ان کی واپسی ہو۔

آج کے خط میں جو خواب لکھا ہے وہ بہت ہی مبارک ہے۔ حج ظاہری ہی نہیں ہوتا باطنی بھی ہوتا ہے اور وہ زیادہ اہم ہے۔ حق تعالیٰ شانہٗ مبارک فرماویں۔ آپ کی باطنی ترقیات کی بشارت ہے۔ حق تعالیٰ شانہٗ آپ کو مزید ترقیات سے نوازیں اور آپ سب حضرات کو جو حج کی سعی میں مشغول ہیں ؟ الدال علی الخیر کفاعلہ میں داخل فرماویں۔ فقط والسلام زکریا مظاہر علوم ۱۴ ذیقعدہ ۱۳۷۴ھ

[1] مراد ہے حجاز (عرب) ۱۲

خط (۱۹) ذکر کی پابندی نیز حسد اور کینہ اور چند نصائح کا بیان

۷۸۶

عنایت فرمایم سلمہٗ!

اس وقت عنایت نامہ ملا اس لئے سب کا اور ڈاک چھوڑ کر آپ کے خط کا جواب لکھنا شروع کر دیا۔ ذکر کا اضافہ آپ نے اچھا کیا کر دیا۔ لیکن شرط یہ ہے کہ کمی نہ ہو۔ تھوڑا پابندی کے ساتھ ہوتا رہے یہ بہتر ہے اس سے کہ زیادہ ہو اور مشاغل کی وجہ سے ترک کر دے۔ نہروں والا خواب بہت مبارک اور مبشر ہے۔ حق تعالیٰ شانہٗ ترقیات سے نوازیں۔ یہ ثمرات ہیں آپ کی مساعی جمیلہ کے۔ اور سانپوں والا خواب اچھا نہیں۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ دو بری عادتیں جو از قسم کینہ وحسد کے ہیں ابھی باقی ہیں اور زائل نہیں ہوئیں اور مری نہیں۔ اہلیہ کی علالت سے قلق ہے۔ دعا کرتا ہوں اللہ جل شانہٗ صحت عطا فرماویں۔ حجاز سے مولوی انعام کا خط مورخہ ۲۰ ر ذی الحجہ ملا ہے۔ اس میں مختلف احوال کے بعد لکھا ہے کہ ۲۴ ر ذی الحجہ ۱۱ ر اگست کو مدینہ منورہ کے لئے روانگی ہوگی۔ ایک ماہ وہاں قیام کا خیال ہے۔ اور ۵ صفر کو مظفری جہاز سے واپسی کا ارادہ ہے۔

یہ بھی لکھا ہے کہ مولوی عبد المنان واپسی کے ارادے سے اسلامی جہاز سے جانے کے لئے جدہ چلے گئے ہیں۔ مولوی عامر کو بھی اس کی اطلاع کر دیں۔ اور سب حضرات کی خدمت میں سلام مسنون عرض کر دیں۔

فقط والسلام زکریا

۲۸/۱۲ پنجشنبہ ذی الحجہ

خط (۲۰) اپنے کام میں لگا رہے مخالفین سے مقابلہ نہ کرے

۷۸۶

عنایت فرمایم عیسیٰ سلمہٗ۔

بعد سلام مسنون!

یہ ناکارہ ۲۵؍رجب کو دہلی گیا تھا۔ واپسی پر غیبت کی ڈاک میں آپ کا گرامی نامہ رکھا ہوا ملا۔ مژدۂ عافیت اور مساعی جمیلہ سے بہت مسرت ہوئی۔ اللہ جل شانہٗ مبارک فرماویں اور مزید ترقیات سے نوازیں۔ تم نے بہت اچھا کیا کہ لوگوں کی مخالفت کے تذکروں سے سب کو روک دیا۔ نہ مخالفین سے مقابلہ کیا جاوے نہ ان کی مخالفت کا تذکرہ کیا جاوے۔ بس اپنا کام اہتمام سے کرتے رہیں۔ نہ کسی کی برائی کریں نہ مخالفت کریں نہ پارٹیوں کے قصوں میں دخل دیں۔

معلوم نہیں تم نے جو پتہ لکھا ہے اس پر خط پہنچ جائے گا یا نہیں۔ تمہارا خواب بہت مبارک ہے۔ مولانا یوسف کا یہ فرمانا کہ میرے ساتھ ساتھ چلتے رہو کسی تعبیر کا محتاج نہیں۔ تعبیر ظاہر ہے کہ ان کے کام میں ان کی مدد کرو۔ مولانا مرحوم کا غسل کرنا انشاء اللہ گناہوں سے طہارت ہے۔ اس خواب کا ہر جز ظاہر ہے اور صاف ہے کسی تعبیر کا محتاج نہیں۔ تمہارا ہنستے ہوئے آنکھ کھل جانا بہت ہی مبارک ہے۔ مولوی داؤد صاحب میواتی حاجی احمد حسین صاحب حاجی ہدایت اللہ صاحب سے سلام مسنون۔ اب تو رمضان کا مبارک مہینہ قریب آرہا ہے خط وکتابت کا وقت کہاں ملیگا۔ یہ ناکارہ آپ کیلئے دعا کرتا ہے آپ بھی میرے لئے دعا کرتے رہو۔ مولانا یوسف کو آپ خواب میں دیکھو اور یاد رہے تو میرا بھی سلام مسنون کہہ دیجیو۔ اسلئے کہ بہت سے لوگ کہتے ہیں کہ اس (مولانا یوسف) نے تمکو سلام کہا ہے۔ فقط والسلام حضرت شیخ الحدیث بقلم عبدالرحیم

۶ شعبان ۸۹ھ۔

خط (۲۱) تبلیغ میں زیادہ تعداد نکلنے پر شیخ کی مسرت

۶۸۶

عنایت فرمایم عیسیٰ سلمہ اللہ تعالیٰ۔

بعد سلام مسنون!

اس وقت عنایت نامہ پہنچا جو تم نے حیدر آباد سے لکھا تھا۔ اس سے بہت ہی خوشی ہوئی کہ حیدر آباد سے دو سو پچاس (۲۵۰) حضرات تبلیغ میں آرہے ہیں۔ اللہ تعالیٰ مبارک فرماویں۔ تمہاری کیفیات سے بہت مسرت ہوئی اللہ تعالیٰ استقامت اور ترقیات سے نوازیں۔ تمہارا خواب بہت زیادہ مبارک ہے۔ تمہارے لئے بھی اور اس ناکارہ کے لئے بھی تعبیر ظاہر ہے کہ اس ناکارہ سے کوئی دینی فائدہ تمہیں پہنچے گا۔ اور پہنچ رہا ہے۔ چابیوں کا گچھا بھی انشاء اللہ مبارک ہے۔ اور دینی خزائن تمہارے حوالے کرنے کی انشاء اللہ بشارت ہے۔

عزیز ہارون کی بیماری کی خبروں سے بہت فکر اور قلق ہو رہا ہے۔ اللہ تعالیٰ اپنے فضل وکرم سے صحت کاملہ عاجلہ مستمرہ عطا فرماوے۔ قاری عبد الرشید سے بعد سلام مسنون کہہ دیں اللہ تعالیٰ تمہیں جزائے خیر عطا فرماوے۔ تمہارے بار بار کے پرچوں سے جو شدید انتظار میں پہنچتے ہیں فی الجملہ اطمینان ہو رہا ہے۔ قاری داؤد صاحب اور دیگر احباب سے سلام مسنون کہہ دیں۔

فقط والسلام

حضرت شیخ الحدیث

بقلم

عبد الرحیم

خط (۲۲) حضرت شیخ الحدیثؒ کی ضروری نصائح

برائے اہلِ مرکز خصوصاً و برائے اہلِ تبلیغ عموماً

۷۸۶

عنایت فرمایم جناب میاںجی عیسیٰ صاحب سلمہٗ۔

بعد سلام مسنون!

آپ کا گرامی نامہ پہنچا۔ تم نے جو حالات لکھے اس سے مسرت ہوئی۔ لیکن اجتماعی زندگی میں آدمی کا بہت سی چیزوں کا اختلاط دشوار ہے۔ اور یہ چیز بھی یکسوئی وغیرہ امور سے مانع بنتی رہتی ہے۔ اور بہت زیادہ جدوجہد کو چاہتی ہے۔ تم کو میرے پاس رہنے کو میرا خود بھی جی چاہتا ہے۔ لیکن تم ایک طرف بہت مشغول ہو دوسری طرف یہ ناکارہ بھی اس قدر اپنے امراض اور مشاغل کے ہجوم سے عاجز ہے کہ آنے والے دوستوں سے وقت نہیں ملتا جس کا مجھے بہت قلق ہے۔ کوئی حل میرے قابو کا نہیں۔ آپ اس کی کوشش کرتے رہا کریں کہ وہاں کے قیام میں تبلیغی مشاغل کے علاوہ فضول باتوں میں وقت نہ گزرے۔ تمہارا وقت تو الحمد للہ فضولیات سے محفوظ ہے۔ لیکن عموماً وہاں کے احباب فضولیات میں اپنا وقت بہت ضائع کرتے ہیں جو ان کے لئے بہت ہی مضر ہے۔ اس وقت مولانا یوسفؒ کے انتقال کے بعد تم مرکز کے اونچے لوگوں کے ذمہ ذمہ داری بہت بڑھ گئی ہے اور آنے والے تم احباب کو دیکھ کر تمہارے کام کی گہرائی کا اندازہ کرتے ہیں۔ اس لئے تم دوستوں کو ایک دوسرے کی شکایات سے بالخصوص اجنبیوں کے سامنے بہت زیادہ اہتمام سے بچنے کی ضرورت ہے۔ وہاں کے مقیمین سب حضرات چاہے مبلغ ہوں یا مدرس ہوں۔ بعد سلام مسنون میرا یہ پیغام پہنچا دیں اور بہت ہی اہتمام سے پہنچا دیں۔

بلکہ بہتر یہ ہے کہ قاری داؤد صاحب اور منشی بشیر احمد صاحب سے یہ پیغام وپیام پہنچا دیں کہ وہ سب کو پہنچا دیں گے۔

فقط والسلام
حضرت شیخ الحدیث
بقلم غلام محمد

خط (۲۳) شکر و عجب کا بیان اور اہم ہدایات

۴۸۶

عنایت فرمایم منشی میانجی عیسیٰ صاحب سلمہ اللہ تعالےٰ۔

بعد سلام مسنون!

رات عشاء کے بعد تمہارا دستی پرچہ کل یکشنبہ کا لکھا ہوا پہنچا۔ تمہارے احوال سے بہت زیادہ مسرت ہوئی اور ہوتی رہتی ہے۔ آدمی کو اپنے احوال پر افسوس اور قلق تو مناسب ہے لیکن ساتھ ساتھ اللہ کا شکر بھی کرتے رہنا چاہیئے۔ مبادا شکوہ ہوجائے۔ اللہ کا شکر اور اُسکا احسان ہے کہ اس نے بے انتہا احسان فرما رکھے ہیں۔ ایک مرض ہم لوگوں میں سے بہت دیر میں نکلتا ہے۔ یہ بڑے بڑے ذاکرین میں بھی دیر تک رہتا ہے۔ وہ ہے عجب اور بڑائی۔ ہم لوگ اپنی زبان سے جو اپنے آپ کو حقیر، فقیر، ذلیل کہتے رہتے ہیں لیکن ہمارا دل ان چیزوں کو قبول نہیں کرتا حالانکہ زبان سے زیادہ دل کے کہنے کی بات ہے۔ اللہ تعالےٰ تمہیں اپنے فضل وکرم سے سب امراض سے نجات عطا فرماوے اور مجھے بھی۔

واقعی اجتماعی کام بڑے مجاہدہ کا ہے۔ اگر آدمی اسمیں اپنے نفس پر قابو پالے تو بہت زیادہ کامیاب ہے۔ فضائل صدقات کا مطالعہ میں رکھنا کوئی اشکال نہیں اس کا دوسرا حصہ مقدم کر لیا کریں۔

تمہارا مجھ سے محبت کرنا میرے لئے بھی اور تمہارے لئے بھی مبارک ہے۔ تمہارے حالات سے بہت زیادہ مسرت ہوئی۔ اللہ تعالےٰ ترقیات سے نوازے۔ اس سے قلق ہوا کہ سفر میں تمہیں بخار ہو گیا۔ اللہ تعالےٰ صحت و قوت کے ساتھ تم سے اپنے دین کی خدمت لے۔ تمہارے تینوں خواب بہت ہی مبارک ہیں کسی تعبیر کے محتاج نہیں سب صاف ہیں۔

تم نے اس سیاہ کار کے متعلق جو کچھ دیکھا تمہاری محبت اور حُسنِ ظن کا ثمرہ ہے اور انشاء اللہ تعالےٰ اس سیاہ کار کی طرف سے تمہاری طرف نسبت منتقل ہوگی۔ یہ انوارات ان اوراد و وظائف کے ہیں جو اس ناکارہ کے کہنے سے تم کر رہے ہو۔

وہ دو باتیں جو میں نے تم سے چلتے وقت کہی تھیں انشاء اللہ نفس بھی مر جائیگا اور چشم کی بھی حفاظت ہوگی۔ اپنے آپ کو نااہل سمجھتے رہنا نہایت ضروری ہے۔

بہت مبارک ہے انشاء اللہ ترقیات کی بشارت ہے۔ آپ کے سلون دسری لنکا) جانے کی خبر سے بہت مسرت ہوئی۔ اللہ تعالےٰ قبول فرما دیں اور تمہارے فیوض سے وہاں کے لوگوں کو متمتع فرما دیں۔ مولانا انعام اور عزیز ہارون سفر پر آگئے ہوں گے ان سے سلام مسنون اور خیریت کہہ دیں۔ فقط والسلام

حضرت شیخ الحدیث
بقلم اسماعیل

خط (۲۴) کسی علاقہ میں اگر کسی سے دین کا کام چل رہا ہو تو اس کو چھوڑنا ناشکری ہے

۴۸۶

عنایت فرمایم میانجی عیسیٰ صاحب سلمہ اللہ تعالےٰ۔

بعد سلام مسنون!

تمہارا الفافہ پہنچا تھا جس میں بھائی مقیت اور مولوی عبدالعزیز اور بھائی حاجی عبدالمتین صاحبان کے بھی خطوط تھے۔ ان کے جوابات بھی ان کے پاس بھیج دیئے۔ چونکہ تم نے ۲۰ر جون کو نظام الدین پہنچنا لکھا تھا۔ اس لئے تمہارے خط کا جواب وہاں نہیں لکھا۔ اس سے پہلے بھی تمہارے خطوط پہونچے ہیں دو کا جواب رائیونڈ[1] کے واسطے سے اور ایک کا براہ راست لکھ چکا ہوں۔ تم نے ہر خط میں وہاں کے دوروں اور قیام کے فوائد اور ثمرات کی تفصیل لکھی۔ اور وہاں کے ذمہ داروں اور احباب کے خطوط سے اس کی تصدیق بار بار ہوتی رہی ان سے بہت ہی مسرت ہوتی رہی اللہ تعالیٰ بہت ہی قبول فرماوے اور بہت ہی زیادہ مبارک فرماوے۔

تمہاری وجہ سے وہاں کے علماء، حکام، عوام، مزدور پیشہ اور تمام طبقات پر اچھا اثر ہو رہا تھا تو بندے کے خیال میں تم نے بڑی غلطی کی کہ وہاں سے واپس آ ہو گئے۔ تمہیں اللہ جل شانہٗ کی اس نعمت کا بہت شکر کرنا چاہیئے تھا اور قدر کرنی چاہیئے تھی جو اللہ نے تمہارے ذریعہ سے وہاں پیدا کر دی تھی

[1] رائیونڈ والے خطوط نہ مل سکے حضرت اقدس نے ملاقات پر فرمایا تھا کہ ان میں بہت ضروری ہدایات تھیں۔ ۱۲۔

اللہ تعالیٰ کسی سے کوئی کام لے تو اس کو بہت ہی قدر کرنی چاہیئے۔ اس کی ناقدری کفرانِ نعمت ہے۔ اگر مجھے پہلے سے تم لکھتے تو میں بہت زور سے تمہیں لکھتا کہ آنے میں جلدی نہ کرو۔

مسلمانوں کے وہاں ویزا ملنے میں تو سہولت ہے۔ میری رائے تو اب بھی ہے کہ اگر مولوی انعام الحسن صاحب اجازت دے دیں تو واپس ڈھاکہ چلے جاؤ۔ یہ ناکارہ تمہارے لئے اور تمہاری اہلیہ کے لئے اور تمہاری ساری اولاد کے لئے دعاگو ہے۔ اللہ تعالیٰ تمہیں ہر قسم کے مکارہ سے محفوظ فرمائے۔ اور اپنی مرضیات پر عمل کی زیادہ سے زیادہ توفیق عطا فرمائے اور نامرضیات سے حفاظت فرمائے۔

فقط والسلام — حضرت شیخ الحدیث بقلم عبد الرحیم

خط (۲۵) ایماناً احتساباً کا مطلب

۸۶ء

عنایت فرمایم محمد عیسیٰ سلمہٗ۔

بعد سلام مسنون۔

عنایت نامہ پہنچا۔ آپ کی کارگذاری اور مساعی جمیلہ سے مسرت ہوئی۔ اللہ تعالیٰ قبول فرمائے اور مبارک فرماوے اور دارین کی ترقیات سے نوازیں۔ بندہ کا کام سعی کرنا ہے اور کشائش مالک کے قبضہ میں ہے جب بھی عطا فرماوے۔ اللہ کا شکر ہے اس نے بہت کچھ عطا فرما رکھا ہے۔ طلب اور دعا کے ساتھ لگا رہنا چاہیئے۔ ایسی کوئی چیز نہ ہونی چاہیئے جس سے ناشکری کا انداز پیدا ہو جائے۔

ایماناً احتساباً کا مطلب تو ظاہر ہے کہ بغیر ایمان کے کوئی عمل بھی معتبر

نہیں۔ احتساباً کا مطلب یہ ہے کہ جو کچھ کیا جائے اس میں کوئی دنیوی غرض حب مال حب جاہ اور ریا کا شائبہ نہ ہو۔ اپنے تمام رفقاء سے بندے کی طرف سے سلام مسنون کہہ دیں۔ یہ ناکارہ ان سب کے لئے دعا کرتا ہے۔ خود بھی اور رفقاء سے بھی کثرت درود شریف کی تاکید ضرور کرتے رہا کریں کہ وہ مکارہ سے حفاظت اور مقاصد کی کامیابی کے لئے بہت مفید ہے۔

حضرت شیخ الحدیث صاحب

بقلم عبدالرحیم

خط (۲۶) بعض کوتاہ نظروں کی وجہ سے حضرت شیخ الحدیثؒ کا سفرِ حجاز ملتوی ہونے کی تفصیلات

۷۸۶

عنایت فرمائم منشی میانجی عیسیٰ صاحب سلمکم اللہ تعالےٰ۔

عنایت نامہ پہنچا اس سے بہت ہی مسرت ہوئی کہ آپ کے ویزا میں خلاف امید توسیع ہوگئی۔ اللہ جل شانہٗ اپنے فضل وکرم سے مزید توسیع کرادیں۔ اس سے اور بھی مسرت ہوئی کہ سفر میں معمولات پر پابندی ہوتی رہی۔ اللہ تعالیٰ قبول فرماویں اور استقامت وترقیات سے نوازیں۔ تم نے رائیونڈ کے حضرات کی جو کیفیت لکھی اس سے بھی مسرت ہوئی۔ اللہ تعالیٰ ان حضرات کی مدد فرماویں۔ یہ ناکارہ حسب تجویز ۸ رمارچ کو نظام الدین گیا اور ۱۳ ر کو واپس آگیا۔ لیکن یہ اللہ کا فضل اور انعام ہوا کہ ۸ ر فروری والے سفر میں جو حالت ہوئی تھی اس دوسرے

سفر میں اس کے عشر عشیر بھی نہ ہوئی۔ پہلے سفر میں ایک ہفتہ تک بالکل غذا کی نوبت نہیں آئی۔ ارادہ سے بھی امتلا ہوتا تھا۔ اس مرتبہ کلکتہ والے احباب کی خاطر بعد عشار مجلس ہوتی رہی۔ ان حضرات کی آمد سہارنپور کی تھی مگر جب ان کو بندے کا نظام الدین ۸ر مارچ کو جانا معلوم ہوا تو بیس نفر بجائے سہارنپور کے شنبہ کی شب ہی میں مجھ سے پہلے نظام الدین پہنچ گئے تھے اور جمعرات کی صبح کو میری روانگی کے ایک گھنٹہ بعد کلکتہ کو واپس ہو گئے۔

میرا ٹکٹ، ویزا، سب مکمل ہو چکا تھا اور ۱۴ر فروری کو عزیزان کے بمبئی پہنچنے پر میرا ٹکٹ کینسل ہوا۔ اس وقت تو نظام الدین کی ضروریات کی وجہ سے میرا سفر ملتوی ہوا تھا اور یہ تجویز ہوا تھا کہ مولانا انعام الحسن کی واپسی پر یہ ناکارہ چلا جائیگا۔ یہی میرے ذہن میں بھی تھا کہ مولانا انعام الحسن روانگی کی ملاقات کے وقت کہہ کر گئے تھے کہ وہاں کے احباب سے کہدونگا کہ محرم میں آپ آویں گے میں نے کہا شوق سے۔ مگر اب سن رہا ہوں کہ میری حاضری مناسب نہیں ہے فلاں صاحب چلتے وقت کہہ کر گئے تھے کہ نظام الدین کے حضرات سے کہدو کہ وہ اس ناکارہ کے سفر کو تبلیغ کے لئے مضر سمجھتے ہیں۔ جس کی وجہ سے نظام الدین کے ذمہ داروں نے بندہ کا سفر ملتوی کر دیا۔ اس کی تفصیل تو وہ خود بتائیں گے۔ بندہ تو یہ ہی سمجھ رہا ہے کہ اپنی نااہلیت غالب ہے اس لئے یہ نہیں کہا جاسکتا کہ عمرہ ہو سکے گا یا نہیں۔ قریشی صاحب ۲۵ر مارچ کو پہنچ گئے ہوں گے انشاء اللہ تعالیٰ۔ ملاقات یا خط سے بخیر واپسی کی مبارکباد اور سلام مسنون کہہ دیں۔

ملاقات نہ ہونے کا انتہائی قلق ہے۔

یہ ناکارہ آپ کے لئے اور آپ کی اہلیہ کے لئے دل سے دعاگو ہے۔

فقط والسلام بقلم عبدالرحیم

حضرت شیخ الحدیث